میرے نام تہنیت اور خطوط کی

# سوغات

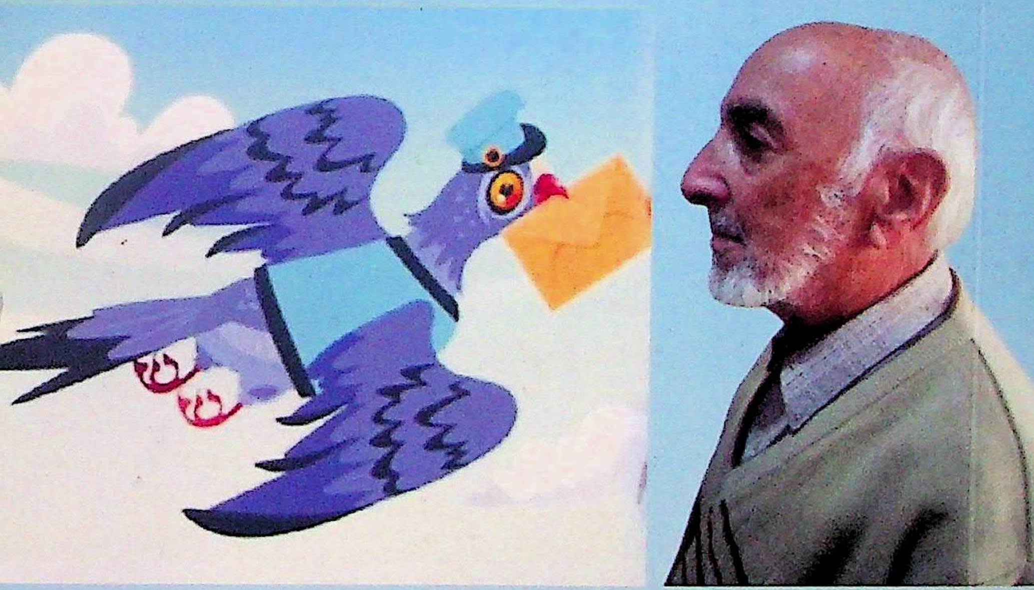

برسات تک میں لوٹ سکوں گا یقین نہیں
جینے دو مجھے اپنے پرانے مکان میں

شبنم قیوم

میرے نام تہنیت اور خطوط کی

# سوغات

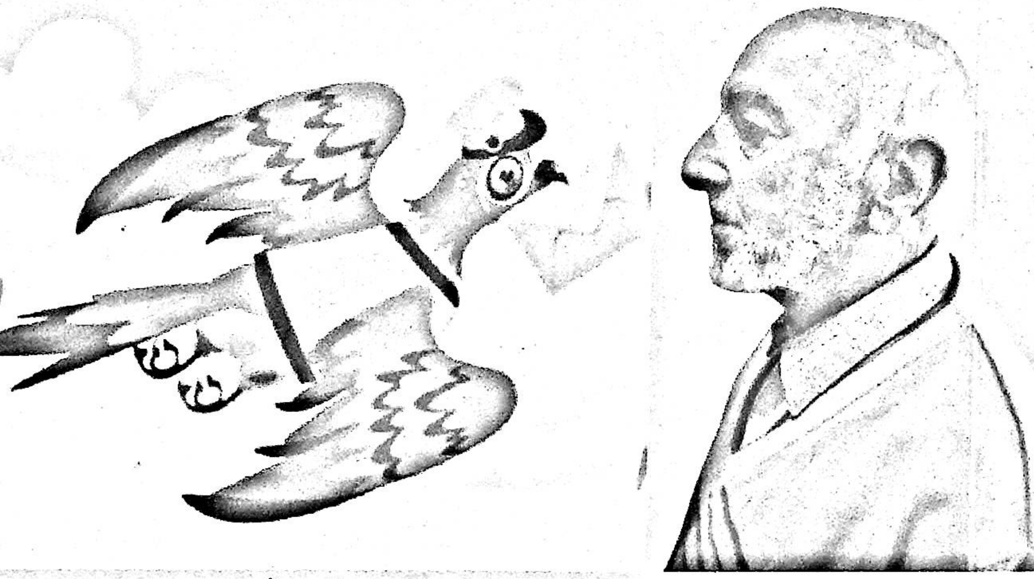

برسات تک میں لوٹ سکوں گا یقین نہیں

جلنے دو مجھے اپنے پرانے مکان میں

شبنم قیوم

میرے نام تہنیت اور خطوط کی

# سوغات

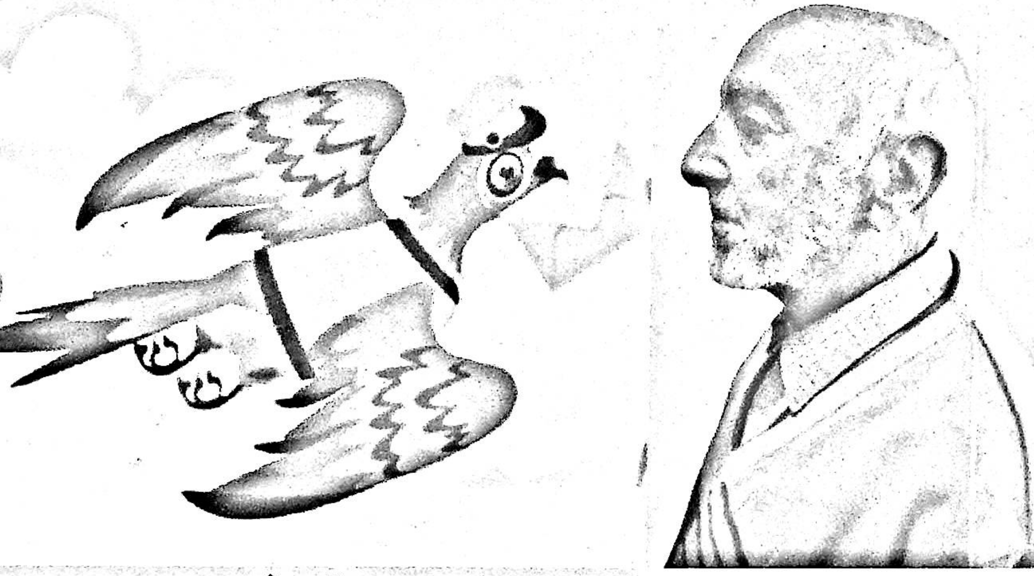

برسات تک میں لوٹ سکوں گا یقین نہیں
جلنے دو مجھے اپنے پرانے مکان میں

شبنم قیوم

میرے تئیں تہنیت نامے اور خطوط کی

# سوغات

دل کس نے دیا ہے مجھے اس درد سے لبریز
کس نے مجھے یہ درس محبت کا دیا ہے
عزت سے محبت سے مجھے ملنے لگے لوگ
اعزاز یہ جو ہے میرے اللہ کی عطا ہے

تا کہ سند رہے

شبنم قیوم
رائٹر، ہسٹارین، جرنلسٹ

## میرے تیئں تہنیت نامے اور خطوط کی

# سوغات

دل کس نے دیا ہے مجھے اس درد سے لبریز
کس نے مجھے یہ درس محبت کا دیا ہے
عزت سے محبت سے مجھے ملنے لگے لوگ
اعزاز یہ جو ہے میرے اللہ کی عطا ہے

تاکہ سند رہے

شبنم قیوم
رائٹر، ہسٹارین، جرنلسٹ

جملہ حقوق بحق محفوظ ہیں

( 47 ویں تصنیف )

| | |
|---|---|
| نام کتاب | سوغات |
| مصنف | شبنم قیوم |
| تاریخ اشاعت | اکتوبر 2024ء |
| صفحات | 180 |
| قیمت | 200/- روپے |
| کمپوزنگ | ندیم |
| کور ڈزائینر | قیصر شفیع |

ناشر:

وقار پبلی کیشنز

219 لال نگر چھانہ پورہ سرینگر کشمیر

موبائیل: 7006881430

ای میل: editor.qaumiwaqar@gmail.com

# انتساب

اپنے تمام اُن احباب واقارب کے نام

خلوص واحترام کے ساتھ

جنہوں نے مجھے میری تخلیقات پر گلے لگایا، میرا دائیاں ہاتھ چوم

کر اپنی محبت اور عقیدت ہم پر نچھاور کر دی۔

ہمیں نڈر بیباک اور جرأت مند قلمکار مان کر میرا حوصلہ بڑھایا

اور اس بات کا تاثر دیا۔

قلمی جہاد جاری رکھو، ہم تمہارے ساتھ ہیں۔

مخلص

شبنم قیوم

رائٹر، ہسٹارین، جرنلسٹ

# تمہید

ہوش سنبھالتے ہی جب میں نے لکھنا شروع کیا تو اس کا نہ یہ گمان تھا۔ نہ سوچ سکتا اور نہ ہی یہ تصور میں لاسکتا، کہ ایک روز میں صاحب تصنیف ادیب بنوں گا۔ ہسٹارین اور جرنلسٹ یہ تو سوچ سے بھی بڑی دور کی بات تھی۔ اگر ذرہ سا بھی گمان ہوتا، ایک وقت آئے گا جب مجھے ماضی کی تخلیقات منظر عام پر لانا پڑیں گی تو میں ماضی میں شائع شدہ مواد کی حفاظت کرسکتا، ان کو محفوظ رکھنے کے اقدامات کرسکتا۔ میں نے بہت سارا مواد نظرانداز کر کے اسے لاپراہی کی بھینٹ چڑھایا، اتنی دور جا کر آج آٹے میں نمک کے برابر مختلف موضوعات کا مواد ضبط تحریر میں لارہا ہوں۔ یعنی آپ کو اپنے ماضی کی ایک جھلک دکھا رہا ہوں۔۔۔۔ کہیئے کیسی رہی!

شبنم قیوم
رائٹر، ہسٹارین، جرنلسٹ

# حرفِ اول

## کچھ اپنے بارے میں!

ہم آپ کو بتاتا چلیں، میں کوئی زیادہ پڑھا لکھا نہیں۔ میری تعلیمی قابلیت محدود ہے۔ اس کی وجوہات میں یہاں جانے کی ضرورت نہیں۔ ہاں! اتنا ضرور بتانا چاہوں گا، میری تعلیم جاری نہ رکھنے میں میری بیماری اور علاج میں ڈاکٹروں کی ناقص تشخیص شامل رہی، جس نے میری زندگی اور بچپن کے پورے پانچ سال ضائع کر دئے۔

البتہ میں نے اب تک جو کچھ بھی لکھا۔ اور جتنا سارا کچھ لکھا، اسمیں اول اور آخر قدرت کی دین ہے۔ مجھے اس کا اعتراف ہے قدرت کو ہم سے جو کام لینا ہے ہمیں اُسی سانچے میں ڈالا ہے۔ اب تک میں کوئی ۴۲ کتابوں کا مصنف ہوں ان تصانیف میں ایک سو صفحات سے لیکر سات سو صفحات پر مشتمل تصنیفات کے ساتھ ایسی تصنیفات بھی ہیں جو پانچ پانچ جلد میں ایک ہزار صفحات سے لیکر تین ہزار صفحات تک منصفہ مشہود پر آئی ہیں۔ میرے مختلف موضوعات پر آرٹیکل کی تعداد ۵۰۰ کے قریب ہیں۔ میری بعض تصنیفات پر ۱۴ ایم فل اور ۲ پی ایچ ڈی کی ڈگریاں تفویض ہو چکی ہیں۔ مجھے ہندوستان کے دو اہم ادبی علمی اور معلوماتی

رسالوں ، ماہنامہ نگارش ،، امرتسر اور ماہنامہ عارض ڈائجسٹ دہلی کا مدیر اعزازی کا اعزاز حاصل ہو چکا ہے۔ جب میری عمر ۳۰ سال کی تھی میں نے ان دونوں ادبی علمی اور معلوماتی رسائل کے لئے ۲۲ ابواب پر مشتمل ۸۰۰ صفحات کے کشمیر نمبر مرتب کئے ہیں اس کے ساتھ میں مقامی ادبی جدیدے ،، جھرنا ،، کا بھی سب ایڈیٹر رہا ہوں ۔ میری تحویل سے دو ادبی رسالے روبی اور کینواس مختلف اوقات پر شائع ہوئے ان دونوں ادبی رسالوں میں میرے ساتھ شریک کارڈی کے کنول رہے ۔ جو آجکل دیپک کنول کے نام سے جانے جاتے ہیں ۔ ادبی سفر میں میری شاگردی میں چار مرد اور ایک خاتون رہی ۔ البتہ ان میں صرف ایک دیپک کنول نے اپنا لوہا بنوایا۔ میرا ادبی سفر پچاسویں دہائی میں جب میری عمر ۱۶ اور ۱۷ کے درمیان تھی مقامی اُردو اخبارات میں کہانیوں سے شروع ہوئی بیک وقت تین اردو اخبارات روزنامہ " سنسار " روزنامہ " ہمدرد " اور روزنامہ " خدمت " کے سنڈے کے ادبی ایڈیشن میں میری شمولیت شامل رہی ۔ برسوں بعد جب یہاں سرینگر میں اخبار " آفتاب " کا پرتو پڑا اس کے ادبی صفحے کے ساتھ میں منسلک رہا۔ آفتاب کے بعد " سرینگر ٹائمز " منظر عام پر آیا تو اس کے ساتھ میرا قلمی تعارن شامل رہا۔

یہاں پر آکر میں یہ بتانا چاہوں گا۔ اخبار " آفتاب " کے ایک ادبی ایڈیشن میں میری ایک کہانی " ہوشیار خبردار " شائع ہوئی تو اس کے چوتھے روز تھانہ صدر سے ایڈیٹر خواجہ ثنا اللہ بٹ کے نام نوٹس جاری ہوا۔ اس نوٹس کا براہ راست اثر مجھ پر بھی پڑا۔ ہم دونوں کو تھانہ صدر پر طلب کیا گیا۔ سوال و جواب کے بعد معاملہ رفع دفع ہوا البتہ اس قسم کی کہانیاں لکھنا اور شائع کرنا منع کیا گیا ۔ ایک مدت کے بعد " سرینگر ٹائمز " میری ایک کہانی " اخبار کی سرخی " کے عنوان سے شائع ہوئی یہ کہانی چرچے میں آئی اخبار کے مدبر و مالک صوفی غلام محمد کو اس کا تاوان مل گیا ۔ اس پس منظر میں جب ہم پیچھے مڑ کر دیکھتے ہیں تو ہمیں اس بات کا اعتراف ہے ۔ میرے افسانے ہوں یا ناول ، ڈرامے ہوں یا آرٹیکل یہ شروع سے شانت

ساگر میں ایک کنکر سے لیکر ایک پتھر تک ثابت ہوئے کیونکہ یہ کنکر یا پتھر شانت ساگر میں طلاطم پیدا کر گئے ۔ میری تخلیقات باعث نزاع بنی اور باعث افتخار بھی بن گئیں ۔ مجھے ایوارڈ بھی ملے کا عتاب بھی ملا۔ میرا پہلا ناول جو میں نے خود شائع کیا۔ ''پرانی ڈگر نئے قدم'' کے نام سے منظر عام پر لایا اس کو سیل کے لئے سرینگر کے بک سیلروں کے پاس رکھا۔ کئی روز کے بعد مجھے بتایا گیا سرکار نے تمام بک سیلروں سے کتابیں اٹھا کر انہیں ایک الاؤ میں ڈال کر جلایا ۔ یہ ناولٹ میں نے سن ۱۹۹۲ء سے لیکر سن ۱۹۹۳ء یعنی ایک سال تک ڈپٹی وزیر اعظم بخشی غلام محمد کی سرکاری رہائش گاہ پر ملازمت کے دوران مشاہدے اور معلومات کے پس منظر میں تخلیق کیا تھا۔ ابتداء میں ہی جب اس کا بُرا حشر ہوا تو یہ میرے لئے ایک صدمہ سے کم نہ تھا۔ البتہ میرے ساتھ کسی نے بھی نہ چھیڑا اور نہ ہی اس کے بارے میں کوئی پوچھ تاچھ کی گئی ۔ ساری کاروائی ناولٹ کو ضائع کرنے تک محدود رکھی گئی ۔ اسی بخشی غلام محمد کی دور حکمرانی میں جب وہ ریاست کے وزیر اعظم بن گئے تھے ۔ اور ڈاکٹر کرن سنگھ صدر ریاست تھے ۔ سرینگر میں یہاں کی ایک قدیم سلک فیکٹری گھاٹے پر چلنے کے سبب بند کی گئی ۔ یہاں کام کرنے والے تمام کاریگر اور ملازمین بیکار بے روزگار ہو گئے ۔ مجھے جب ایک کاریگر کی زبانی گھاٹے کے وجوہات معلوم ہوئے میں نے قلم اٹھایا ۔ ''چراغ کا اندھیرا'' کے نام سے ناولٹ لکھکر منظر عام پر لایا۔ یہ ناولٹ جب چرچے میں آیا بات صدر ریاست تک جا پہنچی، انہوں نے سلک فیکٹری کو گھاٹے پر آنے کے وجوہات جاننے کے لئے ڈی سی سرینگر کی سربراہی میں تین رُکنی تحقیقاتی کمیٹی مقرر کر کے اس کمیٹی کو ایک ماہ کے اندر رپورٹ پیش کرنے کی ہدایات دیں ۔ جب اس کمیٹی کی رپورٹ سامنے آئی تو فیکٹری کا جنرل منیجر برطرف کر کے فیکٹری دوبارہ بحال کرانے کے احکامات صادر ہوئے ۔ اس پر سلک فیکٹری کے ملازمین اور کاریگروں نے ایک جشن منایا مجھے اس جشن میں خصوصی طور مدعو کیا گیا۔ یہاں میرے اعزاز میں ایک تقریب منعقد ہوئی مجھے پھولوں کی مالائیں پہنائی

رسالوں، ماہنامہ نگارش،، امرتسر اور ماہنامہ عارض ڈائجسٹ دہلی کا مدیر اعزازی کا اعزاز حاصل ہو چکا ہے۔ جب میری عمر ۲۰ سال کی تھی میں نے ان دونوں ادبی علمی اور معلوماتی رسائل کے لئے ۲۲ ابواب پر مشتمل ۸۰۰ صفحات کے کشمیر نمبر مرتب کئے ہیں اس کے ساتھ میں مقامی ادبی جدیدے،، جھرنا،، کا بھی سب ایڈیٹر رہا ہوں۔ میری تحویل سے دو ادبی رسالے روبی اور کینواس مختلف اوقات پر شائع ہوئے ان دونوں ادبی رسالوں میں میرے ساتھ شریک کارڈی کے کنول رہے۔ جو آجکل دیپک کنول کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ ادبی سفر میں میری شاگردی میں چار مرد اور ایک خاتون رہی۔ البتہ ان میں صرف ایک دیپک کنول نے اپنا لوہا بنوایا۔ میرا ادبی سفر پچاسویں دہائی میں جب میری عمر ۱۶ اور ۱۷ کے درمیان تھی مقامی اُردو اخبارات میں کہانیوں سے شروع ہوئی بیک وقت تین اردو اخبارات روزنامہ " سنسار " روزنامہ " ہمدرد " اور روزنامہ " خدمت " کے سنڈے کے ادبی ایڈیشن میں میری شمولیت شامل رہی۔ برسوں بعد جب یہاں سرینگر میں اخبار " آفتاب " کا پرتو پڑا اس کے ادبی صفحے کے ساتھ میں منسلک رہا۔ آفتاب کے بعد " سرینگر ٹائمز " منظر عام پر آیا تو اس کے ساتھ میرا قلمی تعارن شامل رہا۔

یہاں پر آ کر میں یہ بتانا چاہوں گا۔ اخبار ’’ آفتاب ‘‘ کے ایک ادبی ایڈیشن میں میری ایک کہانی ’’ ہوشیار خبردار ‘‘ شائع ہوئی تو اس کے چوتھے روز تھانہ صدر سے ایڈیٹر خواجہ ثناللہ بٹ کے نام نوٹس جاری ہوا۔ اس نوٹس کا براہ راست اثر مجھ پر بھی پڑا۔ ہم دونوں کو تھانہ صدر پر طلب کیا گیا۔ سوال و جواب کے بعد معاملہ رفع دفع ہوا البتہ اس قسم کی کہانیاں لکھنا اور شائع کرنا منع کیا گیا۔ ایک مدت کے بعد ’’ سرینگر ٹائمز ‘‘ میری ایک کہانی ’’ اخبار کی سرخی ‘‘ کے عنوان سے شائع ہوئی یہ کہانی چرچے میں آئی اخبار کے مدیر و مالک صوفی غلام محمد کو اس کا تاوان مل گیا۔ اس پس منظر میں جب ہم پیچھے مڑ کر دیکھتے ہیں تو ہمیں اس بات کا اعتراف ہے۔ میرے افسانے ہوں یا ناول، ڈرامے ہوں یا آرٹیکل یہ شروع سے شائنت

ساگر میں ایک کنکر سے لیکر ایک پتھر تک ثابت ہوئے کیونکہ یہ کنکر یا پتھر شانت ساگر میں طلاطم پیدا کر گئے ۔ میری تخلیقات باعث نزاع بنی اور باعث افتخار بھی بن گئیں ۔ مجھے ایوارڈ بھی ملے کا عتاب بھی ملا۔ میرا پہلا ناول جو میں نے خود شائع کیا۔ ''پرانی ڈگر نئے قدم'' کے نام سے منظر عام پر لایا اس کو سیل کے لئے سرینگر کے بک سیلروں کے پاس رکھا۔ کئی روز کے بعد مجھے بتایا گیا سرکار نے تمام بک سیلروں سے کتابیں اٹھا کر انہیں ایک الاؤ میں ڈال کر جلایا ۔ یہ ناولٹ میں نے سن ۱۹۹۲ء سے لیکر سن ۱۹۹۳ء یعنی ایک سال تک ڈپٹی وزیر اعظم بخشی غلام محمد کی سرکاری رہائیش گاہ پر ملازمت کے دوران مشاہدے اور معلومات کے پس منظر میں تخلیق کیا تھا۔ ابتداء میں ہی جب اس کا برا حشر ہوا تو یہ میرے لئے ایک صدمہ سے کم نہ تھا۔ البتہ میرے ساتھ کسی نے بھی نہ چھیڑا اور نہ ہی اس کے بارے میں کوئی پوچھ تاچھ کی گئی ۔ ساری کاروائی ناولٹ کو ضائع کرنے تک محدود رکھی گئی ۔ اسی بخشی غلام محمد کی دور حکمرانی میں جب وہ ریاست کے وزیر اعظم بن گئے تھے ۔ اور ڈاکٹر کرن سنگھ صدر ریاست تھے ۔ سرینگر میں یہاں کی ایک قدیم سلک فیکٹری گھاٹے پر چلنے کے سبب بند کی گئی ۔ یہاں کام کرنے والے تمام کاریگر اور ملازمین بیکار بے روزگار ہو گئے ۔ مجھے جب ایک کاریگر کی زبانی گھاٹے کے وجوہات معلوم ہوئے میں نے قلم اٹھایا ۔ ''چراغ کا اندھیرا'' کے نام سے ناولٹ لکھکر منظر عام پر لایا۔ یہ ناولٹ جب چرچے میں آیا بات صدر ریاست تک جا پہنچی، انہوں نے سلک فیکٹری کو گھاٹے پر آنے کے وجوہات جاننے کے لئے ڈی سی سرینگر کی سربراہی میں تین رکنی تحقیقاتی کمیٹی مقرر کر کے اس کمیٹی کو ایک ماہ کے اندر رپورٹ پیش کرنے کی ہدایات دیں ۔ جب اس کمیٹی کی رپورٹ سامنے آئی تو فیکٹری کا جنرل منیجر برطرف کر کے فیکٹری دوبارہ بحال کرانے کے احکامات صادر ہوئے ۔ اس پر سلک فیکٹری کے ملازمین اور کاریگروں نے ایک جشن منایا مجھے اس جشن میں خصوصی طور مدعو کیا گیا۔ یہاں میرے اعزاز میں ایک تقریب منعقد ہوئی مجھے پھولوں کی مالائیں پہنائی

گئیں۔ یہ مرجھا جانے والے پھولوں کی مالائیں میرے لئے سونے کے تمغے سے کچھ کم نہ تھے۔ان مالاؤں میں غریب مزدوروں اور کاریگروں کا محبت اور خلوص وابستہ تھا۔

سن ۱۹۷۵ء میں اندرا عبداللہ ایکارڈ کے پس منظر میں۔"یہ کس کا لہو ہے کون مرا؟" سرینگر میں واقع مرکنٹایل پریس میں چھپائی کے دوران ضبط ہوا۔ مجھے فوری طور حراست میں لئے جانے کے احکامات صادر ہوئے گھر پر چھاپہ پڑنے کے دوران مجھے روپوش ہونا پڑا ، میں کوئی اڑھائی ماہ تک انڈر گراونڈ رہا۔اس پر دوبارہ شائع نہ کرانے کی مہر لگی ، ہم سے پولیس کی طرف سے دوبارہ شائع نہ کرانے کی انڈرٹیکنگ تحریری طور پر لی گئی ، البتہ ۱۹۸۲ء میں ہم نے اسے دہلی میں دوبارہ چھپوا کر خفیہ طور سے سرینگر لایا "یہ کس کا لہو ہے کون مرا؟" منظر عام پر آنے کی خبر جب مقامی اخباروں میں آئی ،تو عوام اس کو حاصل کرنے پر ٹوٹ پڑے ۔تب سے لیکر کل تک اس کی اشاعت ۴۰ ہزار تجاوز کر گئی ۔ مسلسل ۴۰ سال تک شائع ہونے والی اس دستاویز نے ایک ریکارڈ قائم کیا یہ تاریخی ناول میری ایک پہچان بن گئی۔اس نے واقعی مجھے عزت ، دولت اور شہرت دی ، دس ایڈیشن شائع کرانے کے باوجود بھی جب اس کی مانگ میں کمی نہ آئی تو کشمیر بک ڈیپو سے ایک اور ایڈیشن چھاپنے کی آفر ملی ہم نے اس میں مزید دو باب کا اضافہ کر کے اس سوال کا خود ہی جواب دیا۔

"یہ کس کا لہو ہے کون مرا؟" یہ ایک سوالیہ ہے اس کا جواب یوں دیا گیا۔"یہ کشمیر کا لہو ہے کشمیر مرا؟" اس کے بھی اب تک دو ایڈیشن نکلے ہیں اور تیسرے ایڈیشن کی اشاعت پر کام جاری ہے۔آیئے ، یہاں تک آکر ہم ایک اور ماضی کی طرف لوٹ چلتے ہیں۔

سن ستھر کی دہائی میں میری ایک کہانی "سیاہ آندھی" ماہنامہ پگڈنڈی امرتسر میں شائع ہوئی ، یہ ساوتھ افریقہ میں نسلی امتیاز کے پس منظر میں تحریر ہوئی ساوتھ افریقہ کے صدا سمتھ کی دور حکمرانی میں نسلی فسادات میں ہزاروں کی تعداد میں سیاہ فام ملک بدر کئے گئے اور سینکڑوں کی تعداد میں قتل کئے گئے ۔ جب اس نسلی امتیاز کے پس منظر میں میری کہانی سیاہ

آندھی ،، شائع ہوئی تو سرجیت نامی رائٹر نے جو ماہنامہ ''سریتا'' دہلی کے رُکن تھے۔ انہوں نے اس کہانی کا ہندی پنجابی اور انگریزی میں ترجمہ کر کے دوسرے میگزین میں شائع کرایا۔ سرجیت کا میرے ساتھ ایک لیزان رہا۔ انہوں نے میری اور بھی کئی کہانیاں دوسری زبانی میں ترجمہ کیں اور دوسروں سے بھی ترجمہ کرائیں۔ ''سیاہ آندھی'' ماہنامہ پرواز،، لندن میں بھی شائع ہونے سے ملک سے باہر چرچے میں آئی تو ہندوستان میں مقیم برٹش ایمبیسی سے ہندوستان کی ہوم منسٹری کو ایک نوٹ مل گیا۔ سرجیت کے ساتھ مجھے دہلی میں ہوم منسٹری نے طلب کرلیا یہاں کچھ دیر تک سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا، البتہ بات آئی اور گئی۔ دہلی سے واپسی پر میں نے ایک تمسلیچہ لکھا۔ واہ رے انگریز، تیرا جواب نہیں،، یہ تمسلیچہ نہ کسی میگزین اور نہ کسی اخبار نے چھاپا، البتہ جس کو میں نے بھیجا نہیں اُس نے نہ جانے کہاں سے حاصل کر کے روزنامہ ''تیج'' دہلی میں شائع کیا۔ یہ اخبار جمنا داس اختر کی ادارت میں شائع ہو رہا تھا۔ مجھے جمنا داس اختر کی طرف سے دہلی آنے اور ملاقات کا شرف بخشنے کا عندیہ ملا۔ میرا جمنا داس اختر سے اُن کی سرگباشی تک لیزان رہا۔ میرا جب بھی دہلی جانا ہوا، میرا قیام جمنا داس اختر کی رہائیش گاہ پر رہا۔ ۱۹۷۱ء میں بخشی غلام محمد نے مجھے جمنا داس اختر کی کوٹھی پر اُن کی لائبریری کا مطالعہ کرنے کے لئے بھیجا، یہاں میرا ایک فیملی ممبر کے طور پر مسلسل ۱۵ روز تک قیام رہا۔ میں نے کشمیر سے متعلق ڈھیر سارا مواد حاصل کرلیا یہ مواد مجھے میرے تاریخی دستاویز ''کشمیر کا سیاسی انقلاب'' پانچ جلد میں لکھنے کا باعث بن گیا۔ اس تاریخی دستاویز ''کشمیر کا سیاسی انقلاب'' لکھنے پر مجھے ملکی سطح کے ساتھ عالمی سطح پر خوب پزیرائی ملی۔ یہاں وادی کشمیر کی کئی اہم شخصیات نے سرمایہ داروں نے نیز میرے قلم کے پرستاروں نے اس تاریخی دستاویز کے درجنوں سیٹ خرید کر انہیں ملکی اور بیرون ممالک میں مقیم اپنے رشتے داروں، یار و دوستوں اور جان پہچان رکھنے والوں کو تحفے کے طور پر بھیج دئے، یہ دستاویز سراسر تاریخی اور تحریکی نوعیت کی تھی البتہ وادی کشمیر میں یہ اکثر درسگاہوں

میں عوام کے لئے پڑھنے کے لئے رکھی گئی۔ اس کی اشاعت کے بعد ہم سے ملنے والے نہ صرف گلے لگاتے اور ماتھے کے بعد ہاتھ کو چوم لیتے، میری جیب میں رقومات کا نذرانہ ڈال کر اپنی والہانہ محبت کا اظہار کرتے رہے۔ اس دستاویز کی بدولت میرا بیرون ممالک کا دورہ باعث بنا، مجھے عالم اسلام کی تنظیم oic کی جانب سے سعودی عربیہ میں آنے کی دعوت ملی، اس دورے کے دوران یہاں مجھے ''کشمیر کی کہانی تصویروں کی زُبانی'' کی نمائش پر سراہنا مل گئی، سعودی عربیہ کے دورے کے دوران گورنر مکہ مکرمہ کی طرف سے ہمیں خانہ کعبہ کے اندر جا کر اس کی زیارت کا موقعہ فراہم کیا گیا۔ مدینہ پاک جا کر روضہ رسول اللہ علیہ وصلم کی زیارت کے لئے وہ مقام عنایت کیا گیا۔ جہاں پر ایک انسان پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ اس دستاویز کی بدولت میرا یورپ کا دورہ باعث بن گیا۔ اس دورے کے دوران مجھے بیلجیم کی شاہی ملکہ کے ہاتھوں اعزاز اور انعام حاصل ہوا۔ ہمارے لئے یورپ کے اس دورے کا اہتمام برسلز میں کشمیر سنٹر کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر عبدالمجید ترمبو کی وساطت سے ودیعت ہوا بیلجیم کی ملکہ Rose meary نے اپنے محل میں بلا کر میری عزت افزائی کی۔

بات ہو رہی تھی ''سیاہ آندھی'' کی، ایک روز مجھے اچانک ماسکو سے یہاں کے ایک کلچرل ادارے کے ڈائیریکٹر گوسووان کی طرف سے ایک پرنٹیڈ کارڈ ملا اسمیں مجھے سیاہ آندھی۔ کو ڈرامائی روپ دینے کی ہدایت دی گئی اور یہ ڈرامائی روپ ان کے نام ان کے ڈائیریکٹریٹ کو بھیجنے کی ہدایت دی گئی تھی۔ میں نے اس کا ڈرامائی روپ دیا البتہ اس کا نام تبدیل کر کے اس کا نام رکھا۔ ''جلاد اور لڑکی'' کوئی ڈیڑھ دو ماہ بعد مجھے دہلی کی سویت ایمبسی سے اطلاع فراہم ہوئی کہ میں ان کے دفتر پر پاسپورٹ لیکر حاضر ہو جاؤں، مجھے ایک ماہ کے ویزا پر ماسکو میں ایک مہینے تک سرکاری مہمان کی آفر دی گئی۔ میرے پاس پاسپورٹ تھا ہی نہیں کیا لیکر دہلی جاتا لہٰذا یہ دورہ منسوخ ہوا۔ البتہ سویت یونین کے اس کلچرل ادارے کے ساتھ میرا لیزان رہا۔ انہوں نے اپنے طور سے میری شائع شدہ کہانی ''جہاں انسان دفن

ہے'' کا ڈرامائی روپ دے کر اس کے لئے اوپن ایر اسٹیج بنوایا تھا کیونکہ اس کے بیک گرونڈ میں قبرستان دکھانا لازمی تھا۔ اس ڈرامے کی رونمائی پر بھی مجھے ماسکو آنے کی ہدایت ملی۔ البتہ میں پاسپورٹ کے بارے میں اناڑی رہا۔ ''جہاں انسان دفن ہے'' اسٹیج شو کی اطلاع مجھے تاشقند سے محمد یوسف ٹینگ کے ایک خط کے ذریعے ملی، محمد یوسف ٹینگ بحیثیت سیکریٹری کلچرل اکیڈیمی سویت روس کے ۱۵ روزہ سرکاری دورے پر تھے۔ انہوں نے تاشقند کے دورے کے دوران، اوپن ایر اسٹیج گائڈ کی جانب سے دکھانے کے دوران اس ڈرامے کی جھلک دیکھی تھی مجھے مبارکبادی کا خط بھیجا۔

میر اسن ساٹھویں کی مڈل دہائی سے لیکر ستہرویں دہائی کی ابتداء تک آکاش وانی بمبئی کے ساتھ لیزان رہا۔ یہاں اس اسٹیشن سے مقبول عام پروگرام ''ہوا محل'' سے میری طنز ومزاحیہ ۱۸ جھلکیاں نشر ہوئیں۔ ان میں سے تین جھلکیوں پر آکاش وانی ایوارڈ ملا۔ میری ایک جھلکی '' ڈاکٹر جراثیم'' دوسری ''کیا مصیبت'' اور تیسری ''آرم سٹرانگ'' پر یہ ایوارڈ ملے۔ آرم سٹرانگ۔! نامی جھلکی پر یہاں محکمانہ طور پر پرموشن ملی۔

آپ کی جانکاری کے لئے عرض ہے۔ جب امریکہ کے سائینسدانوں نے پہلی بار چاند پر انسان کو تجربہ کے طور بھیجا تو یہ عالمی سطح پر ایک اہم اور چونکانے والی خبر بن گئی۔ میں نے اس کے پس منظر میں نیل کاٹ کر ''آرم سٹرانگ۔'' کے عنوان سے جھلکی لکھ کر آکاش وانی بمبئ کو بھیجدی۔ آکاش وانی بمبئ کا یہ اصول رہا ہے جو جھلکی ''ہوا محل'' کے پروگرام میں نشر ہونے کے بعد اگلے روز ڈسکس کے میز پر آجاتی ہے اس کی مقبولیت کو لیکر اس کی ریکارڈنگ ہندوستان کے دوسرے ریڈیو اسٹیشنوں کو یہاں سے بھی نشر کرانے کے لئے بھجی جاتی ہے۔ نیز اس کو آکاش وانی کے ویکلی میگزین ''آواز'' میں بھی شائع کیا جاتا ہے چنانچہ جب اور جس روز رات کو یہ جھلکی ''آرم سٹرانگ'' سرینگر کے اسٹیشن سے نشر ہوئی تو اس پر اپنے کرم فرماؤں سے داد تحسین ملی، اس روز مجھے اپنے دفتر جانے میں نہ جانے کیوں دیر

ہوئی، مجھے میرے باس رتن لال شرما انٹومالوجسٹ نے طلب کیا تھا۔ میں اس دور میں محکمہ زراعت کی انٹوماجی لیبارٹری میں تعینات تھا۔ دیر سے لیبارٹری آنے پر جب پتہ چلا باس مجھے بار بار یاد کررہے ہیں ۔تو یہ سوچ کر کہ نہ جانے وہ کیا ایکشن لینگے میں اُن کے سامنے حاضر ہوا، انہوں نے کرسی سے کھڑے ہوکر مجھ سے ہاتھ ملایا اور مبارک باد دیتے ہوئے بتایا۔آپ تو بڑے جینیئس ہیں۔کل رات کو آپ کی جھلکی سنی، دل خوش ہوا، بڑے کمال کی جھلکی تھی۔کیا ایڑیا لیکر آپ نے اس کی تخلیق کی ،طنز و مزاح میں، میں آپ کی مہارت کا قائل ہو چکا ہوں، میری طرف سے مبارک، مجھے آپ کی قدر کرنی چاہیے۔اگلے روز مجھے باس کی طرف سے پرموشن آڈر ملا۔ میرا گریڈ بڑ گیا۔آکاش وانی بمبئی کے ساتھ ساتھ میرا ریڈیو کشمیر سرینگر کے ساتھ بھی یارانہ رہا۔کوئی ٦ سال کے عرصے کے دوران یہاں سے میری اردو اور کشمیری میں ١٩ ڈرامے نشر ہوئے سٹیج کے لئے بھی میں نے کوئی ٦ ڈرامے لکھے۔

ایک کشمیری اسٹیج ڈرامہ ''بونیول'' پر علی محمد لون کے ہاتھوں ایوارڈ ملا۔ایک دور تھا جب ریڈیو کشمیر کے ساتھ ساتھ مقامی طور پر ڈرامہ فسٹول ہوا کرتے تھے۔جب سرینگر میں دوردرشن کا قیام عمل میں آیا تو ابتداء میں یہاں سے میرے تین ڈرامے ٹیلے کاسٹ ہوئے، ان کے بعد دو ٹیلی فلمیں بھی بنی۔ایک ٹیلی فلم جو اشوک جیلخانی نے پرڈیوس کی اسمیں میں نے خود ڈاکٹر کا رول ادا کیا۔میری ایک آرٹ فیچر فلم ''پانی کی چٹان'' وڈیرا پرڈیکشن کے بنر تلے تیار ہوکر بڑی کامیاب فلم مانی گئی۔اس کے نمایاں کرداروں میں انیل کپور اور موسمی چٹرجی شامل رہی۔اس کے بعد بسواجیت، پروڈیکشن کے تحت فلم ''خون آگ اور دھواں'' لگ بھگ تیار تھی البتہ اس کی ڈبنگ کے دوران بسواجیت سرگیاش ہوئے، فلم ڈبوں میں تبہ پڑی رہی، کوئی پوچھنے والا سامنے نہ آیا۔

موشن لیکچرس بمبئی نے میری ایک کہانی'' لنکا کو جلادو'' پر سکرین پلے تیار کروایا۔کرداروں کا انتخاب ہوا، شوٹنگ کا شیڈول طے ہوا۔سارا کچھ مکمل ہو کر اب شوٹنگ

کے لئے لوکیشن کے لئے ایک گروپ تیار کیا گیا۔ فائنانسر عین موقع پر مکر گیا۔ میری ایک اور فیچر فلم ''سہاگ اور شعلے'' سرینگر کے جھیل ڈل میں شوٹنگ کے دوران جب سکرپٹ میں تبدیلی کا انکشاف ہوا،، میں نے بنا پوچھے یہ تبدیلی لانا نامنظور کیا میری نامنظوری تنازع کا باعث بن گئی۔ یہ تنازعہ اب تک جوں کا توں ہے۔

میرا ایک ناول ''زندگی اور موت'' کی تقسیم کو لیکر برسوں بعد ایک فیچر فلم بنائی گئی پلاٹ بدل کر اس کا نام ''اندھا قانون'' رکھا گیا۔ یہ فلم بکس آفس میں بڑی کامیاب رہی البتہ اسمیں رائٹر کا کہیں بھی نام ونشان نہ تھا۔ ہم نے نوٹس لیا لیکن کوئی غور نہ ہوا۔ بات آئی اور گئی۔

ظاہر ہے ہم نے اس سفر میں کافی کچھ کھویا البتہ بہت کچھ پایا بھی۔، ہاں! برسوں تک میں اپنے یہاں کے قلمکاروں میں بہت زیادہ چرچے میں رہا۔ کیونکہ میری بیشتر تخلیقات شانت ساگر میں کنکر سے لیکر پتھر تک طلاطم پیدا کرنے کا باعث بن گئیں۔

آج جو یہ میں ''سوغات۔'' کے نام سے آپ کی خدمت میں کتابی صورت میں پیش کر رہا ہوں، یہ آٹے میں نمک کے برابر ہے کیونکہ میرا بیشتر مواد جو کتابوں، رسالوں اور قلمی نسخوں اور نقول کی صورت میں، نیز پرنٹیڈ اوران پرنٹیڈ دستاویزات، یعنی کل ملا کر ایک ادبی سرمایہ تھا۔ اور جن کا تعلق ماضی سے تھا۔ وہ سارا اپنی غفلت اور لاپرواہی سے ردی میں فروخت ہو کر ضائع ہوا ہے۔ سوغات۔! میں شامل ماضی کا مواد جو ایک ہر یچ مٹی کے مٹکے سے ملا ہے۔ اس میں سے وہی مواد شامل اشاعت کیا گیا۔ جو آسانی سے پڑھنے میں آیا۔ اس میں جو مکمل طور زنگ آلودہ تھا۔ اور جس کے پڑھنے میں وقت آئی، اُس کو شامل اشاعت نہیں کیا گیا۔ اس زنگ آلود مواد کے ساتھ سینکڑوں کی تعداد میں قیمتی اور نایاب فوٹو جو آپس میں سمیٹ گئے تھے۔ اور الگ کرنے سے کٹ جاتے تھے۔ یہ قیمتی سرمایہ بھی ضائع ہو گیا۔ میرا سن ساٹھ کی دہائی سے لیکر ستتھر تک کی دہائی تک پرنٹیڈ ان پرنٹیڈ قلمی نیز اہم دستاویز کے ساتھ اڑھائی سو سے زائید خطوط ۱۶۰ اہم فوٹو گراف ضائع ہوئے ہیں۔ واقعہ یہ ہوا کہ

۱۹۹۶ء میں ہم نے اپنے محلہ بچھوارہ ڈلگیٹ کی آبائی رہائیشی مکان سے نقل مکانی کر کے لال نگر چھانہ پورہ میں نیا مکان لیکر سکونت اختیار کر لی، ہم نے نقل مکانی کر کے ابتدائی طور گھر یلو ساز و سامان، برتن کپڑے اور بستر وغیرہ ٹرک میں بھر کر ساتھ لایا۔ سارا ادبی سرمایہ چار بوریوں میں بند کر کے مکان کی تیسری منزل (بیاری کانی) میں اس غرض کے لئے رکھا کہ جب نئے مکان میں پوری طرح سیٹ ہوں گے، تب یہ قیمتی ادبی سرمایہ لائیں گے۔ ہماری چھوٹی بہن جو آبائی گھر میں بود و باش کر رہی تھی۔ اُس نے اُسے ردی جان کر کباڑی کو اونے پونے دام میں بیچ دیا۔ چناں چہ جب میں اپنے آبائی گھر سے یہ ادبی سرمایہ لانے گیا تو پتہ چلا وہ ردی جان کر ردی میں فروخت کیا گیا ہے میرے لئے ذاتی طور پر یہ خبر میرے پیارے اولاد کی اچانک موت سے کم نہ تھی۔ مجھے ایک ایسا صدمہ پہنچا جس سے میں نہ نکل سکا، نہ ہی مرتے دم تک اس صدمہ عظیم سے نکلنے کا کوئی امکان ہے، جب جب اپنی تخلیقات، پرنٹیڈ ان پرنٹیڈ، فلمی اور افسانوں ناولوں ڈراموں اور آرٹیکل اور ان کے نقول کی یاد آتی ہے۔ تو پرانا صدمہ تازہ ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے ہم ایک المیہ لیکر جی رہے ہیں اور وہ بھی آہ وزاری کے ساتھ۔ آیئے ہم ایک بار اور کچھ پیچھے چلتے ہیں۔ جیسا کہ یہ پہلے ہی بتایا گیا ہے۔ مجھے ہندوستان کے ایک نامور ادبی ماہنامہ ''نگارش!'' امرتسر اور دہلی کے نامور علمی ادبی ڈائجسٹ کا مدیر اعزازی کا اعزاز حاصل ہوا۔ اس کے ساتھ وادی کشمیر کے واحد ادبی رسالہ ''جھرنا'' کا بھی میں سب ایڈیٹر رہا ہوں یہ اردو میگزین ''قاضی نصیر الدین فرخ مالک و مدیر اعلیٰ، کوئی سال بھر تک چلا۔ اس ادبی رسالے کے لئے مقامی اور ملکی سطح پر قلمکاروں سے مواد حاصل کرنا میرے ذمہ رہا۔ اس طرح خط و کتابت کے ذریعے مقامی اور ملکی سطح کے قلمکاروں سے میرا رابطہ رہا۔ ماہنامہ ''جھرنا'' بند ہونے کے کوئی ایک ڈیڈھ برس کے بعد ہم نے ڈی کے کنول، جو آجکل دیپک کنول کے نام سے لکھتے ہیں اور اسی نام سے جانے جاتے ہیں۔ ایک ادبی و فلمی رسالہ ''روبی'' کے نام سے جاری کیا۔ اس رسالہ کی اشاعت کے دوران

بھی میرا مقامی اور ملکی کے ساتھ برصغیر کے دونوں خطوں کے قلم کاروں کے ساتھ رابطہ رہا۔ ’’روبی‘‘ کو کافی پسند کیا گیا۔اس کی ڈیمانڈ بھی بڑھ گئی، البتہ یہ بڑے گھاٹے کا سودا ثابت ہوا، جب یہ گھاٹا برداشت سے باہر ہوا تو رسالہ بند کرنا پڑا۔ بظاہر ادبی رسالہ ’’روبی‘‘ بند ہوا، البتہ ادبی رسالہ کا کیڑا ذہن سے خارج نہ ہوسکا جب یہ کیڑا ذہن میں بھڑ بھڑانے لگا۔ تو روزنامہ، آفتاب کے سینئر کاتب محمد صدیق سے ان کا ادبی رسالہ ’’کینواس‘‘ خرید لیا۔ اور اس کو نئے رنگ و روپ میں شائع کیا تیسری بار قلمکاروں سے خطوط کے ذریعے رابطہ بحال ہوا، البتہ نامساعد حالات میں ’’کینواس‘‘ بھی بند کرنا پڑا۔

ہاں اپنی ادبی تخلیقات برصغیر کے ادبی رسالوں میں شائع کرانے کا ایک سلسلہ چلا، جو اب تک جاری ہے۔

شبنم قیوم

رائٹر، ہسٹارین جرنلسٹ

# سجاد ظہیر، رضیہ سجاد ظہیر، مخدوم محی الدین سے ایک یادگار ملاقات

ماہنامہ ادبی رسالہ ''کینوس!'' کے لئے مقامی اور ملکی سطح پر قلمکاروں سے خطوط کے ذریعے رابطہ ہوا تو ہمیں جوابی خطوط موصول ہونے لگے۔ اس سلسلے میں مخدوم محی الدین سجاد ظہیر اور رضیہ سجاد ظہیر سے ہمیں جو نامے ملے ان میں بتایا گیا۔ ہم عنقریب کشمیر آ رہے ہیں وہیں ملاقات ہوگی۔ حسب وعدہ اور حسب پروگرام جب یہ تینوں شخصیات کشمیر تشریف آور ہوئیں، تو انکا درجہ سرکاری مہمان کا رہا۔ وزیر اعلیٰ خواجہ غلام محمد صادق کی سرکاری رہائیش گاہ پر ان کا قیام رہا۔ سرینگر پہنچ کر ہمیں ملاقات کے لئے صادق صاحب کی کوٹھی پر آنے کا فرمان ملا، اسی بہانے ہمیں وزیر اعلیٰ جی ایم صادق سے بھی ملاقات کا موقعہ ملا، جب انہیں جانکاری ملی کشمیر کے یہ دو جوان ایک ادبی معیاری پرچہ نکال رہے ہیں تو صادق صاحب نے نہ صرف خوشی کا اظہار کیا بلکہ اس میگزین کے لئے اپنا تعاون دینے کا یقین دلایا صادق صاحب نے ہم سے مخاطب ہو کر پوچھ لیا۔ ماہنامہ ''نگارش'' کے کشمیر نمبر،، کا کام کہاں تک پہنچا۔ میں نے جواب دیا کام جاری ہے۔ یاد رہے کشمیر نمبر کے لئے صادق صاحب

نے اپنے ہاتھ سے کشمیر کی سیاست پر آٹھ صفحات کا تفصیلی مضمون عنایت کیا تھا۔ ہم سب نے ملکر ناشتہ کیا، صادق صاحب ڈیوٹی پر چلے گئے تو انہوں نے اپنی گاڑی میں سجاد ظہیر کو ساتھ لیا، رضیہ سجاد ظہیر اور مخدوم محی الدین یہیں کوٹھی پر رہے۔ ہمارا ان کے ساتھ دیر گئے گپ شپ رہا۔ ایک دوسرے کو معلومات فراہم کیں، ادبی کے ساتھ سیاسی، سماجی اور دیگر موضوعات پر تبادلہ خیالات کا ایک دور چلا۔ جب ہم نے ان سے رخصت مانگی تو رضیہ سجاد ظہیر نے اپنے بریف کیس سے ایک کہانی نکال کر دی عنوان تھا۔ ''کوا کاٹے'' اس پر مخدوم محی الدین نے کشمیر کے بارے میں ایک نظم دینے کا وعدہ کیا البتہ اپنی طرف سے شاعری کا ایک مجموعہ ''بساطِ رقص'' بطور نذرانہ پیش کیا۔ ہم نے رخصت کے دوران ان دونوں شخصیات سے کہانی اور شاعری کے علاوہ اپنے اپنے علاقوں کی تہذیبی، تمدنی، ثقافتی اور ادبی سرگرمیوں کے بارے میں بھی لکھا کریں کیونکہ ہم نے اس کیلئے بھی میگزین میں صفحے مخصوص رکھے ہیں۔ رضیہ سجاد ظہیر نے اس تجویز کو پسند کیا اور بتایا میں دہلی کے بارے میں لکھوں گی۔ چنانچہ ہم نے مخدوم صاحب سے حیدر آباد کے بارے میں لکھنے کو کہا تو وہ گہری سوچ میں پڑ گئے۔ حیدر آباد کا نام سن کر یکا یک ان کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو گیا ان کے دل سے ایک ہوک سی اٹھ گئی۔ وہ بڑی مایوسی سے بولے۔ آپ دونوں بیٹھیے۔ جس حیدر آباد کے بارے میں آپ مجھ سے لکھنے کے لئے کہہ رہے ہیں وہ حیدر آباد آج جل رہا ہے وہاں سارا کاروبار معطل ہے سکول اور کالج بند ہیں، کاروبار بند ہے، دکان ہڑتال پر ہیں، چار سو افراتفری ہے روزمرہ کی زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی ہے، غنڈہ گردی، لوٹ مار، ظلم و جبر تشدد اور قید و بند وہاں کا معمول ہے جدھر دیکھو ملٹری اور پولیس بندوقیں تانے کھڑی ہیں۔ ہر گلی اور کوچے اور ہر بازار پر ملٹری اور پولیس کا کڑا پہرہ ہے۔ حیدر آباد کے کاروبار پر وہاں کی تعلیم پر آمد و رفت پر چلنے پھرنے پر زبان اور خیالات پر پولیس اور ملٹری کا پہرہ ہے۔ ہر طرف خون خرابہ ہو رہا ہے۔ مخدوم صاحب اتنا کہہ کر رک گئے البتہ میں نے پوچھا ''آپ کے

خیال میں تلنگانہ ایجی ٹیشن کہاں پر جا کرر کے گی؟"

ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا،، مخدوم صاحب فوراً بولے ہاں! تباہی اور بربادی کے سوا یہ ایجی ٹیشن کہیں اور جا کر نہیں رکے گی، مرکزی سرکار آنکھیں بند کر کے ظلم و جبر کر رہی ہے۔ اس سے لوگ مشتعل ہو رہے ہیں بلکہ آپے سے باہر ہو جاتے ہیں عوام کے جائز مطالبات کو سنجیدگی پورا کرنا ہر حکومت کا نصب العین ہونا چاہئے اسی میں اس کی کامیابی ہے۔

"اگر آپ یہاں ایسی باتیں کھلے بندوں کہیں گے تو سمجھنے والے سمجھیں گے۔۔۔ مخدوم صاحب نے میری بات کاٹ دی اور کہا۔

"شبنم صاحب! آپ کے اس اشارے میں ایک انکشاف بھی ہے جو سرکار سے جڑی ہے اس انکشاف پر مجھے ایک بات یاد آگئی بخشی غلام محمد کی وزارت میں "جشن کشمیر" کے ایک مشاعرے کے سلسلے میں یہاں آیا ہوا تھا اور بخشی صاحب کا خصوصی مہمان بھی تھا ان دنوں بخشی صاحب جہاں بھی جاتے مجھے اپنے ساتھ لے جاتے وہ میرا بڑا احترام کرتے تھے۔ اسی دوران انہوں نے کشمیر کے حالات کے پس منظر میں مجھے ایک نظم لکھنے کی دعوت دی اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ یہ نظم آپ علی جواد زیدی کو دے دیں جو اُن دنوں انفارمیشن آفیسر تھے میں نے نظم لکھ کر علی جواد زیدی کو دے دی۔ دوسرے روز مجھے نہ صرف یہاں سے فوراً نکل جانے کو کہا گیا بلکہ میرے یہاں دوبارہ داخلے پر پابندی بھی عائد کر دی گئی۔

مخدوم صاحب کے اس انکشاف پر رضیہ سجاد ظہیر کو ہنسی آئی چنانچہ اس ہنسی میں ہم بھی شریک ہوئے۔

رضیہ آپا نے ان سے پوچھا "اس نظم میں آپ نے کیا لکھا تھا"۔

میں نے کشمیر کے حالات کا حقیقی نقشہ کھینچا تھا۔

ڈی کے کنول نے بتایا: آپ نے بھی کمال کیا، دوسروں کی طرح آپ کو بھی حقیقت پر پردہ ڈالنا تھا، آپ نے تو پردہ اُٹھا دیا ہوگا۔

مخدوم صاحب نے جواب دیا، میں نے اپنی زندگی میں زیادہ تر تین چیزوں کی رکھوالی کی ہے۔

۱۔ بردباری۔

۲۔ عزت۔

۳۔ حقیقت۔

میں نے ان سے دریافت کیا، پرسوں گاندھی جی کے بارے میں جو یہاں مشاعرہ ہو رہا ہے اس میں آپ کیا پڑھ رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا۔۔۔ ''میں نے مارٹن لوتھر کنگ'' پر ایک نظم لکھی ہے۔ مارٹن لوتھر کنگ کو میں گاندھی جی کا ایک پیرو مانتا ہوں لہٰذا وہی نظم پڑھوں گا۔ میں نے رضیہ سجاد ظہیر کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا تو انہوں نے بتایا ''میں مہاتما گاندھی کی زندگی کے کچھ نقوش اُجاگر کروں گی، رضیہ نے ایک کہانی لکھی ہے وہ مہاتما کے نذر کرے گی،،۔ دیر تک محفل جمی رہی، ہمیں اگلے روز ملاقات کے لئے دوبارہ آنے کو کہا گیا سجاد اور رضیہ آپا کو کہیں دور جانا تھا۔ مخدوم محی الدین ریڈیو اسٹیشن کی طرف جانے لگے وہاں ان کا انٹرویو ریکارڈ ہونا تھا۔

اس یادگار محفل کا ہم نے گروپ فوٹو بھی لیا۔

اپنے اپنے گھروں کو واپس جانے والے یہ مہمان ایک ایک کر کے اس دنیا سے رخصت کر گئے۔ کیا شخصیات تھیں۔ کہاں کھو گئے یہ لوگ؟

# بلراج ساہنی کا خط شبنم قیوم کے نام

محبی ومکرمی!

سلامت رہو،

آپ کا نوازش نامہ ملا، آپ کا نام پڑھکر گمان ہوا یہ کشمیر کی کسی خاتون نے بھیجا ہے البتہ نفس مضمون سے جانکاری ملی، آپ مرد ہیں۔ جانکاری سے پتہ چلا آپ کشمیر کے نامور فلمکار ہیں۔ خوشی ہے کہ آپ ایک اچھا ماہواری رسالہ نکالنے جا رہے ہیں، غالباً یہ اردو میں ہی ہوگا میں تمہیں اسکے لئے اپنی نیک تمنائیں بھیجتا ہوں، اردو لکھنے کی مشق بہت برسوں سے کھو چکا ہوں کسی زمانے میں، میں اپنا سارا لکھنے کا کام اردو ہندی میں ہی کیا کرتا تھا لیکن ٹیگور اور مہجور جیسے لوگوں کے زیر اثر میں نے اپنی مادری زبان پنجابی کی شرن لی اب میں زیادہ پنجابی میں ہی لکھتا ہوں اور مزہ بھی اسی میں آتا ہے اور میں اس بات پر حیران بھی ہوتا ہوں کہ اس زمانہ میں جبکہ ہندوستان اور پاکستان دونوں میں عوام اپنی علاقائی زبانوں کی طرف اتنا زبردست رجوع ہوگیا ہے۔ اور

زبان کے مسئلے کو مذہب کے مسئلے سے علیحدگی مل چکی ہے کشمیری دانشور اور عوام اب بھی اپنی مادری زبان کی طرف سے لاپرواہ ہیں جس زبان کا تاریخی ادب دوسرے علاقوں کو مات کرتا ہے اور جس نے اس گئے گزرے دور میں بھی مہجور، عاسی، عارف اور آزاد جیسے عظیم شاعر پیدا کئے۔ شاید آپ لوگوں کو رسم خط (script) کی الجھن پریشان کرتی ہے شاید اردو رسم خط کشمیری زبان کو بخوبی ادا نہیں کر پاتا۔ یہی مشکل ہمیں پنجابی کے لئے بھی پیش آرہی ہے۔ البتہ جب حالات نے ہمیں حقیقت پسندی کی طرف کھینچا تو تسلیم کرنا پڑا کہ پنجابی کا اپنا تواریخی رسم خط گورمکھی ہے چناچہ ہندوستانی پنجاب میں مذہبی اثرات سے اوپر اٹھ کر اسے باقاعدہ تسلیم کرلیا گیا، اس بات کا اثر پاکستانی پنجاب پر بھی پڑ رہا ہے۔ "پریت لڑی" آرسی، اور دوسرے کئی پنجابی رسالوں میں پاکستانی شعرا کی لکھی ہوئی پنجابی نظمیں ہر ماہ چھپتی ہیں۔

خود پاکستانی پنجاب میں عوام کا رجوع پنجابی زبان کی طرف دن بہ دن زیادہ ہو رہا ہے۔ اور گورمکھی رسم خط بھی یونیورسٹیوں کالجوں میں پڑھائی جاتی ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ وہاں کے پنجابی ادیب زیادہ اردو رسم خط میں لکھتے ہیں۔ لیکن اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ ہمیں دونوں ہی خطہ پیارے ہونے چاہیں۔ خطہ کی خاطر زبان کا نقصان تو نہ ہونا چاہے۔ بلکہ میں تو کہوں گا کہ سب سے اچھا خطہ رومن ہے۔ اگر شاردا اور اردو دونوں سے کام نہیں چلتا تو رومن رسم خطہ سے لینے میں فایدہ ہے۔ بلکہ میں تو سمجھتا ہوں ایک نہ ایک دن رومن رسم خطہ سارے ہندوستان کے زبانوں کو اپنانی پڑے گی، اگر ہم ملک کی ایکتا چاہتے

ہیں تو ہمیں یہ قدم اٹھانا ہی پڑیگا۔ اور جب تک اٹھائیں گے۔ انگریزی کا طوق گلے میں پڑا ہی رہے گا۔ جو کسی حالت میں بھی ہمارے عوام کی زبان نہیں بن سکتی ۔ خیر کہاں سے کہاں چلا گیا ہوں۔

آپ کو رسالے کے اجرا کے لئے مبارک باد، کاش وہ کشمیری زبان میں ہوتا! اپنی زندگی کے حالات اپنے سیکرٹری سے کہہ دیا وہ اس خطہ کے ساتھ بھیج دے گا اور فوٹو بھی بنا دیا ہے۔ غلام احمد مہجور پر کیسے شانتی نکتین کے رسالے وشو بھارتی میں میں نے مہجور اور ان کی شاعری پر مضمون لکھا، کیسے ٹیگور سے متاثر ہوئے کس طرح دونوں عظیم ہستیوں کی آپس میں خط و کتابت ہوئی اس کی تفصیلات وہ تمام باتیں بہت بار کشمیری اخباروں میں آ چکی ہیں۔ میں تا عمر صادق صاحب کا شکر مند رہوں گا کہ انہوں نے مہجور کی زندگی پر فلم بنانے کی ہمیں سہولیت بخشی، صادق صاحب زتشی صاحب اور دیگر بہت سے کشمیری احباب اس فلم کو دیکھ چکے ہیں۔ مجھے مسرت ہے کہ فلم ہر لحاظ سے میری امیدوں سے بڑھ چڑھ کر اچھی بنی ہے۔ پر بھارت مکرجی نے کمال درجہ کی ہدایت کاری کی ہے۔ یعنی اس کا سہرا ٹیگور کے دیش کے سر رہا ہے یہ بھی نہایت خوشی کا مقام ہے کیمرہ مین اجے مکرجی نے خطہ کشمیر کو اس رنگین فلم میں کس خوبصورتی سے فلمایا ہے۔ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ پران کشور کی محنت اس فلم کی جان ہے۔ اور سینکڑوں کشمیری چھوٹے اور بڑے اداکاروں نے جس حیرت انگیز فطری اور موثر اداکاری سے کام لیا ہے۔ ثابت کرتا کہ فن کشمیری قوم کی رگ رگ میں بسا ہوا ہے۔ مہجور کے کردار کو جوانی سے بڑھاپے تک ادا کرنے کیلئے ہمیں ایک

قابل اور ٹرینگ یافتہ اداکار کی ضرورت تھی اسکے لئے بمبئی کے کسی فلمی ستارے کو حاصل کرنا اقتصادی پہلوں سے محال تھا۔ اسی لئے میرے لڑکے پریکشت کے کندھوں پر بوجھ ڈالا گیا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے جانفشانی اور خوش اسلوبی سے ادا کیا۔ اس کی اداکاری اس فلم کی کامیابی میں بہت بڑا حصہ ہے۔ تم نے شاید سنا ہوگا کہ اس کی ایک نئ فلم ''انوکھی رات'' دہلی میں ریلیز ہو چکی ہے۔ اور اسمیں بھی اس کی انوکھی اداکاری کو بہت سراہا گیا۔ مجھے خوشی ہوتی اگر مہجور کشمیر میں پہلے ریلیز ہو جاتی کیونکہ صیح معنوں میں مہجور ہی اس کی پہلی فلم ہے۔ دیکھئے مہجور کے ریلیز ہونے کا دن کب آتا ہے میں اس کا بڑی بے تابی سے انتظار کرر ہا ہوں ،شاید مئی مہینے میں وہ مبارک دن دیکھنا نصیب ہو ہی جائے گا۔ میں نے اس فلم میں مہجور کے والد کا رول ادا کیا ہے دیکھیں آپ لوگ اسے کس حد تک پسند کرتے ہیں۔ جہاں تک میں سوچتا ہوں۔ مہجور فلم کشمیری عوام کو بہت پسند آئے گا۔

خیر اندیش

بلراج ساہنی

بمبئی

ہفت روزہ
# کشمیر
راولپنڈی
(پاکستان)
مدیر
خواجہ عبدالصمد وانی

کشمیر کے مایہ ناز شاعر شبنم قیوم کی نذر

## سلطان ٹیپو کی وصیت!

تو رہ نورد شوق ہے؟ منزل نہ کر قبول!
لیلیٰ بھی ہم نشیں ہو تو محمل نہ کر قبول!
اے جوئے آب بڑھ کے ہو دریائے تند و تیز!
ساحل تجھے عطا ہو تو ساحل نہ کر قبول!
کھویا نہ جا صنم کدۂ کائنات میں!
محفل گداز! گرمیٔ محفل نہ کر قبول!
صبح ازل یہ مجھ سے کہا جبرئیل نے!
جو عقل کا غلام ہو وہ دل نہ کر قبول!
باطل دوئی پسند ہے حق لاشریک ہے
شرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول!

(علامہ اقبالؒ)

Dr. Shakeel-ur Rehman
D. Litt., M. A.
READER IN URDU
University of Jammu & Kashmir.
JAWAHAR N
SRINAGAR.
17—6—

مکرمی !شبنم قیوم!

سلامت رہو

میں آپ کو تب سے جانتا ہوں جب میں درگجن میں ایک پرائیوٹ مکان میں بطور paying guest رہا کرتا تھا ایک مقامی اخبار میں کبھی کبھار آپ کے افسانے تمثیلچے اور طنز و مزاح سے بھری تحریریں پڑھنے کا موقعہ ملتا تھا ایک مدت سے دیکھ رہا ہوں آپ کی تحریروں میں پختگی آ رہی ہے مشق جاری رکھو گے تو ضرور کچھ دکھاؤ گے۔ میں نے آپ کے اندر یہ صلاحیت دیکھی ہے۔

آپ نے سروری صاحب کو افسانوں کا مسودہ دیکھنے کو دیا تھا وہ انہوں نے ہمیں اس ہدایت نامے کے ساتھ پیش کیا کہ میں دیکھ لوں ان کہانیوں میں کچھ دم ہے کہ نہیں۔ اپنے محترم استاد کا حکم میں ٹال نہیں سکا جبکہ میری مصروفیات ان سے بھی زیادہ ہیں ان دنوں ایک تنقیدی مسعودے پر کام کر رہا ہوں چونکہ میرے ذہن پر یہ بیٹھا ہے آپ کے اندر ادبی صلاحیت ہے اسلئے آپ کی کہانیوں کا مسودہ دیکھا اور مجھے ماننا

پڑااس میدان میں آپ چھپے رستم نکلے یہ افسانے جواس مسودے میں
شامل ہیں ان کو کتابی صورت میں ضرور شائع کرنا ورنہ یہ ضائع ہوں
گے میں آپ کی فنی صلاحیت کی داد دیتا ہوں اور مشورہ دیتا ہوں
افسانے لکھنے کے ساتھ ساتھ نامور افسانہ نگاروں کے افسانوں کا
مطالعہ جاری رکھیں یہ آپ کے لئے ضروری ہے خاص طور پر جب آپ
اس میدان میں آچکے ہیں اور خود ایک افسانہ نگار منوار ہے ہیں

میری طرف سے مبارک !اگر فرصت ملے تو میرے پاس آنا کچھ
مشورے دوں گا یونیورسٹی آؤ گے یا گھر پر دونوں جگہ ملاقات کے لئے
حاضر ہوں گا۔

فقط

شکیل الرحمان

ریڈر کشمیر یونیورسٹی

# ماہنامہ کتاب لکھنؤ

۱۳ اگست ۱۹۶۳ء

مکرمی! شبنم قیوم صاحب

تسلیمات!

ماہنامہ ''کتاب'' کا شوکت تھانوی نمبر ۲ کو بذریعہ ڈاک روانہ کیا گیا۔ امید ہے ملا ہوگا۔ کتاب کا ایک اور عظیم الشان نمبر تیاریوں کے مراحل میں ہے۔ سال ۶۲ء کے بہترین افسانے ترتیب دئے جا رہے ہیں۔ آپ فوری طور پر ایک غیر مطبوعہ افسانہ روانہ کریں۔ یاد رہے آپ کا افسانہ بہترین افسانہ کے معیار پر اتر سکے ۔ اس کا پورا خیال رکھیں۔ شکریہ۔

یہ الگ بات ہے کہ معیاری ادب کی تخلیق میں آپ کا نام ہی کافی ہے۔ وقت کا خیال رکھیں دوبارہ یاد دہانی کی ضرورت نہ پڑے۔ شکریہ

خیراندیش

عابد سہیل

## عوامی راج سے خاندانی راج تک
## نیشنل کانفرنس کی لیڈر شپ پر

# فردِ جرم

## الزامات:

دھاندلی، غبن، لوٹ کھسوٹ، کرپشن اور کنبہ پروری

**مولفہ**
عابد حسین

# انتساب

وادی کشمیر کی مایہ ناز شخصیت، نڈر بیباک حق گو اور جرأت مند قلمکار اُن کی تاریخی دستاویز' کشمیر کا سیاسی انقلاب' سے ہمیں کشمیر کے قدآور لیڈر پر ''فردِ جرم ''عائد کرنے کی تحریری تقلید ملی ۔ یہ دستاویز معلومات، انکشافات کا ذخیرہ ہے اور اس کی بدولت بہت سارے پوشیدہ راز افشا ہو چکے ہیں۔ کشمیری قوم پر شبنم قیوم کا بڑا احسان ہے۔ میں ذاتی طور پر اُن کی حق گوئی، بیباکی اور جرأت مندی پر انہیں خراج عقیدت ادا کرتا ہوں

عابد حسین

دہلی

# فلیٹ ۷ ا جواہر نگر

جناب مکرم! شبنم قیوم

۱۳-۰۹-۶۳

تسلیم!

آپ نے یونیورسٹی آکر مجھے قلمی افسانوی کا نوٹ بک میری رائے جاننے کے لئے دیا تو ایک جوان لڑکا جان کر میں نے اسے پڑھنے کے لئے پروفیسر شکیل الرحمان کو دیا۔ کیونکہ نوجوان پود گھسے پٹے عشقیہ اور رومانوی موضوعات پر افسانہ لکھنا اور انہیں پڑھکر ان پر اپنی رائے لکھنا میرے بس میں نہیں۔ نہ ہی میرے پاس اتنا وقت ہے۔ البتہ ہفتہ بھر بعد شکیل الرحمان نے مجھے جب یہ نوٹ بک دیا اور بتایا شبنم قیوم تو چھپا رستم نکلا، ان کے افسانے نہ صرف معیاری ہیں بلکہ قابل تعریف بھی، یہ چند طویل افسانے لکھکر انہوں نے خود کو ملک کے نامور افسانہ نگاروں میں شامل کیا ہے۔ شکیل الرحمان کی زبانی ایسا سنکر مجھے آپ کے ان افسانوں کو پڑھنے کا تجسس بڑھا، میں نے ان افسانوں کو صرف دو نشتوں میں پڑھا، میں شبنم قیوم بحثت افسانہ نگار آپ کے فن کا قائیل ہو گیا۔ اتنی کم عمری میں اتنے معیاری افسانے لکھنے پر میری طرف سے مبارک! میری رہائش گاہ جواہر نگر میں پروفیسر خورشید عالم مہمان ہیں۔ میں نے انہیں آپ کی زندگی اور فن پر آرٹیکل لکھنے کی ہدایت دی ہے پروفیسر صاحب اس بارے میں آپ سے عنقریب ملیں گے، ان کو اپنا تعاون دینا۔ آپ نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے۔ میرے گھر کے دروازے آپ کے لئے کھلے ہیں۔ جب جی چاہے آجانا۔

مخلص

(عبدالقادر سروری)

34 sudar shan park

moti nagar new delhi

---

۱۶ جون ۱۹۶۴ء

محترم برادر! شبنم قیوم

ابھی ابھی آپ کا افسانہ ''جہاں انسان دفن ہے'' ماہنامہ تخلیق کے جولائی کے شمارے میں پڑھا افسانہ مجھے بے حد پسند آیا یقین جانیئے گزشتہ ایک سال کے دوران یہ پہلا افسانہ ہے جس نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے میں اس افسانے کو پنجابی اور ہندی میں ترجمہ کر کے دھرم یگ یا ساریکا جیسے معیاری پرچہ میں شائع کرنا چاہتا ہوں ۔ جہاں میرے ترجمے افسانے اکثر شائع ہوتے رہتے ہیں۔ مجھے واپسی ڈاک سے اس افسانے کو ترجمہ کرنے کی اجازت دیکر مشکورہ ممنون فرمائیں اور لکھیں کہ یہ افسانہ پہلے کہیں ہندی میں شایع تو نہیں ہو چکا ہے۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔

آپ کا مخلص

# سی سدرشن پارک

## موتی نگر نئی دھلی

۸ جولائی ۱۹۶۴ء

برادر تسلیم

آپ کا اجازت نامہ اور عنایت نامہ ملا میں نے جہاں انسان فن کا ترجمہ شروع کیا اسی دوران آپ کا ایک اور افسانہ ''دسہرہ کی سیتا'' پڑھنے کا موقف ملا میں اس کو بھی پنجابی اور ہندی میں ترجمہ کروں گا۔ اگر آپ کی اجازت ہو پہلی فرصت میں اجازت سے مستفید فرمائیں۔ میں نے آپ کے بارے میں سنا ہے آپ ابھی جوان ہیں اور غیر شادی شدہ ہیں۔ اگر میری معلومات صحیح ہیں تو یہ جاننا ضروری ہے آپ کم سنی میں اتنے معیاری اور جاندار افسانے کیسے تخلیق کرتے ہیں۔ آپ تو اپنی تخلیقات میں راجندر سنگھ بیدی کے ہم پلہ اور ہم عصر لگتے ہیں۔ ہوسکے تو اپنی تازہ تصویر عنایت فرمائیں بہت بہت شکریہ!

آپ کا مخلص

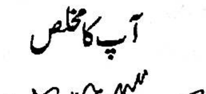

# فلیٹ نمبر ۱۷ جواہر نگر سرینگر

عزیزی قیوم صاحب!

تسلیم! ۶۵۔۵۔۱۳ء

امید ہے مزاج بخیر ہوں گے۔ مجھے بڑی فکر لگی ہوئی ہے۔ میں نے کل ہی اپنے گھریلو ملازم کو آپ کی طبیعت کے بارے میں معلومات حاصل کرنے بھیجا، انہوں نے واپسی پر بتایا، قیوم صاحب گھر پر نہیں تھے۔اس سے اطمنان ہوا آپ کو زیادہ گہری چوٹ نہیں لگی ہے۔ پرسوں جب ہم تینوں میں میری بیوی کے ساتھ آپ ٹنگمرگ سے گھوڑوں پر گلمرگ جارہے تھے تو راستے میں آپ گھوڑے سے گر گئے تھے۔ میں اور میری بیوی بہت آگے نکل گئے تھے۔ ہمیں بعد میں پتہ چلا آپ گھوڑے سے گر گئے تھے۔گلمرگ پہنچ کر ہم آپ کے انتظار میں بڑے فکرمند رہے۔ہم شام کو دیر گئے گھر واپس پہنچ گئے صبح سویرے آپ کی طبیعت کے بارے میں معلومات حاصل کرنے ملازم کو بھیجا۔ ہمیں بتایئے، اب حالت کیسی ہے؟ اگر چلنے پھرنے کے قابل ہیں تو اپنا کام جاری رکھیں، آپ میرے اس ایک اہم کام میں میرا ہاتھ بٹا کر مجھے ممنون بنارہے ہیں اس کام میں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کرسکوں۔نند لال کول طالب کا مجھے فون ملا، انہوں نے کشمیر کی ادبی تاریخ کے لئے مواد تیار کررکھا ہے۔اُن سے ملکر وہ مواد حاصل کریں، اس بارے میں آپ نے اب تک جو مواد حاصل کرلیا ہے وہ عبدالطیف کے ہاتھ بھیجدینا۔اپنی صحت کا خیال رکھنا۔

مخلص

(عبدالقادر سروری)

# ہندو دھرم کی کچھ قدیم شخصیتیں

محمد فاروق خاں

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی ۲۵

# EHTISHAM HUSSIAN N/NAllah Road

## Allahabad

1966.07.06

عزیزمن شبنم قیوم

تسلیم

خط ملا یادآوری کے لئے شکریہ۔آپ اورآپ کے عزیزوں نے جو محبت دی مہمان نوازی کا ثبوت دیا وہ دل پر نقش ہے۔آپ بڑے خوش نصیب ہیں ایسے والدین عزیز آپ کو ملے ہیں ان کے ساتھ زندگی خوشگوار اور لطف سے بسر ہوتی ہے۔آپ اورآپ کے والدین اور گھر کے دوسرے سبھی احباب میرے دل میں بس گئے ہیں۔آپ سبھی کے ساتھ وقت کیا گزرا بس یادیں ہی یادیں باقی رہ گئیں افسوس یہ ہے کہ وہاں زیادہ قیام کا ہم کو موقع نہ ملا اور نہ آپ سے زیادہ ملاقات ہوسکی البتہ جتنی بھی ملاقات ہوسکی وہ ہم غنیمت جان رہے ہیں۔آپ کمال کرتے ہیں۔اور لکھتے بھی خوب ہیں اتنی کم عمری میں اتنا معیاری ادب تخلیق کرنا یقینا قابل داد ہے جذبہ اور لگن سے سب کچھ ہوجاتا ہے۔اچھا تخلیقی ادب پڑھتے رہنے اور لکھ کر خود اپنی تنقید کیجئے کہ یہی ترقی کی منزل ہے۔سروری صاحب اور فاروقی صاحب آپ کی تخلیقات سے بے حد متاثر ہیں کم سنی میں اس قدر معیاری ادب تخلیق کرنا یقینا قابل داد ہے۔

اپنے بزرگوں سے میرا اسلام اور چھوٹوں سے دعا کیجئے۔

شارب اور شمیمہ کا خط دہلی سے آیا تھا وہ لوگ مکان کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ میں نے پروفیسر سروری صاحب کو بھی خط لکھا تھا۔امید ہے کہ اچھے ہوں گے ان کا کوئی خط نہیں آیا دیکھئے اب پھر کب کشمیر آنا ہوتا۔

خیر اندیش

احتشام حسین

# EHTISHAM HUSSIAN N/NAllah Road

## **Allahabad**

1966.08.10

عزیز من ---- شبنم قیوم

تسلیم!

سرینگر میں اپنی رہائش گاہ پر آپ نے مجھے اور پروفیسر نورالحسن ہاشمی، شارب دہلوی سے وعدہ کیا تھا۔ میں فرصت ملتے ہی آپ سے الہ آباد میں اور شارب صاحب سے دہلی میں ملوں گا۔ پتہ نہیں آپ نے دہلی جا کر شارب صاحب سے ملاقات کی یا نہیں البتہ ابھی تک ہمیں شرف ملاقات نہیں بخشا، کہیے اب تک ہمارے ہاں آنے کا منشا ہے۔ ہاں! میرے ہاں آنے اور مجھے مہمان نوازی کا قرض اتارنے سے پہلے مجھے مطلع کرنا تاکہ گھر پر میری موجودگی ہو، کیونکہ مجھے اکثر دورے پر جانا پڑتا ہے۔ آپ کے افسانوں کا مجموعہ زیر مطالعہ ہے۔ ان کے بارے میں تفصیل سے تجزیہ کروں گا۔ اور ادبی میگزین میں اسے شائع کروں گا۔

اپنی والدہ صاحبہ اور شریک حیات تک میرا سلام پہنچا دیں دونوں بچوں کو پیار۔ اللہ حافظ۔

خیر اندیش

احتشام حسین

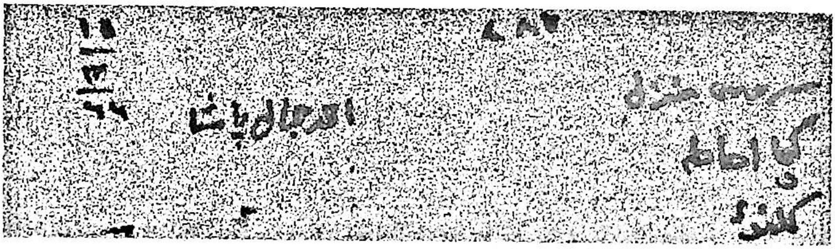

مکرمی آداب!

آپ کی ادارت میں ''ادبی میگزین'' دیکھ کر اور پڑھ کر اندازہ ہوا آپ نے اسے بڑے سلیقے سے نکالا ہے۔ جی خوش ہوا! آپ کو نام سے جانتا ہوں۔ کبھی کبھی آپ کا پڑھنے کا موقع ملتا ہے۔ ملک کے صف دوئم کے افسانہ نگاروں میں آپ کا نام آتا ہے۔ اب آپ کام بھی کرنے لگے ہیں۔ یعنی ایک ادبی پرچے کی ادارت انجام دے رہے ہیں۔ ظاہر ہے اس میں آپ کا تجربہ کام آئے گا پرچے کے معیار کے لئے خاص خیال رکھیں۔

میرا مشورہ ہے۔ کہ شروع میں مجھ سے مزاحیہ نہ لکھوائے۔ آگے آپ کی مرضی، فرصت ملتے ہی آپ کا حکم بجالاؤں گا۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔

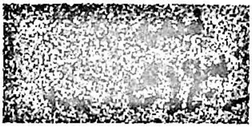

عالَمِ اِسلام کے بَطَلِ جَلیل، مَعْرُوف مُفکّرِ اِسلام

# ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ

## حیات، اَفکار، اِفادات

ترتیبِ جدید و اشاعتِ نو باہتمام :
ڈاکٹر جوہر قدوسی

One of the Greatest
writers Mr Shabnam Qayum
with my good wishes
to the recipient,
23.3.2016.

ناشر و تقسیم کار:

مکتبۃ الحیات

مدینہ چوک، گاؤکدل، سری نگر - 190001 (کشمیر)

VILL. HARGANWAN.
P. O. BARBIGHA,
DIST. MONGHYR.
(BIHAR)

MANAZIR ASHIQUE HARGANVI.

محترم! شبنم قیوم صاحب! سلام مسنوں

معتبر ذرائع سے پتہ چلا آپ ایک ادبی میگزین ''جھرنا'' کی ادارت سنبھالے ہیں ظاہر یہ میگزین معیاری ہوگا۔ کیونکہ ہم آپ کی معیاری تخلیقات کے پہلے سے ہی قائل ہیں۔ آپ کے افسانے پڑھکر پتہ چلتا ہیں۔ آپ اس فن کے مولا ہیں۔ ''جھرنا'' کے لئے ایک مضمون دو آزاد نظمیں بھیج رہا ہوں۔ ملتے ہی ان کے بارے میں اپنی رائے سے نوازیں۔ مجھے بتا دینا مضمون اور نظم آپ شائع کر رہے ہیں یا نہیں۔

امید ہے بخیر وعافیت ہوں گے۔

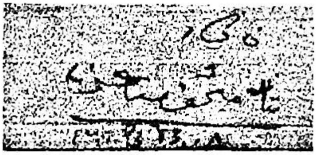

# آل احمد سرور 16۔5۔67

عزیزی........شبنم قیوم

سلامت رہو!

تمہارے نام کے ساتھ قیوم یعنی خدا تعالیٰ کے قائم ودائم ہونے کا اقرار اُس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہم پر عنایت کی گئی انمول شئے جس کے ساتھ پاکیزگی جڑی ہے وہ شبنم، رات کو برسنے والی نعمت:

ہاں! کچھ یادیں ایسی ہوتی ہیں جن کا اثر مدتوں رہتا ہے سرینگر میں نسیم باغ کے مقام پر کشمیر یونیورسٹی کے اردو ڈیپارٹمنٹ میں لیکچر دینے کے بعد حسب پروگرام پروفیسر آفاق کو ساتھ لاکر تمہاری رہائش گاہ پر حاضر ہوا۔ سرینگر کشمیر سے واپسی پر میں نے تمہارے نام جو تفصیلی خط لکھا تھا اس میں تمہاری اور تمہارے والدین کی طرف سے مہمان نوازی کا تفصیلی ذکر کیا گیا آپ کی رہائش گاہ پر طویل افسانے (کشمیری وازوان) کا ذائقہ جب یاد آتا ہے تو منہ میں پانی بھر آتا ہے۔ سید احتشام حسین نے کشمیری وازوان کو طویل افسانے کا نام سوچ سمجھ کر دیا ہے۔

آج اس وقت جو یہ خط میں لکھ رہا ہوں یہ تمہارے رنگین افسانے سے متاثر ہو کر لکھ رہا ہوں۔ دو روز قبل نورالحسن ہاشمی سے اُن کی

کوٹھی پر ملاقات ہوئی انہوں نے لان میں کرسیاں لگا کر گفتگو کا اہتمام کیا۔میں نے لان کے چاروں طرف

قسم قسم کے رنگین اور خوشبودار پھولوں کی کیاریاں دیکھیں تو نور الحسن ہاشمی نے بتایا۔کشمیر کے حالیہ دورے کے دوران شبنم قیوم سے ملاقات ہوئی تو میری فرمائش پر انہوں نے مجھے وہاں کی ایک نرسری میں لیجا کر پھولوں کے بیج اور بلف دلوائے۔آج ان کا جوبن ہے اور یہ شبنم قیوم کی مہمان نوازی اور خلوص کی یاد دلاتے ہیں،تم نے ہم سے میرے یہاں آنے کا وعدہ کیا تھا۔کب یہ وعدہ پورا ہوگا۔البتہ میرے یہاں آنے سے قبل اطلاع ضرور دینا۔کیونکہ میں اکثر سفر میں رہتا ہوں۔میری طرف سے اپنے والدین تک میری دعاوسلام پہنچادیں۔

اللہ نگہبان۔

مخلص

# تمہید!

محترم ومکرم پروفیسر حامدی کشمیری سے مجھے اُن کی طرف سے شائع شدہ تصانیف بھینٹ کی گئیں۔ جب ان کی طرف سے ان کا آخری افسانوی مجموعہ بھینٹ کیا گیا اور انہوں نے اپنے ہاتھوں سے بطور نذرانہ لکھا، اُس وقت وہ علیل تھے اُن کا پورا جسم متاثر تھا ہاتھوں میں ریشہ تھا۔ وہ بائیں ہاتھ سے دائیاں ہاتھ پکڑ کر ایک ایک لفظ لکھتے رہے۔

یارِ دیرینہ اور معتقدِ ادب قابلِ صد آفرین

شبنم تبرکی

کی خدمت میں اپنا یہ نذرانہ

حامدی کاشمیری

24.6-2011

## شہرِ افسوں

(افسانے)

725/67
19.7.67

The Subh-e-Nau
POST Box No. 44
PATNA-4

شبنم قیوم صاحب:

سلام مسنون

میرے خط کے احترام میں آپ کا جواب موصول ہوا، بہت شکریہ! آپ کی کہانی کی اشاعت میں کتابت کی کچھ غلطی رہی، اس کے لئے معذرت خواہ ہیں اور عنقریب اس کا ازالہ ہوگا۔ ہمارے ادبی میگزین کے لئے اپنا قلمی تعاون جاری رکھیں۔ آپ کا ناول "پیاس" ہم نے تبصرہ کے لئے دیا ہے۔ انشا اللہ اگلے پرچے میں تبصرہ شائع ہوگا۔

اگر آپ علم دوست حضرات کی سعی شکور سے سرینگر کشمیر میں صبح نو کی توسیع اشاعت ہو سکے تو یقیناً یہ ایک اہم ادبی خدمت ہوگی۔ ہماری خواہش ہے صبح نو کی ادارت میں آپ شامل رہیں۔ اپنی رائے سے نوازیں، تازہ شمارہ روانہ کر دیا گیا ہے۔ اپنی قیمتی رائے سے نوازیں۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔

مدیر اعلیٰ

## 3_6_688Haniayalnagar

## Hyderabad (A.P)

مورخہ ۲۲۔۱۔۶۷

قیوم صاحب!

آپ کا عنایت نامہ ملا! شیرازہ کے فائل میں لے گیا تھا واضح رہے میں نے سب واپس کردئے تھے محمد یوسف ٹینگ صاحب نے کچھ معلومات فراہم کرنے کا وعدہ کیا تھا طبعیت بہتر ہو جائے اور موسم ٹھیک ہو تو ذرا ان سے مل کر یاددہی کریں مسعودی صاحب کی نظم نہیں ملی انہوں نے ایک نکاح نامہ کی نقل دینے کا وعدہ کیا تھا آپ جا کر حاصل کرلینا آپ نے کشمیر میں اردو ادب کی تاریخ میں اپنا کام جاری رکھا ہے اسکے لئے مشکور ہوں۔ میں انشا اللہ ۲۸ فروری تک سرینگر لوٹ آؤ گا یہاں کچھ کام زیادہ نہ کرسکا کچھ مصروفتیں رہیں۔ اسکے علاوہ جموں جانا پڑا تھا وہاں نصیر فرخ سے بھی ملاقات ہوئی شارب صاحب کا خط نہیں ملا ۲۴ فروری تک خط اسی پتہ پر لکھیئے۔ خدا کرے اب آپ کی طبعیت بہتر ہو۔ ہم بفضل تعالیٰ بہ عافیت ہیں۔

مخلص

عبدالقادر سروری

عبداللہ ... سرور ...

## تمہید

محترم ومکرم جناب پروفیسر عبدالقادر سروری کشمیر یونیورسٹی میں اردو اور فارسی کے سر براہ تھے۔ میرے ساتھ ان کے قریبی ہی نہیں گھریلو تعلقات بھی تھے۔ وہ جواہر نگر سرینگر میں سرکاری رہائش گاہ میں رہائش پزیر تھے۔

سروری صاحب کشمیر میں اردو ادب کی تاریخ مرتب کرنے کے خواہشمند تھے اور وہ اس کام میں مجھے اپنے ساتھ رکھکر وادی کشمیر کے قلمکاروں سے ذاتی طور ملاقات کرتے اور تو اور خطوط کے ذریعے بھی رابطہ رکھتے تھے۔ اُن کے پاس اپنا ایک ذاتی اُردو ٹائپ رائٹر تھا۔ اُس سے کام لیکر مواد حاصل کر لیتے تھے کہیں کہیں اپنا دستخط شدہ خط دے کر مجھے متعلقہ احباب کے ہاں بھیجا کرتے تھے۔ میرا بڑا قدر شناس تھا۔ خدا مغفرت کرے۔ عجیب آزاد اور مخلص مرد تھا۔

------ شعبہ اردو فارسی جموں وکشمیر یونیورسٹی۔ نشیم باغ سرینگر۔ کشمیر۔

1

# PANORAMA

*Azam Inqilabi*

محترم قیوم صاحب:
خلوص بیکراں:

انگریزی میں 82 صفحات پر مشتمل دستاویز شائع
کرانے سے قاصر ہوں۔ اس کی فوٹو سٹیٹ کروا کر اسے
اپنے چند خیر خواہوں کو اس امید کے ساتھ بھیج رہا ہوں
تاکہ اس کا استفادہ ہو سکے۔ اگر آپ چاہیں تو اپنے
اخبار میں اسے قسط وار شائع کریں۔ شکریہ!

*

احقر
اعظم انقلابی

Telephone : 29

انجمن ترقی اُردو ہند

Anjuman Taraqqi Urdu Hind, Aligarh.

محبی و مکرمی:        شبنم قیوم صاحب

خلوص بیکراں:        ۲۲ جولائی ۱۹۴۷

سرینگر میں آپ کی رہائش گاہ پر قیام کے دوران آپ نے ہم سے وعدہ کیا تھا آپ عنقریب علی گڑھ آکر ہم سے ملاقات کریں گے۔ دس روز قبل آپ نے لکھنو سے فون پر بتایا تھا میں دو روز کے بعد علیگڑھ پہنچ رہا ہوں۔ ہم آپ کے انتظار میں چشم براہ رہے۔ اتنے روز ہوئے آپ نہیں آئے، ہمیں بڑی فکر لاحق ہوئی خدانخواستہ کوئی ناگوار واقعہ پیش تو نہیں آیا پہلی فرصت میں ہمیں وجوہات بتائیں۔ بخدا ہمیں بڑی فکر لگی ہے۔ ہمیں جواب کا بے صبری سے انتظار رہے گا۔

آپ نے انجمن ترقی ہند کے کٹلاگ سے جن کتابوں کی فہرست دی تھی ان میں دو کتابیں سٹاک میں موجود نہیں، باقی ۱۰ کتابوں کا سٹ تیار کر کے رکھا ہے۔ ارادہ یہی تھا جب آپ علی گڑھ تشریف لائیں گے۔ آپ کو یہ کتابیں بھینٹ کریں گے۔ اب انہیں پارسل کر کے پوسٹ سے بھیج دیں گے۔

ہمارے لئے کوئی حکم ہو تو بجا آوری کی خوشی ہوگی۔

گھر کے فیملی ممبران کے لئے دعا و سلام۔    والسلام

اعتراف:

لکھنو سے علیگڈھ جانے کے دوران ریلوے اسٹیشن پر آ کر میں نے کچھ دیر تک ریل کا انتظار کیا، جب ریل آ کر رک گئی تو میں اپنے الاٹ ڈبے میں سوار ہوا۔ سیٹ نمبر کی تلاش کے دوران اٹیچی ایک سائیڈ پر رکھدی، سیٹ نمبر پا کر جب اٹیچی لانے کے لئے مڑ گیا تو اٹیچی غائب، اسمیں کپڑوں کے ساتھ مسودے ضروری سامان اور نقدی بھی تھی میں ایک طرح سے سرراہ لٹ گیا۔ چار باغ ریلوے اسٹیشن کے قریب اُس ریسٹورنٹ پر آیا جہاں سے لنچ کر کے ریلوے اسٹیشن کی طرف روانہ ہوا تھا۔ ریسٹورنٹ کے مالک عبدالقدوس کو اٹیچی کھونے کی روداد بتائی، انہوں نے سفر خرچ پیش کیا۔ میں نے علی گڈھ جانے کے بجائے گھر کا راستہ لیا۔ کیونکہ سارا اثاثہ لٹنے کے بعد میں ذہنی طور مفلوج ہوا تھا۔ پہلی بار مجھے اٹیچی میں نقدی رکھنے کی غلطی کا احساس ہوا۔

محترم شبنم قیوم صاحب!

آپ کی کہانی ٹوٹے آئینے کا عکس کا عنوان کچھ تبدیل کیا گیا۔ اب اس کا عنوان ''ٹوٹے آئینے کی پرچھائیاں'' مناسب رہے گا امید ہے آپ ہمارے اس فیصلے سے مطمئن ہوں گے۔آپ کی یہ کہانی ستمبر ۱۹۶۷ء کے شمع سشما میں شائع ہورہی ہے امید ہے یہ کہانی بھی آپ کی دوسری کہانیوں کی طرح قارئین کو پسند آئے گی اوراس کی تعریف میں بھی ہمیں ڈھیر سارے خطوط ملیں گے۔ جلد کوئی اور کہانی بھی ارسال فرمایئے تاکہ ان کے بعد کی کسی قریبی اشاعت میں ان کی شمولیت پر غور کیا جاسکے۔ ہمارے ساتھ اپنا تعاون جاری رکھیں۔ آپ کی کہانی ''چیونٹی کے پَر'' ماہنامہ ''بانو!'' کے اگلے شمارے میں شائع ہوگی۔جب بھی دہلی آنا ہو ہم سے ضرور ملئے گا۔ برادر صوفی غلام محمد تک میرا اسلام پہنچادیں۔اور اُن سے میری طرف سے شکایت کریں۔ہم سے ملے بغیر واپس سرینگر گئے۔

امید ہے آپ بہ عافیت ہوں گے۔

نوٹ: صوفی غلام محمد کا شمع میگزین کے مالک اور مدیر اعلیٰ یونس دہلوی کے ساتھ ادبی معمہ کے ساتھ کاروباری اشتراک رہا ہر ماہ شمع معمہ کے کلوز میں جتنے کلوز ہوتے اس کا انہیں معاوضہ ملتا، یہ معاوضہ انہیں چک کے ذریعے ملتا نہیں تو جب صوفی صاحب کو دہلی جانے کا موقعہ ملتا وہ وہاں یونس دہلوی کے مہمان بن کر رہتے، یونس دہلوی کی فیملی بھی جب کشمیر کی سیر کو آتی صوفی گھرانے کے مہمان بنتے، صوفی غلام محمد نے اپنے طور سے ڈلگیٹ میں ''کشمیر معمہ'' کے نام سے ایک ادارہ کھولا تھا۔ اس کا چارج میرے سپرد تھا۔ ایک روز صوفی غلام محمد جو میرے ماموں لگتے اپنے ساتھ دہلی لیا۔ یہاں ہم ماہنامہ ''شمع'' کے دفتر پر یونس دہلوی سے ملاقی ہوئے۔ دونوں کے درمیان دیر تک گفتگو اور حساب وکتاب رہا۔ اس دوران یونس دہلوی کی طرف سے فون پر گھر کو اطلاع بھیجی گئی آج لنچ پر ہمارے ساتھ کشمیر کے دو مہمان ہوں گے۔

# کشمیرئیت
# اور
# اتحاد بین المسلمین

To Dear Greatest writer Shabnam Qayoom Sahab

مھتاب پبلی کیشنز سری نگر کشمیر

۸، مارچ ۱۹۶۷ء

ڈیر شبنم صاحب          امرتسر

آداب!

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ آپ کو یہ جانکاری دی جا رہی ہے کہ "نگارش" کا سالنامہ لگ بھگ تیار ہے اور یہ عنقریب آپ کو پوسٹ کے ذریعے گھر پر ملے گا۔ اسمیں آپ کی کہانی شامل ہے اور وہ بھی فوٹو کے ساتھ، ہمارا کشمیر جانے اور وہاں پر آپ سے ذاتی طور ملنے کا ارادہ تھا البتہ رشتے میں شادی کا معاملہ فی الحال کشمیر جانے کا ارادہ ملتوی کرنا پڑا، کیا ایسا ہو سکتا ہے۔ آپ امرتسر تشریف لائیں گے، اگر ایسا ممکن ہوا تو آپ جتنے دنوں تک یہاں رہیں گے آپ ہمارا مہمان بنکر رہیں گے اور آپ کا قیام گیسٹ ہاؤس میں رہے گا۔ آپ سے ہمیں ایک پلان کے بارے میں مشورہ کرنا ہے۔ یاد رہے ہمارا ادارہ ایک معیاری اور ضخیم کشمیر نمبر نکالنے کا پلان ہے اسی بارے میں آپ سے صلح مشورہ کرنا ہے۔ اگر آپ تشریف لائیں گے تو یہ ہمارے لئے باعث مسرت ہوگی۔ ہم آپ جیسے قلمکار کے لئے چشم براہ رہیں گے۔ جواب سے ہمیں مطلع کرنا۔

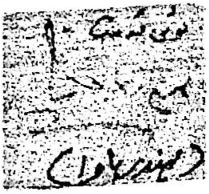

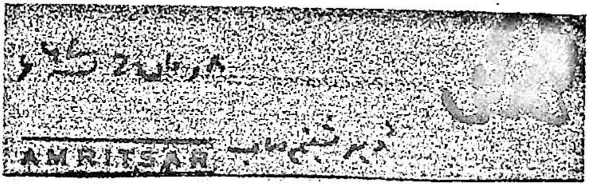


’’نگارش‘‘ امرتسر نے میری ایک کہانی کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی تھی، میں نے اس کا نوٹس لیا تو اُن کی طرف سے انہوں نے معذرت نامہ بھیجا۔)

نگارش ۳۱ مارچ ۱۹۶۷ء

جناب شبنم قیوم صاحب:

آداب عرض ! آپ کا نوازش نامہ ملا ، اس سے بیشتر رجسٹری ڈاک سے نگارش کے سالنامہ کی دو جلدیں ارسال کر دی گئیں تھیں مل ہوں گی ، آپ کی کہانی ’’ راتوں کے اُجالے‘‘ بہت خوب ہے ۔ حلیہ بگڑنے والی کوئی بات نہیں ہے ۔ ہاں ! کہانی کی ایک بڑی خوبی اختصار ہوتی ہے ۔ اور اسی اختصار کے پیش نظر کچھ کمی کی گئی ہے ۔ ہمیں آپ کی ناراضگی کا احساس ہے ۔ یقیناً آپ سے پوچھ کر کمی کرنی چاہے تھی ۔ اس کے لئے معذرت خواہ ہیں ۔ میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں آپ کی کہانی میں نکھار آ گیا ہے ۔ اور اس کی پسندیدگی کے ہمیں خطوط مل رہے ہیں ۔

سالنامے کے بارے میں مختلف آراء وصول ہو گئی ہیں آپ کو ان سے آگاہ کروں گا ’’نگارش‘‘ آپ کا اپنا پرچہ ہے ۔ ایسی ویسی بات دل میں نہ لائیں ۔

# تمہید

ماہ اپریل ۱۹۶۷ء کو میں ماہنامہ ''نگارش'' امرتسر کے مالکان کی دعوت پر امرتسر روانہ ہوا، یہاں مجھے مہمان خصوصی کا درجہ دیا گیا۔ میری قدر و منزلت کی گئی ماہنامہ ''نگارش''! کے لئے مجھے ایک معیاری اور ضخیم ''کشمیر نمبر'' مرتب کرنے کا پروجیکٹ دیا گیا۔ میرا نام ماہنامہ ''نگارش'' میں مدیر اعزازی کے طور شامل کیا گیا۔

ایک ہفتہ تک کٹرہ باگھ سنگھ امرتسر میں قیام کے بعد میں واپس سرینگر آ گیا۔ اور ''کشمیر نمبر'' کا پلان ترتیب دے کر اس پر کام شروع کیا۔

اس کو ۲۰ ابواب پر مشتمل رکھ کر مواد حاصل کرنے کے لئے وادی کشمیر کے قلمکاروں سے ذاتی اور خطوط کے ذریعہ رابطہ رکھا، چند ماہ تک ''کشمیر نمبر'' پر کام کرنے کے دوران میرا سرینگر سے پدگام پورہ فارم تبدیل کیا گیا۔ اس دوران میں محکمہ زراعت کا ملازم تھا۔ میرا عارضی مسکن اونتی پورہ میں رہا لہٰذا خط و کتابت کا ایڈریس سرینگر سے اونتی پورہ منتقل ہوا۔

NIGARISH

مئی ڈیر شبنم قیوم صاحب!　　　　　　　　　　　۷ دسمبر ۱۹۶۷ء

آداب!

آپ کا خط ملا، اور وہ بھی اس وقت جب میں گھر پر در بستر ہوں میری کئی روز سے صحت ناساز ہے۔ میں آپ کے خط کا جواب بستر پر سے لکھ رہا ہوں۔ یہ جانکاری ہمارے لئے باعث مسرت ہے کہ "کشمیر نمبر"، پر کام جاری ہے اور اس سلسلے میں آپ نے اب تک کافی مواد حاصل کر لیا ہے۔ میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں، اس نمبر کے لئے ہمارے دفتر پر ڈاک سے کئی آرٹیکل آئے ہیں۔ میں نے دفتر والوں کو یہ ہدایت دی ہے کہ وہ یہ آرٹیکل آپ کے نام رجسٹر پوسٹ سے روانہ کریں تاکہ آپ ان کو دیکھ لیں، اگر قابل قبول ہوں تو ان کو بھی شامل رکھیں جیسا کہ آپ جانتے ہیں ہم نے "نگارش کے کشمیر نمبر" کے اشتہار میں آپ کا نام اور آپ کے گھر کا ایڈریس دیا ہے۔ اس کے باوجود کوئی نہ کوئی یہ مواد ہمارے دفتر کو بھی بھیج رہا ہے۔

صحت یاب ہو کر دفتر جاؤں گا تو آپ کو تفصیل سے خط لکھوں گا۔ یہ بات پہلے ہی آپ کے ذہن نشین کرائی گئی ہے نگارش کوئی کاروباری سلسلہ نہیں ہے یہ تو ہمارے شوق اور جنون کا شمع ہے جو جلتی ہی رہے گی، کشمیر نمبر کے علاوہ بھی ہمارا مختلف موضوعات پر خاص نمبر نکالنے کا

ارادہ ہے۔ آپ ہمارے ساتھ شامل رہیں گے۔ اگر آپ کو ناگوار نہ ہو تو سرینگر لال چوک میں سکندر نیوز کے ایجنسی کے ہاں جا کر اُن سے ''نگارش'' کے تین سال کے رقومات واگزار کریں، وہ اب ہمارے خطوط کا جواب تک نہیں دے رہا ہے۔ باقی آئندہ

آپ کا

[illegible]

# ڈوگرہ عہد کا راجوری

## ایک تاریخی و تحقیقی دستاویز

۱۸۴۶ء سے مابعد ۱۹۴۷ء کے شخصی راج کے سیاسی وسماجی مضمرات، بدنام زمانہ سودی نظام، اس کی تباہ کاریاں، بیگار اور خطہ میں آباد اقوام کی حالتِ زار، عوامی بیداری اور ۱۹۴۷ء کے حالات وواقعات کی کہانی تاریخ کی زبانی

از

امیر محمد شمسی

ناشر

مکتبۃ الھدیٰ

مسجد الھدیٰ مدینہ کالونی راجوری جموں وکشمیر

بڈگام کشمیر

۱۲ فروری ۶۷

شبنم بھیا خوش رہو!

یاد آوری کیلئے شکریہ۔ جواب دینے میں ذرا تاخیر ہوئی وجہ یہ ہے کہ میں پرسوں ہی بمبئی سے واپس آیا ہوں۔ آپ کا خط گھر پہنچے ہی ملا اور بے حد مسرت ہوئی یہ جان کر اور زیادہ مسرت ہوئی ہے کہ آپ نے نگارش کا کشمیر نمبر نکالنے کا عظیم کام ہاتھ میں لیا ہے بھلا میں اپنا بھر پور تعاون کیوں نہ دوں گا۔ اگر ابھی وقت کی گنجائش ہو تو میں اپنا مضمون کشمیر اور فلم انڈسٹری یہاں سے ہی اصل صورت میں لکھکر بھیجوں گا۔ کیونکہ روبی میں ایک تو وہ بے ترتیب چھپ گیا ہے اور پھر کچھ خدوخال بھی بدل گئے ہیں۔ مجھے بواپسی ڈاک مطلع کیجئے اگر وقت کی گنجائش نہیں ہے تو پھر آپ روبی کا حوالہ دیکر چھاپ دیجئے اور بشکر یہ روبی لکھ دیجئے اگر پہلے معلوم ہوتا تو کسی اور موضوع پر آپ کے رسالے کے لئے لکھا ہوتا کبھی ملاقات سے بھی نوازیئے گا۔

نگارش سے تعلق تفصیل سے لکھئے کیا مقامی طور دستیاب ہوتا ہے۔

آپ کا اپنا

(دستخط)

برادرِ عزیز، شبنم قیوم

سلام مسنون!

ماہنامہ ''نگارش'' امرتسر کے اپریل ۱۹۶۸ء کے شمارے کے ایک صفحے پر اشتہار دیکھا پڑھا۔ حیرت و استعجاب کے ساتھ بڑی مسرت ہوئی، ہمارے قلمکار شبنم قیوم کو ''کشمیر نمبر'' کا انچارج رکھا گیا ہے اور اس ادبی میگزین کا مدیر اعزازی بھی رکھا گیا ہے۔ ایسا اعزاز یقینا نصیب والوں کو ملتا ہے میری طرف سے مبارک صد مبارک'' کشمیر نمبر'' میں مجھے شامل رکھیں، مجھے بتایئے میں کس موضوع پر آرٹیکل لکھوں، امید ہے آپ مجھے،، اس خصوصی کشمیر نمبر میں شامل ہونے کا موقعہ دیں گے میں نے ماہنامہ ''جھرنا'' کے لئے ایک کہانی'' خوبصورت دھوکہ! بھیجدی تھی۔ اگر اس میں کوئی خامی ہوگی تو خود ہی دور کر کے اسے معیاری بنائیں، ہمت افزائی اور حوصلہ افزائی کے لئے شکریہ:۔

امید ہے بخیر ہوں گے۔

آپ کا بھائی

[illegible]

# اُردو اکادمی جموں کشمیر

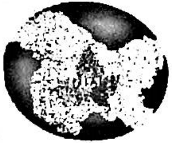

## سندِ اعزاز

سال ۲۰۰۷ء کے دوران شائع شدہ اُردو کتب کے مصنفین کی عزت افزائی کے سلسلے میں اُردو اکادمی جموں کشمیر انتہائی مسرت کے ساتھ یہ سند جناب شبنم قیوم صاحب کو اُن کی تصنیف نشانات کی اشاعت پر عطا کرتی ہے۔

حامدی کاشمیری

پروفیسر حامدی کاشمیری (سرپرست) | [illegible] | (صدر)

# ''کشمیر نمبر'' کی کہانی

یہ مارچ ۱۹۶۷ء کی بات ہے۔ چھٹی دہائی کی شروعات میں پہلی بار میں نے ادبی میگزین ''نگارش،، امرتسر کو اشاعت کے لئے ایک افسانہ بھیجا، اس افسانے کی اشاعت کے بعد میں نے ایک اور افسانہ روانہ کیا، اس پر مجھے اُن کی طرف سے ایک خط ملا جس میں بتایا گیا'' نگارش'' کا اگلا شمارہ سال نامہ ہوگا۔ اس کے لئے ایک افسانہ اور اپنا فوٹو بھیجیں، ادارے کی ہدایت پر عمل کیا۔ سالنامہ رجسٹر پوسٹ سے ملا، اس کے ساتھ ایک خط بھی ملا۔ اس خط میں مجھے امرتسر آنے اور ادارہ ''نگارش'' کی طرف سے مہمان بننے کی دعوت تھی۔ ادارے کو ہم سے کسی معاملہ میں مشاورت کرنا مطلوب تھی۔ میں نے یہ دعوت قبول کر لی اور ایک روز تیاری کر کے امرتسر روانہ ہو گیا۔ امرتسر پہنچ کر میں نے کٹرہ باکھ سنگھ جہاں پر ''نگارش'' کا دفتر ہے یہاں تک ٹیکسی لے لی، دفتر پر حاضر ہو کر جب میں نے اپنے آمد کی اطلاع دی، تو مجھے پہلے مہندر باوا سے ملایا گیا۔ انہوں نے بڑی آؤ بھگت کی، خیر و عافیت پوچھی اور اس کے بعد مجھے'' نگارش'' کے مالک اور مدیر اعلیٰ گیان سنگھ کے آفس چمبر میں لیا گیا۔ یہاں بھی بڑی عزت افزائی ہوئی اور گیان سنگھ کی طرف سے بتایا گیا ہم نے دو برس قبل تمہارا ناول'' زندگی اور موت'' پڑھا، ہم نے اس وقت اندازہ کر لیا تم کرشن چندر اور راجندر سنگھ بیدی کے ہم عمر ہوں گے، البتہ جب سالنامے کے لئے تمہارا تخلیق کے ساتھ فوٹو بھی آیا تو ایک جوان دیکھ کر کچھ حیرت و استعجاب ہوا! اس بات پر کہ اتنی کم سنی میں اس جوان

نے اتنا معیاری اور وہ بھی اچھوتے موضوع پر کیسے لکھا۔ البتہ تمہارے افسانوں کا معیار اور فن افسانہ نگاری کے لوازمات پورے ہوتے دیکھ کر ہمیں اعتراف کرنا پڑا، ہم نے تمہیں اپنے ایک کام کے لئے موزون سمجھا!''کس کام کے لئے؟ میں نے گیان سنگھ سے پوچھ لیا۔ انہوں نے بتایا۔

ہم''نگارش'' کے لئے''کشمیر نمبر'' شائع کرنا چاہتے ہیں۔ اس میں ہمیں تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔

میں کیا مدد کر سکتا ہوں!

تم کشمیری باشندہ ہو، اتفاق سے قلمکار ہو، تمہاری کشمیر کے قلمکاروں سے جان پہچان ہے۔ ان سے آپ کشمیر کے بارے میں مختلف موضوعات پر آرٹیکل، مضامین اور مراسلے لکھوا سکیں گے۔ اہم دستاویزات کے ساتھ کشمیر سے متعلق اہم تصاویر بھی حاصل کریں گے۔ اس کام کے لئے ہم تمہیں اتھارٹی لیٹر دیں گے۔ اس''کشمیر نمبر'' کے اشتہارات میں تمہارا نام اور تمہارے گھر کا پتہ دیں گے۔ اس بارے میں گیان سنگھ، مہندر باوا اور میرے درمیان کوئی ایک گھنٹے تک صلح مشورہ ہوا اس دوران چائے کے دو دور بھی چلے، کیک بسکٹ اور قسم قسم کی مٹھائیاں ٹیبل پر لگوائی گئیں۔ مجھے بتایا گیا، یہاں کے ایک نزدیکی گردوارہ کے گیسٹ ہاؤس میں قیام رہے گا۔ جب تک جی چاہے یہاں رہ سکتے ہیں۔ کہیں بھی جانے کا من کرے تو گاڑی فراہم ہوگی، اور یہ بھی بتایا گیا۔''نگارش'' کے اگلے شمارے سے تم اس کے مدیر اعزازی ہوں گے۔ اس طرح تم ہمارے گروپ میں شامل ہوں گے۔ اس ساری گفتگو کے بعد مہندر باوا نے مجھے گاڑی میں گیسٹ ہاؤس پہنچا دیا، میرا یہاں تین دنوں تک قیام رہا۔ میں نے پہلی بار''گولڈن ٹمپل'' کو دیکھا اور یہاں گھنٹوں قیام کیا، یہاں مفت حلوہ بھی کھایا۔

امرتسر سے واپس آ کر میں نے پہلے''کشمیر نمبر'' کا لے آوٹ بنایا۔

مختلف موضوعات کے لئے، الگ الگ باب متعین کئے۔ ہر ایک باب کا الگ عنوان رکھا۔ ''کشمیر نمبر'' میں شامل نگارشات حاصل کرنے کے لئے کن کن کے در پر جانا ہے کن سے ملاقات کرنی ہے اور کن سے خطوط کے ذریعے رابطہ کرنا ہے۔ اس کی ایک لسٹ مرتب کی ''کشمیر نمبر'' کے لئے میں نے ذہن پر جو نقشہ لایا۔ اس کے مطابق اس پر کام شروع کیا۔ اس دوران مجھے کاپی سائیز میں ادارہ ''نگارش'' کی طرف سے اشتہارات کا ایک بنڈل ملا، اشتہار میں ''کشمیر نمبر'' کے بارے میں ''نگارش'' نے ایک تفصیل نمبر وار درج کی تھی۔ اشتہار کے نیچے رابطہ کا پتہ یوں لکھا گیا تھا۔

شبنم قیوم

۱۹۰۔ بوچھولدہ (ڈلگیٹ) سرینگر کشمیر

اس اشتہار کے منظر عام پر آنے سے مجھے کافی سہولیت مل گئی، جن احباب کے ساتھ مجھے رابطہ قائم کرتا تھا۔ انہوں نے مجھ سے خود آکر رابطہ کیا۔ ان میں سے جو جس موضوع پر دسترس رکھتا، اس کو اس موضوع پر آرٹیکل لکھنے کی دعوت دی۔

میں نے ''کشمیر نمبر'' کے لئے جو موضوعات متعین کئے۔ ان کے مطابق، کشمیر کا ماضی کشمیر کا جغرافیہ، کشمیر کی پیداوار، کشمیر کے جنگلات، کشمیر کی جھیلیں، کشمیر کے جنگلات کشمیر کے پہاڑ اور پہاڑیاں، کشمیر کے دریا، کشمیر کے باغات، کشمیر کے چشمے، کشمیر کی دستکاری، کشمیر کی سیاحت، کشمیر کا تہذیب و تمدن، کشمیر کی صنعت، کشمیر کے آستانے اور درگاہیں۔ کشمیر کی دیندار اور بزرگ ہستیاں، کشمیر کی طرز تعمیر، کشمیر کے حالات، کشمیر کی سیاست، کشمیر کے ادیب، شاعر، موسیقار، آرٹسٹ، ڈرامہ نگار ایسے دوسرے موضوعات کو لیکر کافی مواد حاصل کرلیا، البتہ بعض اہم موضعات پر جن سے تعاون مانگا، اُن کی طرف سے ''کشمیر نمبر'' کی اشاعت میں رکاوٹ آگئی۔ ایک رکاوٹ یہ بھی آئی جب میں اس کام پر بے حد مصروف تھا۔ مجھے سرینگر سے پدگام پورہ فارم میں تبدیل کیا گیا۔ اس دور میں محکمہ زراعت

کے ساتھ میرا روزگار وابستہ تھا۔ ''نگارش'' کے کشمیر نمبر کے لئے مواد حاصل کرنا، اس کو پڑھنا، کسی کسی آرٹیکل کی نوک پلک درست کرنا، بڑا مصروفیت کا کام تھا۔ اس دوران بھی میرا ادبی سفر جاری رہا۔ دہلی سے ایک جاندار، شاندار کلر میں ایک ڈائجسٹ ''عارض،، کے نام سے دیکھا تو پہلی ہی نظر نے اس نے دل لبھایا، میں نے یہ ڈائجسٹ خرید لیا یہ واقعی فنون لطیفہ کے ساتھ ایک فن پارہ تھا۔ مختلف موضوعات سے مذین ایک گلدستہ تھا۔ میں نے مصروفیات کی بنا پر اس کا سرسری مطالعہ کیا، البتہ اُن کو اشاعت کے لئے'' قصہ چار درویش'' بھیجا یہ طنز و مزاح سے مزیں ایک آرٹیکل تھا اور یہ چار قسطوں پر مشتمل تھا۔ اس ڈائجسٹ میں یہ قصہ ''چار درویش'' چار قسطوں میں شائع ہوا، جب ''عارض ڈائجسٹ'' کا وہ شمارہ مجھے گھر پر ڈاک سے ملا جس میں قصہ کی چوتھی قسط شامل تھی اس کے ساتھ ایک خط بھی شامل تھا۔ اس میں ''عارض'' ڈائجسٹ کے مالک اور مدیر اعلیٰ عبد المنان نے کشمیر آنے اور ہم سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی تھی انہوں نے اپنے قیام کے بارے میں ریزیڈنسی روڈ پر ہوٹل اور کمرے میں ملاقات کے لئے وقت بھی لکھ دیا تھا۔

حسب پروگرام چوتھے روز جب میں ہوٹل کے روم نمبر ۱۱ میں داخل ہوا، عبد المنان یہاں اکیلے بیٹھے تھے البتہ نہ میں ان کو جانتا تھا اور نہ ہی وہ مجھے جانتے تھے۔ میں نے نام بتایا تو وہ آگے بڑھ کر بغلگیر ہو گئے۔ بڑی آؤ بھگت کی اور مجھے اپنے سامنے بٹھا کر کال بیل کے ذریعے چائے منگوائی، ایک دوسرے کی خیر و عافیت کے بعد منان صاحب ہم سے مخاطب ہوئے۔

''میرا عارض'' ڈائجسٹ کا کشمیر نمبر نکالنے کا ارادہ ہے۔ اس غرض کے لئے میں نے کشمیر آنے اور خاص طور پر آپ سے ملنے کا پروگرام بنایا۔

کیا آپ جانتے ہیں، میں آجکل ''نگارش'' امرتسر کے ''کشمیر نمبر'' پر کام کر رہا ہوں۔

ہاں! ''نگارش'' میں شامل ایک اشتہار کے ذریعے پتہ چلا۔

مجھے نہیں لگتا، میں اتنا بھار سہہ سکوں گا۔ میری بے حد مصروفیات ہیں، میرا مشورہ ہے آپ یہ کام کسی اور کشمیری رائٹر کے سپرد کریں۔ انہوں نے بتایا، میرا یہاں کشمیر میں کسی اور رائٹر سے رابطہ نہیں، چونکہ آپ اس پر کام کررہے ہیں اور آپ کو اس کا تجربہ حاصل ہے۔ لہذا میں آپ سے اس کام کے لئے رجوع کرر ہا ہوں!

میرے لئے یہ کام مشکلات میں ہی نہیں ناممکنات میں ہے۔ کیونکہ دوبارہ کن سے اور کیسے ان سارے موضوعات پر لکھنے کی دعوت دے سکوں گا۔

کیا ایسا ہوسکتا ہے۔، آپ نے اب تک جو مواد حاصل کرلیا ہے، اسمیں سے کچھ اہم مواد ہمارے ڈائجسٹ کے لئے وقت کریں گے؟

ان کی اس رائے پر میں نے انہیں بتادیا، میں اس پر غور کروں گا۔

منان صاحب نے بتایا میں ابھی چار روز تک یہاں قیام پزیر ہوں۔، ان چار روز کے اندر مجھے آپ کا جواب چاہے،

میں منان صاحب سے رخصت ہوا، گھر آکر سوچنے لگا، کیا کیا جائے، منان صاحب نے جو تجویز دی کیا اس پر عمل ہو سکے گا۔، میں نے ادبی رسالہ ''نگارش'' اور ''عارض'' ڈائجسٹ نظروں کے سامنے لایا۔ ایک بلیک اینڈ وائیٹ میں، ایک رنگین اور رنگدار ہے بلیک اینڈ وائیٹ میں آرٹیکل کے ساتھ تصاویر بلیک اینڈ وائیٹ میں آئیں گے، رنگین ڈائجسٹ میں مواد کے ساتھ تصاویر بھی رنگین ہوں گے۔ دیدہ زیبی میں رنگین سبقت لیتی ہے۔ ظاہر ہے کشمیر کا جو اپنا حُسن ہے اس کو اجاگر کریں گے تو یہ بلیک اینڈ وائیٹ کے بجائے رنگینی کو فوقیت دے گا۔ کافی غور وخوض کے بعد میں دونوں میگزین کے لئے مواد کو تقسیم کیا اور ان کے لئے مزید مواد کے حصول کی تگ ودو کی۔

# مسئلہ کشمیر کی

# تاریخی اصلیت

محبی و مکرمی ہاشم قیوم
آپ کی تاریخی و تحریکی
دستاویز کشمیر کا سیاسی
انقلاب نے بہت بہت متاثر
کیا، میری طرف سے
دلی مبارکباد پیش ہو
قلم کی داد دیتا ہوں

پی جی رسول

علی محمد اینڈ سنز سرینگر کشمیر

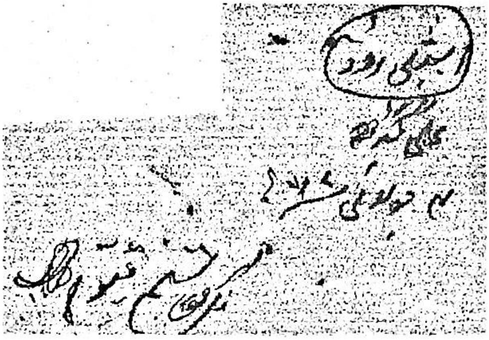

سلامت رہو۔

ہم لوگ آپ سے رخصت ہو کر ۲ جولائی کو شام کے سات بجے علی گڑھ بخریت پہنچے، سفر میں خاص کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ آپ کا ساتھ خوشگوار رہا آپ کی موجودگی میں گلمرگ، پہلگام اور سرینگر میں کافی مدد ملی میں اور میری بیوی دونوں آپ کے بہت شکر گزار ہیں۔ یقیناً آپ کے اندر اپناپن اور ملنساری ہے۔

آج سب سے پہلے آپ کو خط لکھ رہا ہوں یہ اس بات کی دلالت ہے کہ واپس آپ کی یادیں لیکر آیا ہوں۔ ماہنامہ ''مزاج'' بھوپال میں آپ پر مضمون دیکھا پروفیسر خورشید عالم نے آپ کی افسانہ نگاری اور ناول نگاری پر خوب تبصرہ کیا ہے۔ اگر مجھے اس قسم کا مضمون لکھنے کا موقعہ ملا تو میں آپ کی تخلیقات کے ساتھ آپ کی ذات وصفات پر بھی لکھوں گا۔ آپ بڑے پر خلوص ہیں۔ میرے دل میں آپ نے گھر کر لیا ہے۔

اپنے افسانوں کا مجموعہ اور ناول جو بھی ہے مجھے بھیجیں اگر ہو سکے

توانجمن ترقی اُردو کی تنظیم میں آپ مدد کیجئے، ہمارا مقصد کشمیری کے
ساتھ کسی قسم کا تصادم نہیں، کشمیری کی ترقی ہم دل وجان سے چاہتے
ہیں لیکن اُردو کی ترقی اور اس کے لئے کوشش کے ساتھ ہو سکتی ہے اور
ہونی چاہئے۔ مجموعی طور پر وہاں کے ادبیوں کے تاثرات کانفرنس کے
سلسلے میں لکھئے اور اگر ہو سکے تو آفتاب یا دوسرے پرچوں کے وہ
تراشے بھیج دیجئے جو میرے آنے کے بعد ان مسائل پر ہیں۔

اُمید ہے کہ آپ بخریت ہوں گے۔

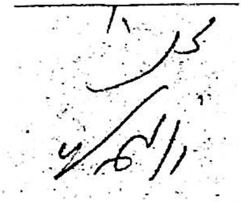

Zafar Uganvi

اقدار

"NASHIMAN", HAMNA ROAD, PATNA-4.

## تمہید:

جولائی ۱۹۶۷ء کے آس پاس میں نے ماہنامہ ''اقدار'' کو ایک افسانہ اشاعت کے لئے بھیجد یا اگست کے مہینے میں اقدار کی طرف سے مجھے افسانے کے بارے میں خط کے ذریعے اطلاع ملی کہ یہ افسانہ اشاعت کے قابل نہیں ہے۔ میں نے جوابی خط میں جاننا چاہا یہ افسانہ کس نے کس بنیاد پر اشاعت کے نا قابل سمجھا کیونکہ بحیثیت افسانہ نگار میں بہ خوبی جانتا ہوں افسانہ کیا ہے کیسا ہے۔ میں افسانے کے تمام لوازمات سے واقف ہوں میرے افسانے ملک بھر کے رسایل میں آئے دن شائع ہوتے رہتے ہیں۔ لہذا مجھے تفصیل کے ساتھ بتا دیا جائے یہ افسانہ کس بنیاد پر ریجکٹ ہوا؟ اس احتجاجی خط کے جواب میں مجھے یہ خط ملا ہے۔

ڈیر، شبنم قیوم صاحب!

ہم نے آپ کے اسرار پر آپ کا افسانہ دوبارہ پڑھا اس بار ایک جہت نکل آئی ہے۔ جس کی وجہ سے افسانے کی اشاعت کے لئے جواز پیش کیا جا سکتا ہے۔ کسی قریبی اشاعت میں اسے شائع کر کے اپنی غلطی کا ازالہ کرینگے ادبی دنیا میں آپ کا نام ایک پہچان ہے اس کو ہم تسلیم کرتے ہیں۔ ہم تہہ دل سے آپ کی دل آزاری کے لئے معذرت خواہ ہیں۔

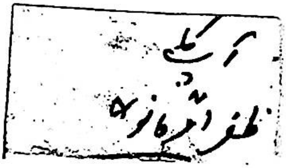

# توشۂ آخرت

محسن ملت قلمی مجاہد
شبنم قیوم
کے لیے
ہدیہ
نذرانہ

محمد اعظم انقلابی

شعبۂ تصنیف وتالیف
جموں وکشمیر محاذِ آزادی سرینگر

[illegible] Jain [illegible] S.M. Rampal [illegible]
Patiala (PB) [illegible] Dy. Supdt. [illegible]

محترمی تسلیم خریت خریت مطلوب

آپ کی ادارت میں ایک ادبی رسالہ "جھرنا" منظرِ علم پر آ گیا ہے۔ یہ جان کر بڑی خوشی ہوئی سرزمیں کشمیر سے ادبی رسالہ یقیناً خوبصورت ہوگا اور آپ جیسے منجھے ہوئے قلمکار کے ہاتھوں معیاری بھی ہوگا۔ افسانہ نگاری میرا مشغل ہے۔ پیشہ نہیں یہ جان کر کہ آپ اس ادبی بحران میں جنون پیدا کر رہے ہیں۔ اور وہ بھی خوبصورت وادی سے شبنم صاحب ہمیں آپ سے کافی توقعات وابستہ ہیں۔ آپ نے ادبی دنیا میں اپنی تخلیقات سے جو معیار قائیم کیا ہے۔ آپ کے میگزین "جھرنا" میں بھی یہ معیار دیکھنے کو ضرور ملے گا۔ خدا کرے زور قلم اور زیادہ۔

[illegible]
راجپال

Muzaffar Hanfi
B. A. (Alig.)
Mewatipura, Bhopal Gate,
SEHORE (Bhopal M. P.)

گرامی نامہ مورخہ ۲۷ اپریل پیش نظر ہے

آپ کی فرمایش قبول کرنے میں مجھے کوئی قباحت نہیں البتہ ابھی عدیم الفرصت ہوں جونہی فراغت ملے گی میں اپنی نگارشات بھیج دوں گا۔ اسمیں کوئی دورائے نہیں آپ کی ادارت میں شائع ہونے والا رسالہ یقینا معیاری ہوگا۔ اگر میں یہ بتادوں رسالہ کے لئے شبنم قیوم کا نام ہی کافی ہے تو غلط نہیں ہوگا۔ آپ کی تخلیقات مطالعہ میں رہتی ہیں زیادہ تر میرا ذوق شاعری کی طرف ہے۔ کہانیاں بھی لکھتا ہوں البتہ کہانیاں لکھنے سے زیادہ غیر ادبی کاموں میں الجھا ہوا ہوں۔ فرصت ملتے ہی آپ کی فہمایش بخوشی قبول کروں گا۔

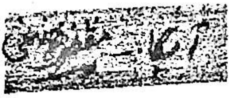

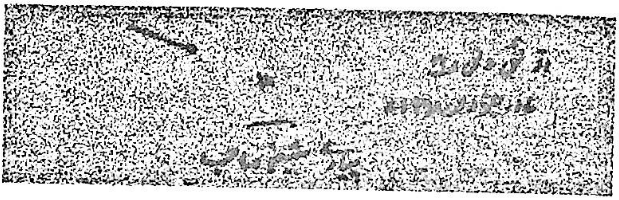

یادآوری کے لئے تہہ دل سے سکریہ!)

اس خط سے قبل آپ کا کوئی بھی خط، میری نظر سے نہیں گزرا اگر گزرا ہوتا تو جوابی خط ضرور ارسال کرتا، دہلی پہنچتے ہی میں بیمار ہو گیا تھا۔ اسلئے اس خط کے جواب میں کچھ دیری ہو گئی والد صاحب پریم ناتھ بزاز دہلی سے باہر گئے ہوئے ہیں، واپس آتے ہی آپ کی جانب سے التجا کروں گا۔ یہ جان کر بڑی خوشی ہوئی آپ کشمیر میں اردو ادب کی تاریخ میں پروفیسر عبدالقادر سروری صاحب کا ہاتھ بٹا رہے ہیں۔ اور اُن کی جانب سے اس دستاویز کے لئے مواد حاصل کر رہے ہیں۔

میں اسے سروری کی طرف سے آپ کے لئے ایک اعزاز مانتا ہوں۔

بزاز صاحب کے گھر واپس آتے ہی آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی سروری صاحب کے لئے اُردو ادب کی تاریخ اور نگارش امرتسر کے ''کشمیر نمبر'' دونوں کے لئے بزاز صاحب سے شمولیت کرانا میرے ذمہ ہے۔ آپ بالکل اطمینان رکھیں، اگر ہو سکے تو میرے نام ''نگارش'' کا تازہ شمارہ روانہ کریں،

امید ہے آپ صحت سے بہ عافیت ہوں گے، میرے لئے کوئی اور حکم ہو، بخوشی بجالاؤں گا۔

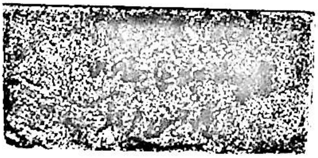

Jinab Shabnam Qayoom Sahib

# SPEAKING TIGER

cordially invites you to celebrate the launch of

## THE MANY FACES OF KASHMIRI NATIONALISM

FROM THE COLD WAR TO THE PRESENT DAY

by

## NANDITA HAKSAR

The launch programme will comprise a panel discussion:

**THE IMPORTANCE OF REMEMBERING:**
Forgotten Histories of Kashmir

MODERATED BY BADRUDDIN

**Date :** Monday, 5th October, 2015
**Time :** 2 pm to 5 pm
**Venue :** Banquet Hall,
Hotel Lala Rukh,
JKTDC, Lal Chowk,
Srinagar

SPEAKING
TIGER

ماہنامہ انجمن لندن

اکتوبر 1968

برادرم شبنم قیوم صاحب :۔

اسلام علیکم :

مجھے افسوس ہے کہ میں پچھلے چند ہفتے بے حد مصروف رہا اور آپ کے کرم نامے کا جواب وقت پہ نہ دے سکا۔ حالانکہ کئی بار ارادہ بھی کیا میں آپ کو کیسے بھول سکتا۔ خاص طور پر جب انجمن کے آفس میں آپ کی کہانیوں کا ذکر چھیڑا جاتا ہے۔ آپ کی کہانی ''سیاہ آندھی !'' نے عالمی شہرت حاصل کر لی۔ اس کا یہاں مدتوں چرچا رہا۔ یہاں لندن میں اردو دان طبقے میں آپ کی کہانی جو آپ کے تعارفی نوٹ کے ساتھ انجمن میں شائع ہوئی کہانی کافی پسند کی گئی اور آپ کی ذات اس کے ساتھ جڑ گئی ہے۔ آپ کی دوسری کہانی آپ کے فوٹو کے ساتھ آیندہ شمارے کے لئے رکھی گئی ہے۔ امید ہے آپ کا قلمی تعاون جاری رہے گا۔ ہم چاہتے ہیں انجمن میں آپ افسانوں کے ساتھ کشمیر سے متعلق مضامین بھیجا کریں کشمیر کے مختلف موضوعات پر آپ لکھ سکتے ہیں۔ اپنے قلمکار دوستوں سے بھی لکھوا سکتے ہیں۔

کشمیر کی ادبی اور سیاسی شخصیتوں سے باتصویر انٹرویو اور مشہور مقامات باغات وغیرہ کے متعلق فیچر آپ ہمیں بھیجوا سکتے ہیں۔ اس طرف ضرور توجہ دیجئے گا۔

کشمیر کی فضاؤں کو میرا اسلام پہنچے!

اچھا اللہ حافظ، نیک دعاؤں کے ساتھ

*Secretary,*
SALAHUDDIN NAYYAR

16.09.68

محبی! شبنم قیوم

خلوص بیکراں!

ناگفتنی سے نظر ملی تو حالات میں رہے

تجھ سے نظر ملی تو تری ذات میں رہے

امید ہے خیر سے ہوں گے۔ ملاقات کا اثر دیر پا ہے۔ آج کل آپ خوب لکھ رہے ہیں۔ برصغیر کے علمی ادبی پرچوں میں آپ کی تخلیقات دیکھ کر اور پڑھ کر خوشی ہوتی ہے۔ آپ اردو ادب میں ایک پہچان بن گئے ہیں۔ آپ کی ادارات میں میگزین کی اشاعت کے بارے میں سنا ہے۔ ابھی دیکھا نہیں کیا توقع رکھوں یہ خط ملتے ہی آپ وہ سبھی پرچے مجھے ڈاک سے بھیجیں گے۔ جواب تک شائع ہو چکے ہیں میں اپنی نگارشات ضرور بھیجوں گا۔ البتہ میگزین دیکھ کر میرے لائق کوئی حکم؟

میرے گھر کا پتہ

بازار روپ لال حیدر آباد۔ ۲

تمہارا اپنا

16/9

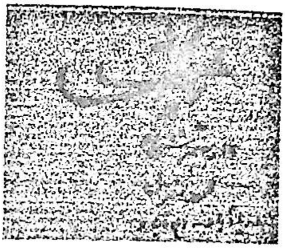

مکرمی تسلیم!

سویت یونین کے دورے کے دوران وہاں ایک قلب کی طرف سے آپ کا ڈرامہ ''جلاد اور لڑکی'' دیکھنے کا موقعہ ملا۔اس ڈرامے کے کردار مختلف ممالک کے پرچم اپنے لباس کے ساتھ جوڑ کر اپنے اس ملک کی نمائندگی کرنے کا تاثر دے رہے تھے۔سیاہ فام اور سرخ فام موضوع پر یہ ڈرامہ بڑا پسند آیا جب اس ڈرامہ کے مصنف کے بارے میں دریافت کر لیا تو مجھے بتایا گیا کہ کشمیر سے تعلق رکھنے والے ایک ادیب شبنم قیوم کی تحریر ہے۔ہندوستان واپس آکر آپ کا اتہ پتہ معلوم کر کے آپ کو یہ خط اس امید کے ساتھ لکھ رہا ہوں کہ آپ ہمیں اپنے فن پارئے سب رنگ میں اشاعت کے لئے بھیجیں۔جنوری کے شمارے میں آپ کا ڈرامہ جلاد اور لڑکی شب رنگ میں شائع کر رہے ہیں اس کا مسودہ ہم سویت روس سے لائے ہیں۔کیا آپ زحمت کر کے سرینگر میں سب رنگ کے لئے کچھ ایجنٹ فراہم کریں گے۔

سرینگر میں تو چلہ کلاں اور کٹکشو کا موسم شروع ہو گیا ہوگا۔ادھر ابھی سردی کم ہی ہے ''جھرنا'' کا کیا ہوا ہمیں کوئی پرچہ نہیں ملا۔

سلسلہ کشمیر سٹڈیز

# ریاست جموں کشمیر

کی

# جغرافیائی حقیقتیں

جی ایم میر

جموں کشمیر نیشنل لبریشن فرنٹ

وہ وقت دور نہیں جب [illegible]
خدا کی قدرت سے
[illegible] دیکھوں میں اُن کو
[illegible] اپنے گھر کو
دیکھتا ہوں۔

مجاہد آزادی
محترم قیوم میر
کے [illegible] گھر میں
استقبال
جی ایم میر
۱۲ اکتوبر ۱۹۹۱

Nisar Rahi
B.A.LL.B.

JAIMINI PHOTO STUDIO
Ibrahimpura,

Bhopal, dated 2/4/69.

مئی ڈیر: قیوم صاحب!

آداب و نیاز۔ تھوڑے سے انتظار کے بعد کل آپ کا محبت سے لبریز خط ملا اور پہلے چند لمحوں میں تو میں اسے بنا کھولے ہی لطف اندوز ہوتا رہا۔ خوشی اس بات کی ہوئی کہ آپ نے میرے جذبے کی قدر کی اور بنا کسی ہچکچاہٹ اور دور اندیشی کے محض دوستی اور محبت کی خاطر میرے خط کا جواب دیا۔ خط کھول کر پڑھا اس کی ایک ایک سطر پڑھکر دل خوش ہوا، میں نے بڑے اچھے خط پڑھے ہیں لیکن دوست جو بات محبت خلوص اور اپنائیت کے الفاظ میں ہوتی ہے وہ کسی کی بات میں نہیں ہے۔ مجھے خوشی دراصل اُس بات پر ہوئی آپ نے میرے کشمیر آنے سے خائف ہونے کے بجائے خندہ پیشانی اور لبوں پر مسکراہٹ لاکر میرا استقبال کرنے کا تاثر دیا۔ یہی ایک نیک انسان کی عظمت ہے اور ایک ادیب یا فنکار کے لئے انسان دوستی خلوص اور ہمدردی کے جذبوں کا ہونا انتہائی لازمی ہے۔ ہاں! مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ ہمارے ادیب اور فنکار اندر سے کھوکھلے ہیں۔ وہ فن کی تخلیق کرتے ہیں لیکن ان کی روح مادیت کا شکار ہوتی ہے اور ذہن

تنگ نظریوں کے حصار میں گرا ہوتا، مجھے اردو ادیب پر تو سچ مچ بڑا افسوس ہوتا ہے، جب میں نے برصغیر ہندوپاک کے نامور اور معیاری جدیدوں میں آپ کی تخلیقات کے ساتھ آپ کا نام، پتہ دیکھا آپ کے بارے میں تشریحات پڑھیں تو مجھے کچھ کچھ اندازہ لگا کہ آپ انسان نواز ہیں اس پر میں اپنے قیاس پر مطمئن ہوا۔ میں آپ کے قلمی خاکے میں گوشت و پوشت کے رنگ بھرنے لگا ہوں۔

مجھے اب تک انسان نے اور زمانے نے بڑا ڈرایا ہے میرے اندر بنی ہوئی تصویریں جب وقت نے بگاڑی تو مجھے بڑی تکلیف ہوئی، ٹوٹے ہوئے خلوص اور اُجھڑی ہوئی محبت کا میرے دل میں درد ہی درد ہے۔

آپ کے خط سے پہلے مجھے حامدی صاحب کا خط ملا، انہوں نے میری ملاقات کی یاد تازہ کرتے ہوئے بڑی خوبصورتی سے لکھا کہ آپ نے کشمیر آکر یہاں نوکری کرنے کی بات کر کے مجھے اپنی Limitation کا احساس دلایا ہے۔ آپ جانتے ہیں ہمارے معاشرے میں ایک استاد کی کیا پوزیشن ہوتی ہے اسلئے میں نوکری وغیرہ کے معاملے میں آپ کی کوئی مدد کرنے سے قاصر ہوں۔ امید ہے میری مجبوریوں کا خیال رکھتے ہوئے میری صاف گوئی کا آپ بُرا نہیں مانیں گے۔ سال بھر پہلے کشمیر کی سیاحت کے دوران کشمیر کے قلمکاروں سے ملاقات کے دوران میں نور شاہ سے اُن کی رہائش گاہ پر ملا۔ وہ بالکل بے اعتنائی سے ملے کوئی ریسپانڈ نہیں دیا۔ بس علیک سلیک تک ملاقات کو محدود کیا۔ ایک اور چھوٹا اور معمولی خط میں نے رشید الدین کو بھی لکھا تھا جس کی نظم نمائندہ ادب میں تھی۔ لیکن آپ کے مقابلے میں

جس بے دلی سے انہیں خط لکھا اسی انداز سے ان کا جواب آیا انہوں نے حد ہی کر دی لکھتے ہیں کہ میں آپ کی کوئی بھی مدد کرنے سے قاصر ہوں کشمیری قانون ۳۷۰ کے تحت بیرونی باشندے ریاست میں نہ مستقل طور رہ سکتے ہیں اور نہ ہی ملازمت کر سکتے ہیں۔ اُن کی گھبراہٹ سے پتہ چلا کہ میری کشمیر آمد کو انہوں نے مصیبت جانا۔ خیر اپنی اپنی سوچ ہے سمجھ ہے۔ بعض لوگوں کو دوستی اور خلوص کے اندر بھی اپنا نفع و نقصان نظر آتا ہے۔

آپ کی باتوں کے انداز سے لگتا ہے کہ آپ سنجیدہ نرم دل اور مستقل مزاج کے ساتھ سادہ لوح اور مخلص انسان ہیں۔ کیا خیال ہے آپ کا۔ اگر ایسا ہے تو بڑا اچھا ہے اور کارآمد بھی۔

مجھے نہ صرف ادب سے دلچسپی ہے بلکہ ہر ادبی آدمی سے ملکر خوشی ہوتی ہے اور پھر جو آدمی سنجیدہ نرم اور ہمدرد ہو تو کیا کہنا، میرا خیال ہے کشمیر منتقل ہو کر میں بور نہیں ہوسکوں گا۔ میں کسی پر بوجھ بنکر رہنا بھی پسند نہیں کرتا، ہاں:۔ اپنے وطن سے دور ایک اچھے رفیق کا ساتھ کون پسند نہیں کرتا۔ اسلئے میں نے آپ کو منتخب ۔ یہ تو نیچرل بات ہے۔ نئے انسان کے لئے لوگ عجب عجب قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔ آپ بھی میرے مزاج اور کردار کے بارے میں سوچتے ہوں گے۔ میں آپ کا مسلہ خود حل کئے دیتا ہوں، سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ میں بڑا سچا انسان ہوں بلف دینا دور کی بات مجھے جھوٹ سے نفرت ہے۔ میں سادہ مزاج ہوں اور سادہ و باکردار لوگوں کو پسند کرتا ہوں۔ امیری جو نچلے اور غریبی درد دونوں لوگوں سے آشنا ہوں دونوں حالتوں میں

موقع کے اعتبار سے پسند کرتا ہوں۔ میں اپنے دوسروں کو خوشی دینا چاہتا ہوں۔لہٰذا اب شکوک باقی نہیں رہنا چاہیے میں آپ سے ملوں گا تو ایک اجنبی پردیسی کی طرح نہیں بلکہ ایک بھائی کی طرح سچا اور ہمدرد۔آپ نے اس خط میں لکھا ہے آپ ابھی دہلی جارہے لیکن یہ نہیں لکھا آپ دہلی میں کتنے دن رہیں گے کہاں قیام کریں گے۔ ماہنامہ ''عارض ڈائجسٹ'' تو دہلی سے نکلتا ہے آپ اس ڈائجسٹ کا ''کشمیر نمبر'' ترتیب دے رہے ہیں۔ عارض ڈائجسٹ کے مدیر و مالک عبدالمنان نے آپ کو ڈائجسٹ کا مدیر اعزازی مقرر کیا ہے۔لگتا ہے آپ کا قیام پنجابی باغ دہلی میں ہوگا۔ اگر اپنے طور سے دہلی میں کہیں رہنا ہے تو میں تجویز دوں گا آپ میرا حوالہ دے کر دہلی میں کبیر کوثر کے گھر میں قیام کرسکتے ہیں۔آپ کہیں تو میں انہیں لکھ سکتا ہوں، کیا آپ میرے آنے تک دہلی کا دورہ ملتوی کرسکیں گے۔ میں آجاؤں تو آپ کو مذید مشورے دے سکوں گا۔میرا آنا ۱۵ سے ۲۰ اپریل کے بیچ میں ہوسکے گا اگر آپ دہلی سے بھوپال تک آسکتے ہیں تو ان ایام سے پہلے آئیں، ہم بھوپال سے سرینگر کی طرف ایک ساتھ سفر کریں گے۔

سرینگر میں میرا پہلا کام ہوگا کہ کسی مناسب مقام پر ایک کمرہ کرایہ پر لینا ہوگا اس کے بعد کہیں بھی ملازمت کے لئے دوڑ دھوپ کرنا پڑے گی، اس بارے میں آپ ابھی سے سوچ رکھیں کہ کن سے ملنا ہے اور کیا کچھ کرنا ہے۔آپ کا ساتھ ہوگا تو مجھے اتنی ساری پریشانی نہ رہے گی، میں انگریزی ہندی اردو کے مراسلات بخوبی لکھ سکتا ہوں میں ٹایپ بھی خود کرسکتا ہوں اسکے علاوہ ہر کام مستعدی کے ساتھ کرسکتا

ہوں، قیام کے دوران مجھے اتنی رقم تو ملنی چاہے جو میرے گزارے کے لئے کافی ہو، کچھ بچت ہوگی تو اسے گھر بھیج سکوں، میرے والد صاحب سروس چھوڑ بیٹھے ہیں، میرے علاوہ چھ بہن بھائی ہیں۔ کاشتکاری کی کچھ اراضی تھی وہ چاچا نے ہڑپ کرلی، اب میری نوکری پر سارا دارومدار ہے۔ اسلئے میں اپنے گھر اور وطن سے نکل کر آوارہ نہیں رہ سکتا۔ آپ کے کشمیر میں رہ کر مجھے اپنے سے زیادہ اپنے گھر کا فکر کرنا ہے جو کہ ہر انسان کا اولین فرض ہے

لہٰذا اس سلسلے میں آپ ایک نقشہ اپنے ذہن میں تیار کر کے رکھیں اگر آپ کچھ ایسے وکیلوں کو جانتے ہیں جن کی پریکٹس اچھی چلتی ہے نوکری کے لئے ان سے ملا جائے گا۔ اس طرح میں نہ صرف اُن کے کام آسکوں گا بلکہ قانون کے ساتھ میرا، ٹچ رہے گا۔ دوسری صورت میں اگر پہلگام اور گلمرگ میں کسی ہوٹل میں جاب ملے گا وہ بھی بہتر رہے گا۔ ویسے میں آپ کی ہدایت پر خود جدوجہد کروں گا اور جہاں تک ہوگا آپ کو پریشان نہیں ہونے دوں گا۔ مجھے اپنی مصروفیات سے آگاہ کر دینا تاکہ اس کی روشنی میں اپنے سفر کا سامان باندھ سکوں۔ شکریہ۔

خیراندیش

نثار راہیؔ

نوٹ: نثار راہی ۲۱ اپریل کو بھول سے سرینگر آکر سیدھے میرے گھر آگئے۔ ابتدائی ہفتے تک مہمان بنکر رہے اس کے بعد فیملی ممبر کے طور پر پانچ ماہ دس دن تک میرے ہاں قیام رہا۔ اس کے بعد اپنی من مرضی سے واپس بھوپال چلے گئے۔ ہماری خط وکتابت جاری رہی۔

# شاہ سپیر

پیشن ذی وقار پائلن
جناب شبنم قیوم صاحبن
[illegible]
سیّد رسول پونپر
سواد ۹/۹/۲۰۱۰ء

سیّد رسول پونپر

12-10-1971

محبی و کرمی! تسلیمات!

ایک عرصہ ہوا۔ ہم نے آپ سے آپ کی تصنیف ''چراغ کا اندھیرا'' کے لئے لکھا تھا کہ آپ اس کی دو جلدیں ہمیں بھیجدیں کیونکہ یہاں دہلی میں یہ کتاب کسی بھی بک سیلر کے پاس دستیاب نہیں ہے۔ اس کتاب کے بارے میں کچھ تفصیل جاننے کے بعد ہم نے ارادہ ظاہر کیا تھا کہ ہم دہلی کی لائبریریوں جن کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہے ان کے لئے منظور کرواتے کیونکہ ہمارے توسط سے کئی کتابیں دہلی کی لائبریریوں اور پبلک لائبریریوں تک پہنچ جاتی ہیں۔ مگر آپ کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا اور نہ ہی کتاب بھیجوائی اگر آپ کو ہماری گزارش سے اتفاق نہیں بھی تھا تو بھی آپ کا فرض تھا کہ خط کا جواب تو دیتے۔ اب پھر یہ خط بھیج رہا ہوں کہ آپ کتاب کی دو جلدیں بذریعہ رجسٹرڈ پوسٹ مرحمت کریں۔ آپ کو فائدہ ہی رہے گا۔ کوئی خدمت۔

نیاز مند

**31/5/east patel Nagar**

**New Delhi 8**

13/05/1968

جناب من تسلیم

ماہنامہ ''جھرنا'' نکالنے کی جرات قابل تحسین و آفرین ہے۔ خاص طور پر جب اس کی ادارت شبنم قیوم جیسے نامور افسانہ نگار اور ناول نگار کے ہاتھوں میں ہے۔ میرا قلمی تعاون حاضر رہے گا۔ بس جھرنا کی ایک کاپی مجھے پہلی فرصت میں عنایت کریں۔ آپ کے افسانے کبھی کبھار اوران کے ترجے پڑھنے کو ملتے ہیں۔ آپ نے واقعی ادبی دنیا میں اپنا ایک مقام حاصل کرلیا ہے

کشمیر آنے کا ارادہ ہے اگر پروگرام بنا تو آپ کے نیاز حاصل کولوں گا۔ میرے لائق کوئی حکم! امید ہے بہ آعافیت ہوگے۔

تمہید:۔

ماہنامہ ادبی رسالہ ''جھرنا'' کے مالک و مدیر اعلیٰ جموں کے قاضی نصیر فرخ تھے۔ انہوں نے مجھے اس رسالے کا نہ صرف سب ایڈیٹر مقرر کیا بلکہ اس کا سارا بھار میرے کندھوں پر ڈالا، مقامی اور ملکی سطح پر مواد حاصل کرنے کے لئے مجھے خطوط روانہ کرنا پڑے اس طرح یہ رسالہ ''جھرنا'' میرے نام کے ساتھ جڑ گیا۔

The MIZAJ
URDU MONTHLY
Ibrahimpura Street No. 1
BHOPAL (M. P.)

شبنم قیوم تسلیم و نیاز

۲۵-۱۱-۱۹۶۸

اس سے قبل دو خط خدمت میں گزار چکا ہوں۔ دلی خواہش تھی کہ پہلے شمارے میں ہی جناب کی تخلیق شائع کرنے کی سعادت حاصل ہوگی۔ مگر شومیِ قسمت سے ایسا نہ ہوسکا حالانکہ آخر تک آپ کی تخلیق کے لئے جگہ محفوظ تھی مگر جب پرچہ کی اشاعت میں تاخیر غیر معمولی ہونے لگی تو مجبوراً پرچہ مکمل کرنا پڑا پہلا شمارہ یعنی جنوری ۱۹۶۷ء کا دسمبر کے آخری ہفتے تک جناب کی خدمت میں پہنچ جائے گا۔ اس پر اپنی گرانقدر رائے سے مطلع فرمائیں۔ ''مزاج'' رسالہ کے گزشتہ شمارے میں پروفیسر خورشید عالم کا تحقیقی مقالہ شبنم قیوم اور ان کا فن شائع ہونے کے بعد آپ کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کی ایک دوڑ سی لگی ہے۔

گزارش ہے کہ دوسرے شمارے کے لئے ضرور بضرور بغیر کسی تاخیر کے اپنی تازہ تخلیق ارسال فرمائیں کیونکہ دوسرے شمارے کی کتابت ۳۰ نومبر سے شروع ہوجائے گی۔ مجھے یقین ہے کہ اس بار مایوسی کا منہ دیکھنا نہ پڑے گا اور دوسرے شمارے میں ہم آپ کی تخلیق شائع کرنے کا افتخار حاصل کرسکیں گے ساتھ ہی ساتھ جواب کا بھی طلبگار رہوں۔

مخلص

# کشمیر بھنور میں

[illegible]
مرد مجاہد
[illegible]
کی نذر
محمد فاروق رحمانی

محمد فاروق رحمانی
چیئرمین جموں وکشمیر پیپلز لیگ

محبی شبنم قیوم۔

سب سے پہلے میری طرف سے آپ کو اور اہل خانہ کو عید مبارک۔ آپ کا افسانوی مجموعہ ملا ابھی نہیں پڑھا پڑھکر اپنی رائے ضرور دوں گا۔ ویسے آپ منجھے ہوئے قلمکار ہیں آپ نے ادبی دنیا میں اپنا لوہا منوایا ہے۔ بقول ڈاکٹر شکیل لرحمان شبنم قیوم تو چھپے رستم نکلے۔ ان کی ادبی تخلیقات نے مجھے بے حد متاثر کیا۔ معیاری افسانوں کے ساتھ ان کے ریڈیو ڈرامے دل پر اثر کرتے ہیں میں عصری ادب کے کام میں بے حد مصروف ہوں البتہ اب آپ کو بھی اسمیں ہمارا ہاتھ بٹانا ہوگا اور ذمہ داریوں میں شرکت کرنی ہوگی۔ آپ ہماری اس بزم میں شامل ہوں گے تو خوشی محسوس ہوگی۔ کیونکہ ہمیں عصری ادب میں آپ کی کمی محسوس ہوتی ہے سرینگر کا موسم ان دنوں کیسا ہے وہاں کے حالات سے مطلع کریں۔

MONTHLY "FANOOS" DIGEST"
15-D Haji Md. Mohsin Square,
CALCUTTA-16.

فانوس ڈائجسٹ

۲۵ مارچ ۱۹۷۴ء

محترمی شبنم وقیوم

سلام مسنوی

فانوس ڈائجسٹ کے لئے آپ کے قلمی تعاون کے لئے شکر گزار ہیں۔آپ کا افسانہ ''پھول بنے انگارے'' اپریل کے شمارے میں شائع ہورہا ہے۔یہ شمارہ آپ کو اپریل کے پہلے ہفتے میں ملے گا۔ناول کے سلسلے میں آپ کے ارادے نیک ہیں یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ موجودہ دور کے ایک نامور افسانہ نگار اور ناول نگار کے افسانوں کے ساتھ آپ کا ناول ہم قسطہ وار فانوس میں شائع کر سکیں گے، یہ آپ کی مرضی پر منحصر ہے کہ ہمیں اپنا ناول قسط وار بھیجیں گے یا اس کا سارا مسودہ روانہ کریں گے ناول کی تھیم سے لگتا ہے۔یہ ادبی حلقوں میں پسند کیا جائے گا۔ہمیں بڑی مسرت ہوگی اس ناول کو قسطہ وار اشاعت کرنے سے پھول بنے انگارے،، یقیناً ایک شاہکار ہے۔ہمارے لایق کوئی حکم۔

فقط آپ کا

اختر

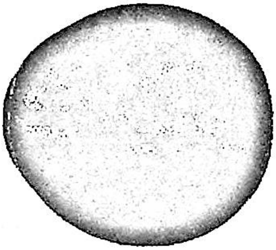

۲۲ دسمبر ۱۹۷۵ء

جناب قیوم صاحب

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ

میرے پاس ٹیبل پر اس وقت ویکلی نشمین بنگلور ہے۔اس میں آپ کا مختصر تعارف کے ساتھ وہ پندرہ سوالات ہیں جو آپ نے کشمیری عوام کے قدآور لیڈر سابق وزیر اعظم اور موجودہ وزیر اعلیٰ کے گوشہ گزار کئے ہیں۔ان سب سوالات کو پڑھ کر یہی اندازہ ہوا، آپ نے شیخ محمد عبداللہ کی سیاسی زندگی، ان کی حکمرانی اور ان کی سوچ واپروچ کا پوسٹ مارٹم کیا ہے۔

قیوم صاحب! ہم خود محسوس کرتے ہیں ایک اقتدار کے لئے اُن کی سرنڈر پالیسی نے اُن کا وقار مجروح کر دیا، بیشک انہیں دوبارہ اقتدار مل گیا البتہ وہ سیاسی موت مر چکے ہیں۔ ان کا ضمیر انہیں اطمنان سے حکومت کرنے نہیں دے گا۔ ہندوستانی مسلم قیادت نے انہیں اپنی صف میں لاکر انہیں قیادت سونپے کا کئی بار ارادہ کیا۔البتہ ہر بار کوئی نہ کوئی اڑچن آئی۔

آج ہمیں محسوس ہو رہا ہے قدرت نے ہمیں اُن کی قیادت کرنے سے بچالیا ہے ہمارا ماہنامہ پاکیزہ آپ کے لئے وقف ہے۔اس کا خیال رکھیں۔ ہمارے ساتھ رابطہ میں رہیں۔خدا حافظ

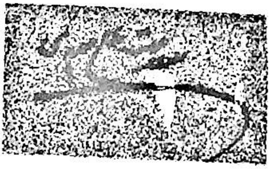

(نوٹ! یہ خط بغیر کسی اخلاق وآداب کے طور پر کسی کوڈکٹیٹ کر کے لکھوا کر ہم تک پہنچایا گیا)

پولیس کرائیم برانچ سے ہمیں ایک زیر اشاعت کتاب کا مسودہ پیش کیا گیا ہے ۔تمہارا نام دیکھکر اندازہ ہوا تم ایک خاتون ہوگی البتہ مجھے بتایا گیا تم کوئی خاتون نہیں بلکہ جوان مرد ہے۔ کام سے فتنہ پرور لگتے ہو، تم سیاست کیا جانو، تم کو کیسے معلوم ہوگا ہماری ساری زندگی کس سٹرگل میں گزری ہے۔ لگتا ہے کوئی تم کو ہمارے خلاف اکساتا ہے؛ ہم کو جانکاری ملی ہے تم بخشی غلام محمد کے پروردہ ہو، تم کیا جانو ۱۹ اگست کی سازش میں ہندو بنیاد پرست طاقتورں کے علاوہ کئی قدامت پرست عناصر کے شانہ بشانہ مفاد خصوصی رکھنے والے لوگ انتہائی سرگرم عمل رہے جنکی پشت پناہی بخشی غلام محمد اور اس کے دست پروردہ صلاح کاروں نے ۱۹۳۱ء کی اُس عظیم تحریک کو ہدف تضحیک بناڈالا جس تحریک کو خون جگر دے کر میں نے تقویت بخشی تھی ۔تم ابھی عمر میں چھوٹے ہو، لہذا تمہارے پاس زندگی کا تجربہ نہیں ہوگا۔ تم کو ہم تاریخ اور تحریک پڑھنے کا مشورہ دیتے ہیں۔

یہ خط میں تمہارے ہمسائے حبیب اللہ میر کے ہاتھ بھیج رہا ہوں اور تم کو ہدایت دے رہا ہوں، اس معاملے کے بارے میں سیکٹریٹ جا کر ہوم منسٹری کے سیکٹری صاحب سے ملو، اُن سے ہدایت لیکر اس پر عمل کرو، اپنے فتنہ انگیز ذہن کو صاف کرو، ابھی تم کو بہت کچھ دیکھنا ہے۔ اور آگے بڑھنا ہے۔

شیخ محمد عبداللہ

اِقبال بزمِ ادب بھدرواہ کا ترجمان

# رسالہ

# بزم

قابلِ احترام محترم و مکرم
شبنم قیوم کی خدمت میں
ہدیہ نذرانہ

طالب حسین رند
۱۷ مارچ ۲۰۰۸

ANNUAL URDU MAGAZINE OF IQBAL BAZM-E-AD
BHADERWAH - (Regd No 1271 - S) J&K STATE

۱۹۷۶ء

جناب شبنم قیوم!

تسلیمات:

امید ہے بہ عافیت ہوں گے۔ اور آزاد ماحول میں اپنی زندگی گزار رہے ہوں۔ پتہ چلا آپ ایک تاریخی دستاویز کی اشاعت پر موردالزام ٹھہرائے گئے ہیں۔ اوراس کی پاداش میں آپ کو کئی ماہ تک انڈرگراونڈ رہنا پڑا ہے۔ بہت پہلے ہمارے پریس منیجر کو ایک نوٹس ملی تھی۔ اس میں ہوم منسٹری کی طرف سے یہ ہدایت درج تھی کشمیر کے ایک قلمکار کی تاریخی کتاب ''یہ کس کا لہو ہے کون مرا'' قابل اعتراض مان کر اسے سرکار کے خلاف سازش قرار دیا گیا۔ لہٰذا اس کتاب کا مسودہ اشاعت کے دوران ضبط کرلیا گیا۔ مصنف کو اس کتاب کو دوبارہ شائع کرانے سے مناہی کی گئی ہے یہ مناہی مقامی اور غیر ریاستی پریس کے لئے بھی مقرر کی گئی ہے لہٰذا کوئی بھی پرنٹنگ پریس شبنم قیوم نامی رائٹر کی فتنہ انگیز تاریخی کتاب شائع کرنے سے احتراز کرے۔ دوسری

صورت میں سرکار اُس پریس کے خلاف ایکشن لینے کی مجاز ہوگی، جس میں اس کی دوبارہ اشاعت کا الزام لگ سکے۔

قیوم صاحب! تب سے لیکر اب تک دو اڑھائی سال عرصہ گزر گیا۔ اب معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا ہوگا۔ اگر آپ چاہیں گے تو ہم آپ کے اس مسودہ کو اپنے میگزین میں قسطہ وار شائع کریں گے۔ اگر آپ اسکے لئے راضی ہیں تو ہماری خدمات حاضر ہیں۔ جواب سے نوازیں۔ ہمارا میگزین آپ کے لئے وقف ہے۔ اپنی نگارشات ہمیں مرحمت فرمائیں۔ شکریہ!۔

جناب شبنم قیوم کے نام ۔
نہایت ہی عزت اور احترام کے ساتھ
ہدیہ نذرانہ ۔

# اکیسویں صدی میں اردو ادب

(2000 سے 2020 تک)

بتاریخ 7 مارچ 2022

مرتب

محمد ارشد کسانہ

ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی

T. F. 2716 49 MAKHMOOR SYEDI
TAHREEK MONTHLY
9, ANSARI MARKET DARYA GANJ.

مکرمی شبنم قیوم صاحب

آداب عرض!

بھوپال سے واپسی پر پتہ چلا آپ دہلی آئے تھے۔ غالباً اب کے پہلی بار ہماری آپس کی ملاقات نہ ہوسکی اس کا دکھ جتنا آپ کو ہوگا اتنا ہی مجھے بھی گزشتہ پانچ سال سے ہماری ایک دوسرے سے وابستگی کا یہ عالم ہے کہ ہم ملاقات کے لئے تشنہ رہتے ہیں۔ ویسے برصغیر کے ہندو پاک کے ادبی میگزین میں آپ کی نگارشات یعنی بحیثیت افسانہ نگار آپ سے ملاقات ہوتی رہتی ہے۔ آپ یقین کریں جس کسی ادبی میگزین میں آپ کی کہانی دیکھتا ہوں اس کو اپنے بریف کیس میں رکھ کر گھر جا کر پڑھ لیتا ہوں، آپ دفتر میں کہانی ''پانی کا دھواں'' چھوڑ گئے ہیں۔ اسے اشاعت کے لئے منتخب کیا گیا ہے انشا اللہ جلد یہ شائع ہوگی اب دہلی کب آنا ہوگا۔

پریم صاحب آداب کہتے ہیں۔

خیر اندیش

مخمور سعیدی

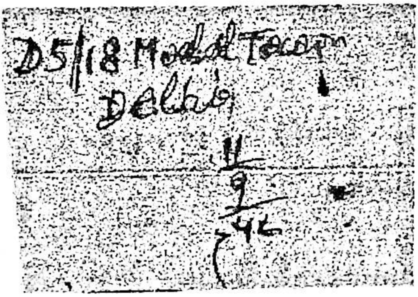


برادرعزیز ــــــــــــ سلام ودعائیں

تمہارے دونوں خط ایک ساتھ مل گئے۔ خدا کی مرضی میں کسی کو دخل نہیں ہے کیا کیا جائے، انسان ہر طرح کی کوشش کرتا ہے لیکن ہوتا وہی ہے جو خدا کو منظور ہو، میں دو ہفتے تک علیل رہا ہوں۔ اب کچھ افاقہ ہوا، میری مسز نگہت صاحبہ نے تمہیں میرے علالت کے بارے میں لکھا، غالباً وہ خط تم تک نہیں پہنچا ہوگا۔ لہذا تمہارا شکوہ اور شکایت بجا ہے۔ میری طبیت سدھر جائے گی تو تفصیل سے احوال لکھوں گا۔

تمہارے چھوٹے بھائی مجید میاں ہم سے ملے ہم نے انہیں اپنے فن اور ہنر کو سنوارنے کا مشورہ دیا ہم چاہتے ہیں وہ اپنے فن کو ترقی دے سکے۔ تمہارے دہلی آنے کا ارادہ ہو تو تمہارے لئے ہمارے در کھلے ہیں۔ تمہارے ان خطوط کے ساتھ سروری صاحب کا بھی خط آیا۔ انہیں بھی جواب لکھ رہا ہوں۔ اس دوران اگر وہ سرینگر واپس آئے ہوں گے تو ان تک میرا سلام ودعا پہنچا دینا میں انہیں حیدرآباد کے اڈریس پر خط بھیج رہا ہوں۔ اس دوران اگر تمہاری کوئی نئی تخلیق آئی ہو تو مجھے روانہ کردینا۔ میں اب خود کو لکھنے پڑھنے کے قابل محسوس کرتا ہوں۔ اللہ نگہبان

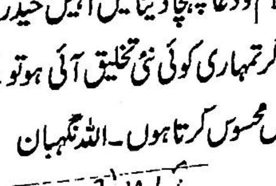

THE "SHAIR" (MONTHLY)
MAKTABA-QASRULADAB,
P.O. BOX NO. 4526,
BOMBAY-400008.

۲۳ جولائی ۸۱ء

محترمی شبنم قیوم صاحب۔ خلوص بیکراں

بمبئی واپس آکر میں ۔ سنبھل نہ سکا اور دوبارہ بیمار ہوگیا۔ اب کچھ دنوں سے بہتر ہوں اس بہتری کا پہلا فائدہ اٹھا کر آپ کو خط لکھ رہا ہوں تا کہ آپ محسوس نہ کریں بھلا میں آپ کو کیسے بھول سکتا ہوں ۔جن کی جگہ دل میں ہو وہ بھلائے نہیں جا سکتے ۔اس دوران آپ برابر یاد آتے رہے ہیں۔آپ جس خلوص سے میری عیادت کو آئے تھے وہ مجھے ہمیشہ یاد رہے گا ۔ یہی محبتیں ہیں جو میرے لئے زبردست کشش کی باعث بن گئی ہیں اور مجھے ایکبار پھر وادی کی طرف کھینچ رہی ہیں۔ سوچ رہا ہوں کیوں نہ اکتوبر میں دوبارہ اس طرف آؤں۔ آگے اللہ کی مرضی!

ہاں جیسا کہ میں نے سرینگر میں قیام کے دوران آپ سے تاکید کی اس کی یاد دہانی کراتے ہوئے بتا دیتا ہوں آپ جیسے کہنہ مشق قلمکاروں کو شاعر کے لئے بہت کچھ کرنا ہے۔

میں آپ کی کوششوں اور کامیابیوں کا منتظر ہوں

آپ نے مجھ سے بمبئی آنے کا وعدہ کیا ہے کب پورا ہوگا ۔ہم آپ کے چشم براہ ہیں امید ہے آپ سے بنا رشتہ مستقبل رہے گا۔ گاہے گاہے یاد کرلیا کیجئے۔ خط و کتاب جاری رکھئے۔ منتظر رہوں گا۔

# The Dimensions of Hajj:
## Significance & Performance

## Know the Country of Hajj
## History, Progress, & Expansion of Holy Mosques

هدية ... من ... أ.د. شيخ محمد اقبال مؤرخ الاسلام و السعودية ١٤/٨/٢٠١٦م

Dr. Sheikh Mohammad Iqbal

رابطة العالم الإسلامي
الأمانة العامة
مكة المكرمة

ادارة شؤون الموظفين

الى من يهمه الامر

ان الموضح صورته بعاليه المدعو / [illegible] وجنسيته باكستاني

ورقم جواز سفره [illegible] بتاريخ ١٤ / ١ / ١٩٩٢م

لغاية ١٢ / ١ / ١٩٩٧م بمهنة [illegible] تحت كفالة ( رابطة العالم الاسلامي )

نأمل تسهيل تنقله داخل مكة المكرمة فقط وذلك من الفترة من ٨ / ٨ / ١٤١٢هـ

الى ٢٢ / ٨ / ١٤١٢هـ حيث ان اقامته لازالت تحت الاجراء لدى ادارة الجوازات .

والله الموفق ،

ملاحظات :

وظيفة المسؤول [illegible]

الاسم [illegible]

توقيع

[illegible]

المرفقات

الرقم ........ التاريخ ........

رابطہ عالم اسلامی کی دعوت مکہ معظمہ کو روانگی سند

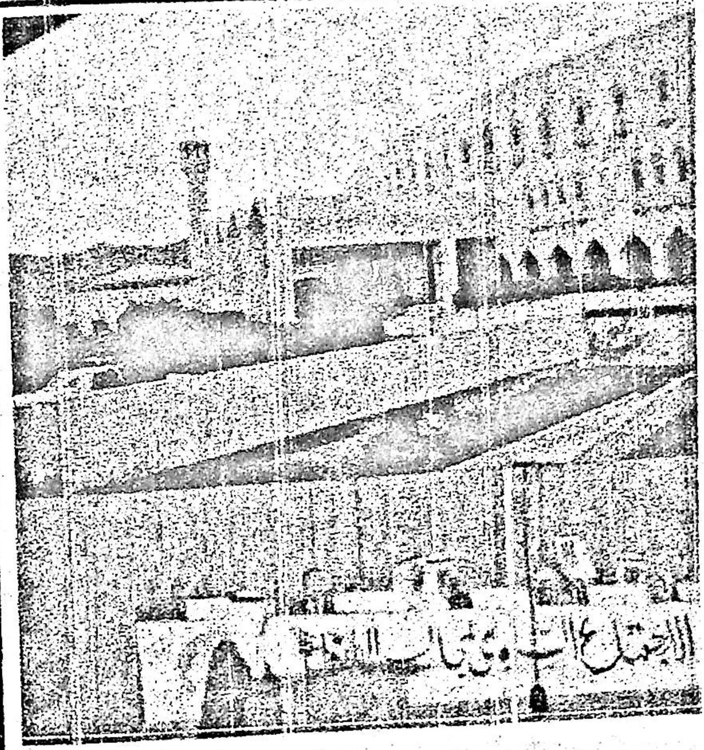

جدہ میں رابطہ عالم اسلامی کا ہیڈ آفس
ہیڈ آفس کے کنونشن ہال میں کانفرنس کا انعقاد

*Khawaja Abdul Samad Wani*

EDITOR

WEEKLY " KASHEER " MUZAFFARABAD / RAWALPINDI

RES : " WANI MANZIL "
F-620, SATELLITE TOWN
RAWALPINDI

Date 18.8.83

برادرم! قیوم صاحب

سلام مسنوں۔

آپ کا نوازش نامہ کل کی ڈاک میں موصول ہوا ہے یہ حالیہ دور میں کشمیر سے پاکستان آنے والا دوسرا خط ہے اس سے قبل بارہمولہ سے ایک عزیز دوست کا خط اگست کو ملا ہے میں اسلئے آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے یاد کیا

آپ کے ساتھ یہاں جو بھی وقت گزارا اس کی یادیں میرے دل میں ہمیشہ کے لئے تازہ رہیں گی میں آپ کے خلوص اور انداز محبت سے بے حد متاثر ہوں سچ تو یہ ہے کہ میرے دل میں آپ کا جو نقش ہے وہ مجھے یہ بتانے کے لئے مجبور کر رہا ہے میں نے آج تک آپ جیسا نڈر بیباک اور جرائت مند فرد نہیں دیکھا آپ نے کشمیر سے کشمیر واپس جا کر آپ نے اپنا قلمی جہاد جاری رکھا، اس پر میں آپ کی جرأت مندی کی داد دیتا ہوں۔ یقینا آپ کا یہ فیصلہ جرأت مندی اور نڈرتا کے حدود کو پار کر رہے ہیں سچ جانو تو مجھے یقین نہیں تھا آپ واپس وطن

جائینگے میرا خیال تھا دوسرے کشمیری حریت پسندوں کی طرح آپ بھی اب یہیں کے ہو کر رہیں گے۔

یہ الگ بات ہے کہ آپ کی کمی محسوس کی جارہی ہے آپ نے جو اپنے نقوش یہاں چھوڑے ہیں وہ بڑے کام آرہے ہیں آپ کا کام میرے ذمہ ہے انشااللہ میں عنقریب لاہور جا کر آپ کا کام کر کے رہوں گا آپ مطمئن رہیں میں نے اس بارے میں اپنے طور معلومات حاصل کر لی ہیں خدا کرے کہ آپ کی آرزو پوری ہو میں اس کے لئے پوری کوشش کروں گا آپ کے کام آنا ہمارے لئے ایک اعزاز ہے فکر نہ کریں۔

میرا مانئے آپ پاکستان بغرض سیاحت آنے کا پروگرام بنائیں ہم ویزا کا انتظام خود کریں گے۔ اپنے گھر والوں اور دوستوں کو سلام و دعا۔

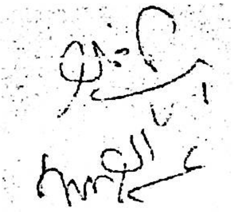

ایک سادہ لوح اور
معصومیت بھرے دل والے
میرے کشمیری دوست
شمیم قیوم ملک کے لئے۔
خلوص کے ساتھ!!
نثار راہی
۱۰ جون سنہ ۲۰۱۲ء

# رائفل

(افسانے)

نثار راہی

ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی

## سید شہاب الدین

۱۱ مئی ۱۹۸۵ء

قابل ستائیش محبی ----- ! قیوم صاحب:

اسلام علیکم:۔

امید ہے بہ عافیت ہوں گے۔

میرے ایک کرم فرما جی ایم شونٹھو صاحب نے مجھے کشمیر سے آپ کی تصنیف "یہ کس کا لہو ہے کون مرا؟" اس ہدایت کے ساتھ بھیجی ہے کہ میں اس کا ضرور مطالع کروں، میں نے اس کتاب کو کھولتے ہی جب دیکھا، یہ کتاب حاکمان وقت نے ضبط کرائی تھی اور اس کے مصنف کو انڈر گرونڈ جانا پڑا، تو ظاہر ہے اس کو اول سے آخر تک بڑھنے کی تحریک ملی، میں نے ساری مصروفیات منقطع کر کے اس کا مطالعہ کیا، اور اسے تین قسطوں میں پڑھ کر مکمل کر لیا۔ اس تاریخی ناول یعنی تاریخی دستاویز کے بارے میں شونٹھو صاحب کو الگ سے اور آپ کو الگ سے خط لکھ رہا ہوں۔ تفصیلات اگلے خط کے لئے محفوظ رکھکر آپ کی حقیقت بیانی، بیباکی اور جرأت مندی پر خلوص دل سے مبارک دیتا ہوں۔

سچ پوچھو تو آپ نے اس کتاب کا جو موضوع لیا ہے۔ یہ کشمیر اور شیخ محمد عبداللہ کے بارے میں میرے خیالات اور نظریات کی بھرپور

ترجمانی کر رہی ہے۔ ایک بات تو طے ہے آپ نے یعنی کشمیر کے صاحب قلم اصباب نے دیر سے اپنے قدآور لیڈر کو پہنچانا، جبکہ ہم ان کو تب سے پہچان گئے جب وہ نہرو کے ہاتھ بک گئے۔

جب انہوں نے نہرو کے ہاتھ پر بیعت کر کے اُن کی ہدایت پر اپنے چہرے پر داڑھی منڈھوائی، جب انہوں نے زن اور زر کے عوض مسلم کانفرنس کے ساتھ دغا کی اور پھر مسلم کانفرنس کے ساتھ مسلم اکابرین کی تذلیل کی۔ وقت نے ثابت کر دیا وہ جاہ پرست، دولت شہرت کے پجاری تھے۔ ان کی قائیدانہ صلاحتیں سب ضائع ہو گئی ہیں۔ عوام کو اس کا جو خمیازہ بھگتنا ہے۔ اب بس اسی کا انتظار ہے اپنا تاریخی اور تحریکی کام جاری رکھیں۔ میرے ساتھ رابطہ میں رہیں۔ اللہ حافظ۔

# جمِس تہٕ کٔشیرِ منٛز
# کاشرِ نعتیہ ادبک توارتخ
## (نعت گوئی ہندِس عالمی تنوظرس منٛز)

بسم اللہ الرحمان الرحیم

محترم شبنم عشائی صٲبس

بٔڈ ماگیہ تہٕ خلوص سان

گلشن مجید

تاریخ : ٦/٢٢/٢٠١٣

بعد آداب و تعظیم!

راقم اگر چہ غیر سند تعلیم یافتہ ہوں، خود کچھ لکھتا نہیں ہوں، البتہ پڑھتا بہت ہوں اب تک کشمیر سے متعلق کوئی بھی کتاب کسی بھی بک سٹال پر دیکھتا ہوں تو اس کو حاصل کر کے بڑے ذوق سے اس کا مطالعہ کرتا ہوں، یقین جانئے اس سے مجھے ذہنی سکون ملتا ہے۔ نیز، بعض اخبارات کا مطالعہ بھی معمول رہا ہے آپ یقین کریں، میں نے آپ کا تاریخی ناول "یہ کس کا لہو ہے کون مرا" دسویں بار پڑھا ہے۔ تاریخی اور تحریکی ناولوں میں اگر مجھے کسی نے بے حد متاثر کیا ہے تو وہ ایک نسیم حجازی اور دوسرے شبنم قیوم ہیں۔ اس پر اگر میں شبنم قیوم کو کشمیر کا نسیم حجازی مانوں۔ آپ کا کوئی اعزاض تو نہیں ہوگا۔ اس بارے میں کیا آپ مجھے اپنی رائے سے مطلع کریں گے۔ نیز: میں آپ سے ذاتی طور مل کر آپ کے نیاز حاصل کرنے کا خواشمند ہوں۔ کیا میری اس خواہش کی تکمیل ہو سکے گی۔ مجھے آپ کے جواب کا انتظار رہے گا۔ میں نے جوابی خط اپنے نام اور ایڈریس کے ساتھ شامل رکھا ہے تا کہ آپ جناب کی طرف سے جواب آنے میں دیری نہ ہو جائے۔ میرے لایق کوئی بھی حکم ہو خوشی سے بجالاؤں گا۔ جی چاہتا ہے آپ کو اپنے گھر کا چند روز کے لئے مہمان بناؤں کیا آپ مجھے میزبان بننے کا شرف بخش سکیں گے۔ جوابی خط میں اس کے بارے میں ضرور لکھنا تا کہ ہم ابھی سے چشمہ براہ رہ سکیں۔ اللہ حافظ

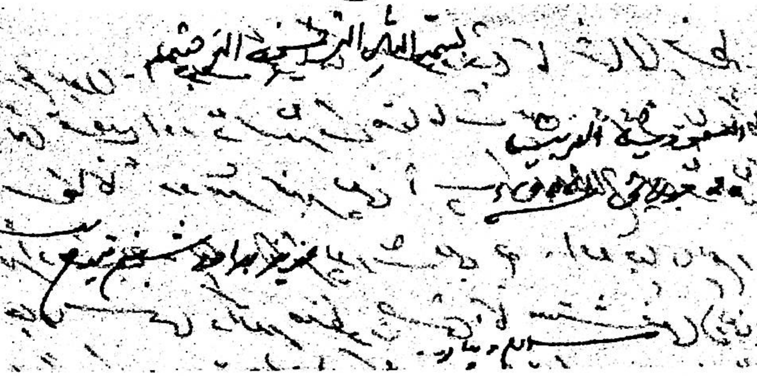
بسم اللہ الرحمن الرحیم

امید ہے بہ عافیت ہوں گے۔ یہاں پہنچتے ہی مختلف اطراف سے میری شریک حیات کی حج کے دوران راستے میں اُن کی رحلت پہ تعزیت کے پیغام ملے، کچھ حضرات نے فون پر تعزیت کی اور بعض حضرات خود آکر تعزیت پرسی میں شامل ہو گئے، لگتا ہے میری مریم کی موت کی خبر یہاں بھی جنگل کے آگ کی طرح پھیل گئی تھی، یہاں میرے بڑے بیٹے ڈاکٹر منظور دومتہ الجندل کے جس ہسپتال میں ملازم ہیں۔اس ہسپتال کا عملہ بھی میری یہاں آمد پر تعزیت پرسی کی تقریب میں شامل ہو گئے۔ نیز جتنے ہمدرد دوست جاننے پہچاننے والے ڈاکٹر منظور حسین کے ہیں۔میری آمد پر یہاں مجھ سے ملاقی ہوئے، ان میں اکثریت پاکستانیوں کی ہے۔البتہ کچھ تو ہندوستان اور بنگلہ دیش سے تعلق رکھتے ہیں۔ میری ان سے یکے بعد دیگرے ملاقات ہوئی! الغرض ڈاکٹر انجینئر اور دوسرے پیشوں سے تعلق رکھنے والے ان سب کا ڈاکٹر منظور حسین کے ساتھ لیزان ہے۔ یہ سب ایک دوسرے سے اسقدر گھل مل گئے ہیں جیسے ایک ہی پریوار کے ہوں، یہاں سعودیہ میں

ٹیلی فون کی سہولیات اس حد تک میسر ہے جیسے سرینگر میں ڈلگیٹ سے راج باغ تک رابطہ قائیم کرنا ہے، یہاں اکثریت کے پاس اپنی ذاتی کاریں ہیں۔ اسلئے پچاس سے سو میل تک روزانہ سفر کرنا معمولات میں شامل ہے پٹرول نہایت ہی سستا اور جگہ جگہ دستیاب ہے، آجکل جولائی کا مہینہ ہے۔ اور گرمی کی ہُن برس رہی ہے۔ سڑکوں کو دن بھر پیدل چلنے والے دور دور تک نظر نہیں آرہے ہیں۔

یہ علاقہ دومتہ الجندل کہلاتا ہے یہاں دفتروں میں گھروں میں جو بھی رہتے ہیں دن بھر اَیر کنڈیشن میں بیٹھ کر دن گزارتے ہیں۔ شام ہوتے ہی چہل پہل شروع ہوجاتی ہے ایک طرح سے رات گئے تک رونق بڑھ جاتی ہے۔ لوگ سیر سپاٹے اور خرید فروخت کو نکلتے ہیں۔ میرا یہ حال ہے کہ سب اجاڑ اجاڑ نظر آتا ہے۔ میری مریم مجھے چوراہے پر چھوڑ کر چلی گئی وہ خود موت کے اندھیروں میں گم ہوگئی ہے۔ اور مجھے اُن کی راہیں تکنے پر رکھا گیا ہے میں جب اپنی زندگی کے دریچوں سے جھانک کر دیکھتا ہوں تو نگاہوں کے سامنے

گہری کھائی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا، میں محسوس کرتا ہوں، سرینگر واپس جا کر مجھے مریم کی عدم موجودگی بچھو بن کر مجھے ڈس لیگی۔ مریم کے مصرف میں آنے والی چیزیں، ان کا لباس، سونے کا بیڈ۔ اُف! یہ سب مجھے کاٹ کھانے کو آئیں گے اب مذید کچھ لکھنے سے قاصر ہوں۔ بہتر ہے کہ یہیں پر خدا حافظ کہدوں!

البتہ اتنا ضرور بتاتا چلوں، سرینگر میں قیام کے دوران ہمارا آپس میں گھریلو تعلقات رہے۔ ہمارا آپس میں تخلیقی رشتہ رہا۔ ہم

ایک دوسرے کی تخلیقات سے استفادہ لیتے تھے۔لیکن میں نے آپ کی تاریخی ناول ''یہ کس کا لہو ہے کون مرا؟'' پڑھنے میں ذرا بھی دلچسپی نہیں لی، یہ جان کر بھی کہ اس ناول نے آپ کو شہرت کی بلندی تک پہنچایا، میرا خیال تھا یہ شہرت وادی کشمیر تک محدود ہے۔لیکن یہاں سعودیہ میں جس کسی کشمیری سے میری ملاقات ہوئی، اس نے شبنم قیوم کے بارے میں پوچھا ''یہ کس کا لہو ہے کون مرا؟'' کو ان احباب نے بھی پڑھی ہے جن کو ادب اور شاعری سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ یہ جانکاری ملنے کے بعد کہ شبنم قیوم سے میری جانکاری ہے اور ہمارا آپس میں گہرا تعلق اور میل جول ہے۔میرا ے پاس آکر شبنم قیوم کے بارے میں معلومات حاصل کرنے لگے۔ ہم سے آپ کا بائیوڈاٹا معلوم کرنے لگے۔

یہ صورت حال یہاں دیکھ کر میں نے فیصلہ کرلیا، جب واپس گھر جانے کا فیصلہ روبہ عمل آئے گا۔میں آپ کا یہ تاریخی ناول ضرور پڑھوں گا۔میری طرف سے آپ کو بہت بہت مبارک

آپ کا بھائی

سجود سیلانی

معرفت دکتور منظور حُسین مُستشفیٰ دومتہ الجندل السعو یہ العربیہ۔

یادِ ماضی عذاب ہے یا رب
چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

# کنٹرول لائن کے اُس پار کی یادیں

بطور تحفہ نامور قلمکار
نذیر بیدار اور جذباتی منش
تخلیق کار [illegible]
حقیقت نگار
محترم و مکرم شبیر [illegible]
کے نام عقیدت و احترام کے ساتھ
امیر محمد شمسی

از
امیر محمد شمسی

ناشر
مکتبۃ الہدیٰ
مسجد الہدیٰ مدینہ کالونی راجوری جموں و کشمیر

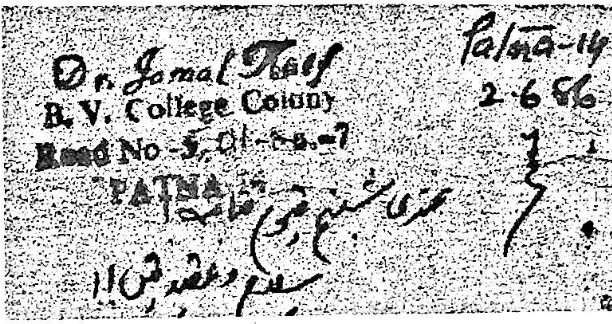
R. V. College Colony
PATNA
Patna-14
2.6.86
محترمہ شبنم قیوم صاحبہ

پہلی بار تحریری یادفرمائی کی جرأت کر رہا ہوں۔ معاف کریں گے میں ۱۴ جون ۱۹۸۶ء کو سرینگر دوردرشن اور ریڈیو کشمیر کے ایک شعری نشست میں شرکت کی غرض سے اور خاص کر کشمیر میں اردو کی موجودہ پیش رفت کا تخلیقی جائیز لینے آرہا ہوں۔آپ سے ضرور ملاقات کی خواہش ہے کیونکہ کشمیر جاکر شبنم قیوم جیسے کہنہ مشق فنکار اور ناموراد یب سے ملاقات میرے لئے باعث مسرت ہوگا۔ برصغیر کے ناموراد بی رسالوں میں آپ کی نگارشات دل کو چھولیتی ہیں۔آپ ادب میں حقایق پسندی کے قائیل ہیں۔ہاں حقایق کے اظہار میں فن کا دامن باندھ کر رکھتے ہیں۔ کشمیر جاکرآپ کے نیاز حاصل کرنا ایک اعزاز ہوگا۔البتہ سرینگر میں اپنے برادنسبتی کے ہاں میرا قیام رہے گا۔ مجھے یقین ہے آپ سرینگر کے پتہ پر جواب سے نوازیں گے تا کہ آپ سے ملاقات کرسکوں۔آپ کے توسط سے کشمیر کے علمی وادبی حلقوں سے تبادلہ خیال کرنے کا موقعہ ملے گا۔توقع ہے آپ بھر پور تعاون دیں گے۔

اس کو میں اتفاق کہوں یا کچھ اور جس وقت میں آپ کی خدمت میں یہ خط لکھ رہا ہوں آکاش وانی بمبئی سے ہوا محل پروگرام سن رہا ہوں اور پندرہ سے بیس منٹ کی مزاحیہ جھلکی سے لطف اندوز ہو رہا ہوں۔

آج اس وقت ہوا محل سے شبنم قیوم کے ساتھ ان کی مزاحیہ جھلکی ''ڈاکٹر جراثیم'' اناؤنس ہوا تو میرا تجسس بڑھ گیا۔ سچ پوچھئے میں بڑا محظوظ ہوا، میں آپ کے فن کا معترف ہوا طنز و مزاح کے فن میں آپ کو ید طولے حاصل ہے۔ آپ بڑے جینیس ہیں میری طرف سے مبارکباد۔ باقی باتیں آمنے سامنے۔

آئینے کے سامنے جاؤں گا پھر بے خوف سے
حوصلہ ہے دل میں تو پہلے سچ کو کچھ کہنے دو

آپ کا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تنقیدی و تحقیقی مقالات: ۶

# بے رنگ

۲۸
۷
۲۰۱۰ء

سید رسول پونپر

KHOSAR BHIKANPUR-3
BHAGALPUR-812001[BIHAR ]
MOB:09430966156

محبی ومکرمی!

شبنم قیوم........سلامت رہو!

اسے ہم اتفاق کہیں یا کچھ اور کہیں۔اس وقت جبکہ میں اپنے گھر کے ریڈنگ روم میں ''ماہنامہ شاعر'' بمبئی میں آپ کا افسانہ پڑھ کر آپ کو دل ہی دل میں یاد کر رہا تھا۔آپ کے فن کا قائیل ہو کر داد دے رہا تھا۔اور ارادہ کر رہا تھا میں آپ کو اپنے تاثرات کا خط لکھوں گا۔اسی دوران ڈاکیہ ڈاک لاکر چھوڑ گیا۔اس میں آپ کی طرف سے میرے نام کا خط میرے لئے باعث افتخار بنا، یاد آوری کا شکریہ!

یہ جان کر بڑی مسرت ہوئی آپ کی ادارت میں ,کینواس، نام سے ادبی رسالہ منظر عام پر آ رہا ہے۔آپ کی فرمائیش پر میرا قلمی تعاون شامل رہے گا۔ظاہر ہے آپ کی ادارت میں شائع ہونے والا ادبی رسالہ یقیناً منفرد اور معیاری ہوگا۔میں چند روز کے اندر اپنا تازہ کلام بھیج رہا ہوں۔میرے لئے کوئی بھی حکم ہو، میں حاضر۔اللہ حافظ

خیر اندیش

مناظر عاشق ہرگانوی

ماہنامہ کتاب لکھنؤ

برادر محترم شبنم قیوم

آداب!

یہ خط آپ کو سخت ندامت کے احساس کے ساتھ لکھ رہا ہوں آپ کے پچھلے خط کا جواب نہ دے سکا امید ہے آپ ہمیں معاف کریں گے۔آپ کا روٹھنا یقیناً بار گراں ہے۔آپ کا مضمون ''شام وسحر کے درمیان'' اس مضمون کے ساتھ ''ایک رات کی کہانی'' بھی چھاپ رہے ہیں۔''ایک رات کی کہانی'' ہم شکریہ کے ساتھ شائع کریں گے۔آپ سے ہم نے خوبصورت وادی کے بارے میں لکھنے کی فہمائیش کی تھی اس کی طرف توجہ دیں آپ کشمیر کے حسن سرینگر کے پر رونق بازاروں کے ساتھ کشمیر کی روح کے ساتھ انصاف کریں گے یہ یقین ہے۔ ضروری ہے کہ آپ خط ملتے ہی جو یہ مضمون لکھ کر بھیجیں وہ آپ کے شایان شان ہو۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔

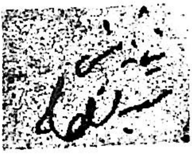

JAMAL KAIF
B.V College Central
PATNA . BIHAR

برادر شبنم قیوم صاحب!

خلوص بیکراں!

امید ہے آپ بہ خیر و عافیت ہوں گے میں ٦ جولائی ٨٦ء کو غیر و عافیت پٹنہ لوٹ چکا ہوں۔ آپ میرے بنگلہ پر آئے اور بغیر چائے نوش کئے لوٹ گئے یہ بات تکلیف دہ ضرور ہے۔ بحر حال میرے سامنے ماہنامہ "نیا دور" ادبی رسالہ ہے یہ لکھنو سے شائع ہو رہا ہے۔ ماہنامہ کا یہ شمارہ آزادی نمبر ٨٥ کا ہے اسمیں ایک مکالہ ہے۔ شبنم قیوم زندگی اور فن کے عنوان سے شامل ہے۔ پتہ نہیں آپ کو یہ ماہنامہ ملا کہ نہیں۔ مجھے مطلع کریں میں اسے آپ کی خدمت میں پوسٹ سے بھیج دوں گا۔ اس شمارے میں میری نظم "ہم آہنگی" بھی شامل ہے۔ یہ فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے موضوع پر لکھی گئی ہے۔

میں مزید یہ بتانا چاہوں گا۔ کشمیر کا یہ سفر میرے لئے یادگار رہے گا۔ کیونکہ آپ احباب سے ملاقات کا شرف ملا، زندگی نے ساتھ دیا تو پھر ضرور سرینگر آؤں گا۔ ادھر آپ کی تخلیقات کن کن رسائیل میں آرہی ہے لکھئے گا۔ میں نے کلچرل اکیڈیمی کے شیرازہ کو چند تخلیقات رسال کی ہیں اندرابی صاحب سے ملاقات ہو تو ذکر کر دیجئے۔ سرینگر میں شائع ہونے والے رسائیل کا نام و پتہ فراہم کریں جن میں ادبی گوشہ ہو، حالات معتدل ہیں۔ جاننے اور پوچھنے والوں تک میرا اسلام پہنچا دیں۔ اور بس!

مخلص

جمال کیف

صاحبِ قلم محترمہ
شبنم قیوم کی نذر
ہم خیال

غلام نبی خیالؔ

# خیال قلم

(مُصوّر)

باہتمام

میزان پبلشرس

سرینگر۔ کشمیر

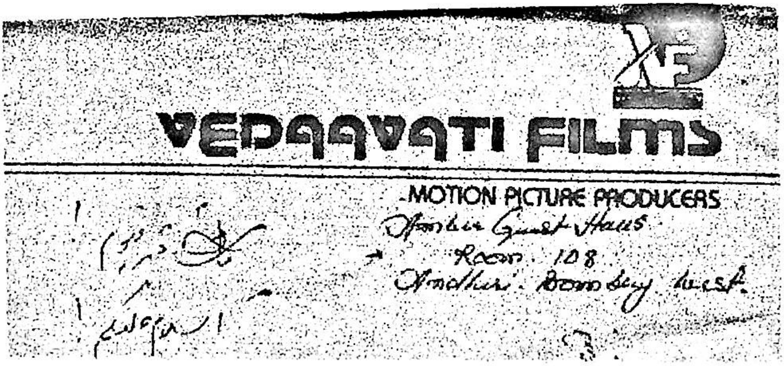
VEDAAVATI FILMS

MOTION PICTURE PRODUCERS

Ambia Guest House
Room 108
Andheri Bombay West

میں کس منہ سے اور کس طرح معذرت کروں، سمجھ میں نہیں آرہا ہے جتنا خلوص جتنا پیار میرے دل میں تمہارے تئیں تھا اس سے کہیں زیادہ تم لوگوں سے مجھے سرینگر میں ملا، میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا پورا گھرانا آنکھیں بچھا دیگا۔ البتہ میں انتہائی مصروفیات میں آپ کے کھانے کی دعوت پر حاضر نہ ہو سکا۔ یہ بات آج تک دل میں کھٹکتی ہے۔ اللہ مجھے معاف کریں۔

میں نے آپ کی شکایت بذریعہ فون SK.Kadir تک پہنچا دی انہوں نے بتایا شبنم قیوم کی فلم ''ایک زخم اور سہی'' لگ بھگ تیار ہے اور آخری مرحلے میں ہے البتہ سری دیوی کی مذید تین فلموں میں مصروفیت کے سبب فلم کا کچھ کام رکا پڑا ہے اس فلم میں سری دیوی کے ساتھ انیل کپور مین کریکٹر کا رول ادا کر رہا ہے وہ بھی سری دیوی پر تاریخ پہ تاریخ لینے پر ناراض ہے یاد رہے انیل کپور اور سری دیوی نے پہلے بھی شبنم قیوم کی آرٹ فلم ''پانی کی چٹان'' میں مین کریکٹر کا رول ادا کیا ہے۔ قادر صاحب کا کہنا ہے جب فلم فائنل ہو گی تو وہ آپ کو بلائیں گے۔ اُن کی طرف سے آپ اطمنان رکھیں آپ تو جانتے ہیں میرا ابھی

اُن سے لگ بھگ ایسا ہی معاملہ ہے انہوں نے مجھے ۹ جون کو تار بھیجا اس میں مجھے ایک فلم ’’سب دولت کے دیوانے‘‘ کے ڈائیلاگ لکھنے کی آفر دی ہے اور اس فلم کی کاسٹ کے بارے میں بتایا اس میں گوبندا نیلم قادر خان شکتی کپور مظہر خان ڈینی اور اسرانی شامل ہیں۔

میں کل پنجاب میل سے بھوپال جا رہا ہوں وہاں سے چند روز کے بعد بمبئی کا رخ کروں گا۔ بمبئی پہنچ کر آپ کو حالات سے آگاہ کروں گا۔ اپنی صحت کا خیال رکھیں۔

میرے لئے کوئی حکم ہو تو بجا لاؤں گا۔ میری طرف سے آپ کو اور فیملی کو دعا و سلام۔

مخلص

19.9.87

بشرفِ قبول

عزت مآب جناب گرامی

مُدیر ہفتہ روزہ قومی وقار سرینگر

مکرم شبنم قیوم صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

# اوراقِ پریشان

احقر

غلام رسول پانڈے (ڈاکٹر)

ہندوارہ

مورخہ ۲۰/۱۲/۲۰۲۲ء

غلام رسول پانڈے ہندوارہ

ادیب کامل (علی گڑھ)

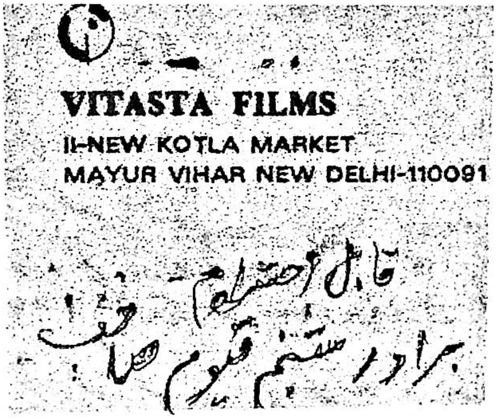


آداب!

آپ کی چٹھی ملی، مسرت ہوئی آپ سلامت ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں اپنے ان بھائیوں سے نہیں مل پاتا ہوں اور نہ ہی خط کا جواب وقت پر دے سکتا ہوں، میری مصروفیت کا یہ عالم کہ صبح سویرے ۵ بجے گھر سے نکلتا ہوں، دن بھر اسٹیڈیوں میں اس قدر مصروف رہتا ہوں! کسی طرح رات کے ۹ ساڑھے ۹ بجے گھر کی طرف روانہ ہوتا ہوں یہاں بیوی بچے انتظار میں ہوتے ہیں۔ رات کا کھانا کھانے کے دوران گھر کی ذمہ داریوں کا سبق سنکر خود کو اس بات پر موردالزام ٹھہراتا ہوں کہ میں نے گھر بار کا سارا بھار بیوی پر ڈالا ہے اس پر بچوں کی پرورش اور پڑھائی، یہ سارا کام وہ خود کر لیتی ہے۔

میری جیون ساتھی نے مجھے زیر بار احسان کیا ہے۔

اب آپ کو پتہ چلا ہوگا۔ وقت پر خط کا جواب نہ دینے کا بڑا کارن کیا ہے، آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے۔ آپ کی کہانی ''پانی کی

چٹان'' پر فلم لگ بھگ تیار ہے۔ آپ کی دوسری کہانی ''جہاں انسان دفن ہے'' پاس ہوئی ہے۔ اور اسے سکرین پلے کے لئے بھیجد یا گیا ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے اس کو ۱۵ نومبر کے بعد شوٹنگ کے لئے بھیجا جائے گا۔ میں آپ کو وقت وقت پر اس کے بارے میں مطلع کروں گا۔ مجھے بتایا گیا۔

سکرین پلے آنے کے بعد قیوم صاحب کو بلایا جائے گا تا کہ اگریمینٹ مکمل کیا جا سکے۔ یہاں کاسٹنگ کمیٹی کے مٹنگ ہر دو ماہ کے بعد ہوتی ہے۔ غالباً اس میٹنگ کے بعد آپ کو یہاں بلایا جائے گا۔ آپ نے جواب کے لئے جو خالی لفافہ بھیجا ہے یہ میرے لئے چیت ہے البتہ میں اسے اپنے پاس تحفہ جان کر رکھوں گا۔

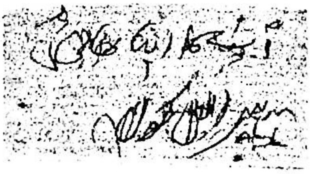

”ایک ایسی سبق آموز و بصیرت افروز خود نوشت سوانح حیات
کہ جس کا ترجمہ دُنیا کی ہر ایک زبان میں کیا جانا چاہیے“

(علیم صبا نویدی، مدراس)

# خارستان کا مسافر

(خود نوشت سوانح حیات)

ڈاکٹر مشتاق احمد وانی

سابق صدر شعبۂ اُردو بابا غلام شاہ بادشاہ یونیورسٹی راجوری (جموں و کشمیر)

ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی۶

جناب شبنم قیوم صاحب

خوش رہو، سلامت رہو

آپ نے حالِ ہند کے لئے جو مراسلہ بھیجا ہے۔ اس کو میں نے غور سے پڑھا اسلئے کہ آپ کے قلم سے جو تاریخی اور سیاسی مراسلے نکلتے ہیں وہ کنٹروسی پیدا کرتے ہیں۔ مجھے ذاتی طور پر اس کا افسوس ہے کہ میں آپ کا تاریخی اور سیاسی ناول جو ضبط ہو چکا ہے پڑھ نہ سکا، آپ کی اس کتاب کو سرکار نے ضبط کر لیا ہے اور اس سرکار کا میں ایک اہم حصہ ہوں۔ ظاہر اس زیادتی کا الزام مجھ پر بھی لگ سکتا ہے۔ آپ نے اپنے مراسلے میں جو نکتے ابھارے ہیں۔ ان میں میرا یہ بھی اضافہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے ملک نے گزشتہ ۳۸ برسوں میں جو ترقی کی ہے وہ اپنی جگہ البتہ سماجی برابری سیاسی ناانصافی اقتصادی ترقی اور خوش حالی قومی یکجہتی کی منزلیں بہت دور ہیں اور مسافت انتہائی مشکل اور دشوار گزرا ہے۔ ملک کی نصف آبادی آج بھی غربت کی لائین سے نیچے ہیں۔ سیاسی بے انصافی اور اقتصادی وسماجی نابرابری اب تک دور نہ ہو سکی ہے۔

مرکز اور ریاستوں کی اندرونی کشمکش زور پکڑتی جارہی ہے۔مالی ذرائع کی تقسیم ایک موضوع بنی ہوئی ہے سب سے بڑا اور اہم مسلہ یہ ہے کہ آج بھی مذہب کی آڑ میں ہندوستانی آئین کے سیکولر کردار کے لئے نقصان دہ ثابت ہورہی ہے۔ان حالات میں ضرورت اس بات کی ہے کہ اس بنیادی دستاویز کا ایک تفصیلی جائزہ لیا جائے۔بحرحال آپ کا مراسلہ حال بند کے اگلے شمارے میں شائع ہوگا۔ہماری طرف سے یہی ارشاد ہے۔زور قلم اور زیادہ۔

جناب شبنم قیوم کے نام
ادب و احترام کے ساتھ
مسرت آرا
05-03-2022

# گنبد کی تلاش

(افسانے)

مسرت آرا

ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی

# اردو دنیا

محب مکرم ------ شبنم قیوم

تسلیمات!

امید ہے بہ عافیت ہوں گے۔

اردو کے ایک ادبی میگزین میں ''شبنم قیوم اور ان کا فن'' کے عنوان سے ایک تحقیقی مقالہ پر نظر پڑی تو یہ گمان ہوا آپ ایک خاتون ہیں۔ البتہ پورا مقالہ پڑھکر یہ گمان دور ہوا، ماشاللہ: آپ ایک جوان مرد ہیں اور خوب لکھتے ہیں بقول مقالہ نگار آپ بیک وقت ناول نگار افسانہ نگار ڈرامہ نگار اور کیا کیا نگار ہیں۔ ذوق قلم اور زیادہ البتہ آپ جیسا قلمکار فکشن نگار اردو دنیا سے الگ کیوں ہیں۔ ہماری محفل میں شریک ہوجائیں گے تو ہمیں بڑی مسرت ہوگی۔

پہلی فرصت میں ادبی دنیا کے لئے اپنی تازہ نگارشات بھیجدیں، جواب کا انتظار رہے گا۔

(ڈاکٹر خواجہ محمد اکرام الدین)

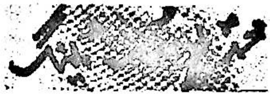

مقامی وقت رات ساڑھے دس بجے

مقام تاشقند دن دوشنبہ

اپنے عزیز بھائی، عزیز دوست اور دردمند ساتھی

شبنم قیوم

سلامت رہو،

سویت روس کے دورے کے دوران میں نے اب تک آپ کے نام چار خط روانہ کئے ہیں ان میں اپنے دورے کی پوری تفصیل تحریر کردی، اور بتایا میری زندگی میں سویت روس کا دس روزہ دورہ ایک یادگار دورہ ہے۔ آج دن کو ہم تاشقند کو دیکھنے نکلے، میرے سویت روس کے گائیڈ نے مجھے تاشقند میں اہم مقامات کی سیر کرائی، اس سیر سپاٹے کے دوران مجھے ایک تھیٹر کلب دکھانے کو لیا گیا۔ یہاں اس وقت ایک سٹیج شو ہو رہا تھا۔ یہ روسی زبان میں تھا۔ جب مجھے اس کا بوچر دیا گیا تو میں چونکے بغیر نہیں رہ سکا۔ ڈرامہ کا نام "جہاں انسان دفن ہے" اور رائیٹر کا نام کشمیر کے نامور ادیب شبنم قیوم۔ ظاہر ہے میرا چونکنا واجب تھا۔ دل خوشیوں سے لبریز ہوا، بیرون دنیا میں آپ اس قدر شہرت یافتہ ہے اس کا پتہ مجھے سویت یونین میں پتہ چلا، اور یہ بھی معلوم ہوا، آپ کے کئی افسانے یہاں روسی زبان میں شائع ہو

چکے ہیں۔ میری طرف سے دلی مبارکباد قبول کریں دن بھر کے سیر سپاٹے کے بعد گیسٹ ہاؤس میں آکر اور ڈنر کے بعد آرام کرنے بیڈ پر آکر آپ کی شبیہہ میری آنکھوں سامنے آگئی۔ مجھے وہ دن اور وقت یاد آگیا۔ جب میں آپ کو صرف ایک ادیب کے صرف نام سے جانتا تھا۔ ہمارا آپس میں کوئی علیک سلیک نہیں تھا۔ بحیثیت سیکرٹری کلچرل اکیڈیمی، آپ کا ماموں جان صوفی غلام محمد مدیر و مالک روزنامہ سرینگر ٹائمز اپنے اخبار میں میری کردار کشی کر رہا تھا۔ اصل میں وہ مجھے بلیک میل کر رہا تھا۔ البتہ میں اُن کے جھانسے میں نہ آسکا، اس پر جب ایک اور مقامی اخبار میں، میں نے آپ کا آرٹیکل ''خدا واسطے کا بیر!'' پڑھا تو میری باچھیں کھل گئیں،، آپ تھے جنہوں نے رشتے میں اپنے ماموں پر میری کردار کشی پر زبردست جھاڑ پلائی تھی آپ نے بحیثیت ایک قلمکار کے اپنی حق ادائیگی میں مجھے زیر بار احسان کیا۔ مدتوں میرے اوپر الزام تراشی کے تیر برسے تھے اور ان تیروں سے مجھ پر جو زخم لگے تھے۔ آپ کا آرٹیکل میرے ان زخموں پر مرہم کا کام کر گیا میرے دل میں آپ کی قدر و منزلت اس قدر بڑھ گئی کہ اگلے روز میں نے آپ کی رہائیش گاہ پر آکر آپ کو گلے لگایا، آپ کے گھر آکر آپ کی فیملی کے سامنے آپ کو گلے لگانا اور آپ کا احسان قبول کرنا، سب کیلئے حیران کن تھا۔ خود آپ کو بھی غالباً یوسف ٹینگ میرا احسان مان کر احسان جتانے میرے گھر آئیں گے گمان میں بھی نہ تھا۔ اس کے بعد ہمارا آپس کا میل میلاب اس قدر بڑھ گیا کہ ہماری آپس کی قربت دیکھ کر دوسرے حیران ہوتے رہے ہماری اس قربت سے ہمارے

گھریلو تعلقات بڑھ گئے ۔ ہمارا ایک دوسرے کے ہاں آنا جانا معمول بن گیا۔ آج اس وقت وہ سارے حالات واقعات میری آنکھوں کے سامنے گھوم گئے۔ آج میرے لئے بیرون دنیا میں آپ کا نام اور کلام باعث مسرت بن گیا۔

اس دورے سے واپس آ کر میں آپ کی قلم کو اجاگر کروں گا۔ اور ادب کی دنیا میں وہ مقام دلاؤں گا جس کے آپ مستحق ہیں ۔ میری طرف سے بھابی کو سلام، بچوں کو پیار۔

تمہارا اپنا

محمد یوسف ٹینگ

نوٹ: بحیثیت سیکرٹری کلچرل اکیڈیمی محمد یوسف ٹینگ نے سویت یونین کے دورے کے دوران میرے نام ٦ خط اور وہ بھی تفصیل کے ساتھ بھیجے، یہ سارے خطوط میرے پاس محفوظ تھے۔ کلچرل اکیڈیمی سے ریٹائرمنٹ کے بعد جب اس ادارے سے ''شیرازہ اردو'' کی طرف سے ''محمد یوسف ٹینگ نمبر'' شائع کرانا مطلوب تھا ہم سے یہ ٦ خط لیکر خصوصی نمبر میں شائع کرانے کیلئے گئے۔ البتہ محمد اشرف ٹاک کی غفلت شعاری نے انہیں ضایع کیا۔

## گل منظر نیک خواہشات کے ساتھ

مورخہ ۷ اگست ۱۹۸۸ء

عزیزی قیوم صاحب!

سلامت رہو،

"گل منظر" کا تازہ شمارہ آپ کی خدمت میں ڈاک سے بھیجا گیا تھا اس امید کے ساتھ کہ آپ اس پرچے کو لیکر آپ یادآوری کے لئے ہمارا شکریہ کریں گے اس پرچے کے بارے میں اپنے تاثرات مرحمت فرمائینگے آپ کی خاموشی کا ہم کیا مطلب لیں۔

بحر حال ہمارے اس ادبی اور معلومات پرچے کے لئے اپنی نگارشات سے ہمیں نوازیں۔ اگر کشمیر کے پس منظر میں آپ کی ۔۔۔۔نگارشات ہوں تو ہم اپنے پرچے کو ان نگارشات سے رونق بخشیں گے۔ جواب کا انتظار رہے گا۔ اللہ حافظ

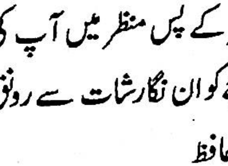

R. N. I. No. 47852 / 88
I. R. / KR. City No. 824/88

59

Editor / Owner
Nafis Bano

۱۲ اپریل ۱۹۹۲ء

محترم،
جناب شبنم قیوم صاحب،،
کاشانہ ادب
بوچھوارہ ڈلگیٹ سرینگر کشمیر۔

متاع لوح و قلم چھن گئی تو کیا غم ہے
کہ خونِ دل میں ڈبولی ہیں انگلیاں میں نے

شبنم قیوم بھائی، تسلیمات۔

آپکی ترتیب دی ہوئی کتاب ''کشمیر میں خواتین کی بے حُرمتی'' مجھے بذریعہ ڈاک ملی۔ اس نوازش کا بہت بہت شکریہ، میں بھی ایک عورت ہوں، صحافی ہوں، یہ الگ بات ہے خواتین چاہے کسی فرقہ، مذہب یا ذات برادری سے تعلق رکھتی ہوں اُن پر جب بھی کہیں بہیمانہ مظالم ڈھائے جاتے ہیں میرا دل تڑپ اُٹھتا ہے۔

''کشمیر میں خواتین کی بے حرمتی''...... کتاب میں مظلوموں کا

قتل وخون اور خواتین کی بے حُرمتی اُنکے ساتھ زِنا بالجبر کے المناک واقعات پڑھ کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور خون کے آنسو رُو رہی ہوں، مطالعہ کے بعد سے ایک عجیب سے کرب میں ڈوب کر رہ گئی ہوں۔

ٹکراؤں آسماں سے جو حالات ساتھ دیں
اتنی سکت تو اب بھی میرے بال و پر میں ہے

''کشمیر میں خواتین کی بے حُرمتی''........آپکی یہ کتاب وزیر اعظم ہند آنریبل نرسہاراؤ جی کی خدمت میں اپنے ایک تفصیلی خط کیساتھ انشاء اللہ جلد ہی ارسال کر رہی ہوں تا کہ کشمیری عوام کی خواہشات کیساتھ ہماری مرکزی حکومت کشمیر کے موجودہ مسائل کا حل تلاش کر سکے۔ادب واحترام کیساتھ،

خیر اندیش
نفیس بانو (خاتون صحافی)
ایڈیٹر قیادت ہند کانپور

۱۹ اپریل کے روز یہ کتاب اور اپنی جانب سے تفصیلی خط میں نے وزیر اعظم ہند آنریبل نرسہاراؤ کو بزریعہ رجسٹری ڈاک اُن کے رہائیش گاہ پر بھیجا، صرف ۶ دنوں کے بعد مجھے ان کی طرف سے یہ جواب ملا۔ مجھے اس بات کا احساس ہے کشمیری عوام کے ساتھ بہت زیادتی ہورہی ہے۔اور یہ سارا کچھ وہاں گن کلچر کے سبب ہوااور اس کا ذمہ دار جہاں نیشنل کانفرنس کے لیڈر فاروق عبداللہ ہیں بلکہ کانگریس کے صدر راجیو گاندھی بھی ہیں ۔ بحر حال اب اس کا ازالہ ہوگا۔ میں

مسلہ کشمیر پر کافی غور و خوض کر کے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ہم ہندوستان کے اندر کشمیریوں کو مکمل آزادی دیں گے۔ان کی آزادی کے لئے the sky limit ہوگی۔اب دیکھنا ہے کہ وہ ہماری اس آفر کو قبول کرتے ہیں یا نہیں۔اب ہم بال حریت قیادت کی کوٹ میں ڈالتے ہیں۔محترمہ! آپ اطمینان رکھیں ہم کشمیریوں کے ساتھ زیادتیوں کا ازالہ کریں گے۔یہ میرا آپ سے وعدہ ہے۔

نرسمہا راؤ
وزیر اعظم ہند

# کشمیر کی تحریک آزادی کے رہنما مسلم کانفرنس کے صف اول کے لیڈر محترم اللہ رکھا ساگر کا خط۔۔۔شبنم قیوم کے نام

مکرمی۔۔!شبنم قیوم صاحب! سلامت رہو،

۸ر ستمبر ۱۹۹۲ء کے روز راولپنڈی میں میری اسٹیشنری کی دکان پر آپ کی آمد اور ملاقات کے لئے اپنا تعارف کراتے ہی میری باچھیں کھل گئیں، میں دکان سے باہر آیا آپ کو گلے لگایا، اس طرح میری ایک آرزو پوری ہوئی جو آپ کی تاریخی اور تحریکی دستاویز 'کشمیر کا سیاسی انقلاب' پڑھ کر آپ کو دیکھنے اور آپ سے ملنے کی تمنا دل میں جاگزین ہوئی تھی، آپ سے گلے ملنے کے بعد میرے منہ سے بے ساختہ نکل گیا:

بڑی دیر کر دم صنم آتے آتے!

کاش! یہ دستاویز اُس دور میں گردش میں ہوتی جب پوری مسلم کانفرنس کی قیادت مظلوم ومحکوم قوم کی آزادی کی جدوجہد میں مصروف عمل تھی۔ برسرپیکار تھی۔ ہم نے شیخ عبداللہ کو پچھلی صف سے اٹھا کر نہ صرف پہلی صف پر لاکر بٹھایا بلکہ قوم کی قیادت اُن کے سپرد کر کے ایک ایسی غلطی کا ارتکاب کیا جس کا انجام نہ صرف بُرا ہوا بلکہ یہ مظلوم ومحکوم قوم کے لئے ابدی عذاب بن گیا۔ہم نے شیخ کو سامنے لاکر اور اُن کے ہاتھ میں قیادت سونپ کر اپنے پاؤں پر آپ جو کلہاڑا مارا اس سے پوری قیادت ایک طرح سے معذور ہوگئی۔ شیخ عبداللہ قوم کے تئیں بڑے بدنیت تھے۔وہ بڑے لالچی اور شاطر تھے۔دھوکہ اُن کی سرشت میں بسا تھا۔اس کا جو انجام ہونا تھا وہ ہم

نے جیتے جی اپنی آنکھوں سے دیکھا، ہم سب مظلوم ومحکوم قوم کو شیخ عبداللہ کے شر سے نجات دلانے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعوا گو رہنے کے سوا اور کچھ نہ کر سکے اور یہ محسوس کئے بنا نہ رہ سکے ہم نے شیخ عبداللہ کے ہاتھ میں قوم کی قیادت سونپ کر قوم کو ابدی عذاب میں مبتلا کیا۔ اب بس اس قوم پر اللہ کا کرم باقی رہے۔

آپ کی تاریخی اور تحریکی دستاویز 'کشمیر کا سیاسی انقلاب' نے میرے سامنے محمد یوسف علیگ کی یاداشتیں تازہ کردیں اور مجھے یہ تحریک ملی کہ میں ان کی یاداشتیں ضبط تحریر میں لاکر محفوظ رکھ سکوں۔ محمد یوسف علیگ نے بیشک آزادی کشمیر سے متعلق جو ابتدائی حالت قلمبند کئے ان میں انہوں نے شیخ عبداللہ کے بارے میں کئی روح فرسا واقعات بیان کئے ہیں۔ میں نے اُن کی زبانی ابتدائی تحریک سے متعلق بہت کچھ سُنا اور میں نے محسوس کیا محمد یوسف علیگ ہماری تحریک آزادی کے انسائیکلو پیڈیا ہیں۔ وہ خود صف اول کے کاروان میں شامل تھے، میں اُن کی زبان سے یاداشتیں سنکر دھنگ رہ جاتا۔ 'کشمیر کا سیاسی انقلاب پڑھ کر' مجھے اس دستاویز میں اُن یاداشتوں کی کمی محسوس ہوئی لہٰذا میں نے فیصلہ کرلیا میں محمد یوسف علیگ کی یداشتیں ضبط تحریر میں لاکر انہیں محفوظ رکھ سکوں، مجھے اپنی یاداشت پر زیادہ اعتبار نہیں، لیکن مجھے لگتا ہے وہ سب واقعات اور حالات بالکل صحیح ہیں جو میرے ذہن میں موجود ہیں اور میں ایمانداری کے ساتھ اُن کو مرتب کردوں گا اور اسے آپ کی نذر کروں گا۔ تا کہ یہ آپ کے کام آسکیں۔ بشرطیکہ صحت نے اجازت دی کیونکہ میں ایک عرصے سے علیل ہوں۔ بہت کم وقت کے لئے دکان پر آسکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا نگہبان۔۔ خدا حافظ

خیر اندیش

[signature]

AR.SAGGAR

## پروفیسر الیف الدین ترابی

ڈائریکٹر جنرل انٹرنیشنل انسٹیٹیوٹ آف سٹریٹیجک سٹڈیز اینڈ ریسرچ اسلام آباد، پاکستان
؍ممبر بورڈ آف ٹرسٹیز القدس فاؤنڈیشن
؍ممبر جنرل کونسل انٹرنیشنل یونین آف مسلم سکالرز

۱۷جون ۱۹۹۵ء

محبی ومکرمی،

سلامت رہو،

آپ کا جون ۱۹۹۲ء میں پاکستان سے مادر وطن کشمیر کے لئے واپسی کا فیصلہ ہمارے لئے ہمارے لئے باعث تشویش تھا۔ کیونکہ ہم پر بہت سارے خدشات لاحق تھے۔آپ نے اپنے وطن میں جینے مرنے کی دلیل دے کر ہمیں قائیل کیا۔تو ہمیں آپ کا فیصلہ قبول کرنا پڑا۔حالانکہ آپ کا یہ فیصلہ موت کے ساتھ نہ ڈرنے بہادری کے ساتھ جینے نڈرتا اور جرأت دکھانے کا مظاہرہ تھا۔آپ صحیح سلامت اپنے وطن اور اپنے گھر پہنچ گئے اور اپنے مشن کو جاری رکھا، اس پر ہم باری تعالےٰ کے شکر گزار ہیں۔اور باری تعالےٰ کی طرف سے آپ کی سلامتی کے طلبگار ہیں۔میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں، آپ نے سعودی عربیہ کے دورے کے دوران جدہ میں ''کشمیر کی کہانی تصویروں کی زبانی'' کی نمائیش کی اس نمائیش میں شامل فوٹوؤں کے عربی کیشن میں نے تحریر کئے تھے۔اب میں اپنے ادارے سے ان کو کتابی صورت دے کر شائع کروں گا،اب اس پر عربی کے ساتھ انگریزی میں بھی کیپشن

لگاؤں گا۔

آپ کو یہ جانکاری ملی ہوگی، آپ کی تحریر کردہ کتاب ''کشمیر میں خواتین کی بے حُرمتی'' جس کے پاکستان میں کئی ایڈیشن شائع ہوئے ہیں۔ اس کا پاکستان کے ایر مارشل ایاز خان نے انگریزی میں ترجمہ کر کے اس کو kashmir outreged کے نام سے شائع کیا ہے۔ میں آپ کو انگریزی میں یہ کتاب بھیج رہا ہوں اس کے ساتھ میری چند نگارشات بھی ہیں۔ اگر ان کی کشمیر میں اشاعت اور نکاسی ہوگی، تو یہ ہمارے اور آپ کے مشن کی آبیاری ہوگی ہم نے سنا ہے، آپ نے اپنے ادارے سے ویکلی اخبار جاری کیا ہے اگر ہو سکے تو بذریعہ ڈاک ہمارے نام بھیجا کریں، اس سے ہمارے درمیان لٹریچر کے تبادلے کا ایک سلسلہ رہے گا

اور آپس میں قلمی تعاون جاری رہ سکے گا۔ اللہ حافظ

آپ کا اپنا

الیف الدین ترابی

# انسانی حقوق کی پاسداری، عالمی اداروں میں شبنم قیوم، ایک بڑا اعزاز

ایڈوکیٹ بابر قادری

شبنم قیوم کی شہرت یافتہ دستاویز:

''کشمیر میں خواتین کی بے حرمتی۔!'' نامی دستاویز کا انگریزی، جرمنی اور عربی میں ترجمہ ہوا، انگریزی میں اس کا ترجمہ پاکستان کے ریٹائیرڈ ایر مارشل ایاز خان نے کیا۔ جرمنی میں اس کا ترجمہ کار Stephune ہیں۔ عربی میں اس کا روپ دینے میں الیف الدین ترابی کا ہاتھ رہا۔

اس دستاویز کا انگریزی ایڈیشن جب امریکہ، برطانیہ اور یورپ تک پہنچا تو اس کا بڑا چرچا رہا۔ اور اس پر عالمی سطح پر انسانی حقوق کی سبھی تنظیموں نے سخت نوٹس لیا۔ ان انسانی حقوق کی عالمی تنظیموں نے شبنم قیوم کو اپنی تنظیم میں شامل کر کے ایک اعزاز بخشا۔

شبنم قیوم کی یہ دستاویز امریکہ کے ایک نامور رکن پارلیمنٹ نے امریکی کانگریس میں بحث کے لئے پیش کی، تو اس پر بحث کا فیصلہ منظور کیا گیا۔ اور اس پر سیریل نمبر E۱۹۱۳ بھی لگ گیا۔ واشنگٹن پوسٹ نامی اخبار میں اس پر تفصیلی رپورٹ شائع ہوئی۔ اس کے بعد برطانیہ کے نامور انگریزی اخبار The Qaily mail لندن میں ۲۷ اکتوبر ۱۹۹۸ء کی اشاعت میں ایک فُل پیج آرٹیکل شائع ہوا ہے۔ یہ آرٹیکل S.M.HALI نے ضبطِ تحریر میں لایا ہے۔ اور لکھا ہے۔

امریکی کانگریس کے نامور ممبر Dan Burton نے اپنے دو قریبی ساتھی ممبران Deeli thle اور Edalphus کو ساتھ لیکر جب شبنم قیوم کی دستاویز امریکی کانگریس میں بحث کے لئے سپیکر کے سامنے پیش کی اس وقت ان کی آنکھوں میں آنسو بہہ رہے تھے۔

ایس ایم حالی کا مزید کہنا ہے۔ ہنری کسنجر کی تجویز پر اس پر بحث ملتوی رکھی گئی ۔ جرمنی میں یہ دستاویز کافی چرچے میں رہی اور اس پر بحث و مباحثہ مدتوں جاری

رہا۔ (دی ڈیلی میل کا یہ فُل پیج لندن سے شبنم قیوم کے رہائش گاہ سرینگر بذریعہ پُوسٹ بھیجا گیا ہے)

''انسانی حقوق کا تحفظ'' نامی ادارے مقیم امریکہ کے ڈائریکٹر پروفیسر ولیم ڈبلیو بیکر کو شبنم قیوم کے ساتھ ملاقات کے لئے کشمیر آنا پڑا، سرینگر آ کر انہوں نے ہم سے رابطہ کیا اور ہمیں شبنم قیوم سے ملاقات کرانے کی ذمہ داری سونپی۔

شبنم قیوم کی دستاویز جس کا عالمی سطح پر چرچا ہوا، اس کے پس منظر میں پروفیسر صاحب نے کشمیر ویلی میں سروے کا کام ہاتھ میں لیا۔ پوری وادی کا سروے میں انہیں کئی ماہ لگے اور انہوں نے انگریزی اور اُردو میں اپنی طرف سے دو کتابیں کشمیری عوام اور کشمیری جوانوں کو بھینٹ کیں۔

انگریزی میں کتاب کا نام Kashmir Happy vally vally of death

اُردو میں اس کتاب کا نام ''ویلی جنت ویلی موت کے نام سے منظر عام پر لائیں

امریکہ سے یہاں کی ایک نامور ہستی کا سرینگر کشمیر آنا اور شبنم قیوم سے ملنا بابر قادری کے لئے باعث افتخار بنا انہوں نے اپنی طرف سے انگریزی میگزین میں ایک آرٹیکل لکھ کر شائع کرایا۔

عالم اسلام کی تنظیم o.i.c کی ایک خصوصی اجلاس میں یہ دستاویز زیر بحث آئی۔اس کے بعد اُو، آئی، سی کی طرف سے سعودی عربیہ کے شہر جدہ میں ایک اہم تقریب کا اہتمام ہوا، یہاں مقامی اور عالمی سطح کی شخصیات کے ساتھ سعودی عرب میں مقیم سفارت کار شامل کئے گئے۔ شبنم قیوم کی یہ دستاویز بوچر کی صورت میں تقسیم کرائی گئی۔اس کے صلہ میں گورنر مکہ کی سفارش اور ہدایت پر شبنم قیوم کو خانہ کعبہ کے اندرون کی زیارت کرانے کا اہتمام کیا گیا، نیز مدینہ جا کر انہیں روضہ رسولؐ پر اُس مقام تک رسائی حاصل کرائی گئی جہاں پر آ کر مسلمان کے جسم پر لرزہ سا طاری ہو جاتا ہے۔ یہاں پر شبنم قیوم کو اُس سیڑھی نما تخت کو چھونے اور دو رکعت نفل نماز ادا کرنے کا موقعہ فراہم ہوا جہاں پر پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰؐ جمعہ کا خطبہ دیا کرتے تھے۔

دستاویز ہو تو ایسی ہو، قلمکار ہو تو ایسا ہو۔

برسوں بعد یورپی یونین کے ملک بیلجیم کی راجدھانی برسلز کی پارلیمینٹ میں شبنم قیوم کو اعزاز و اکرام سے نوازا گیا۔ بیلجیم کی ملکہ مسز Rosemeery نے شبنم قیوم کو اپنے محل میں بلا کر انہیں مہمان کا درجہ دیا روزمری نے شبنم قیوم کی دستاویز کا انگریزی اور جرمن ایڈیشن دکھا کر بتایا انہوں نے بڑی گہرائی سے انکا مطالعہ کیا۔اور وہ اس دستاویز سے بے حد متاثر ہوئی ہے۔

یاد رہے اس محل میں داخل ہونے پر شبنم قیوم کا استقبال کیا گیا۔

شبنم قیوم کی ذات اور ان کے قلم سے متاثر ہو کر میں نے ایک ایک آرٹیکل انگریزی میں لکھا اور شبنم قیوم کی یہ دستاویز پڑھنے کی سفارش کی۔

# Permission to read Shabnum Qayoom's Book"The Kashmir out Raged"

Noted American professor of ancient history William W Baker who not only teaches in America but also has studentship in EU,Middle East and else where -has also been Director of -------Muslims for peace . Professor William . W.Baker is author of world famous books:

Theft of a nation,and examination of the Israel / Palestinian conflict

Punishment justice with mercy

Abiblical case of capital

Kashmir happy valley

Valley of death,,

Kashmir happy valley valley of death ,, is based on factual narratives. In the preface of this book professor writes ,, Iwrite his book in the honor of kashmiries and I dedicate it to lakhs of young and old , men and women , students who who sacrificed their lives for freedom and for getting chance to determine heir future .

This book is dedicated to brave kashmiries who still are battling for their freedom . Many of the brave battlers must have found their places in their grave yards, because brave are fodder of revolution, brave humans...you continue your freedom struggle because God is with you . you fight fight for happiness , peace and freedom and nothing else, with this hope that you will once again be good habitants of happy valley

Professor sought help from many authors while writng

this book which he mentions in the bibliography of this book .in this list professor lists Shabnam qayoom works on top such :

1.Kashmir watches documentary Report 1991.

2.Phisetion Boston Chostus Documentart Report 1993.

3.Akther ul Islam Book 1991.

4.American Congress Documentary Report 1993.

5.Emesty International papers 1993.

6.AMerican Foreign Ministry Documentary Report 1992.

It is worth mentioning here that among world famous authors Shabnam qayooms book titled ,, Kashmir out raged ,, has found the first place in the bibliography of william .W. Baker,s book . at page 59 of this book

this book translated in many Languages , The english translation as don by Rtd

Air marshal Ayaz khan of pakistan ,Arabik translation by Alif ud Din Turabi jarman Language by ,, stefune.

By Advocate Syed Babar Qadri

may 1998

ماہنامہ

# افکار

دہلی

حقوق انسانی، امن اور جمہوریت کا علمبردار جریدہ

دفتر: 9/632 ذاکر نگر، جامعہ نگر، نئی دہلی۔110025

جناب قیوم صاحب

تسلیم، کے بعد عرض ہے کل شام کو کلکتہ سے واپس دلی آکر میں اپنے گھر آیا تو دیکھا یہاں مجھے آپ کا دستی خط انتظار کر رہا تھا۔ آپ کی شکایت درست ہے اور مجھے اس کا افسوس ہے کہ اگر میں نے آپ کو دلی بلایا تو آپ کا انتظار کیوں نہ کیا یا کم از کم آپ کو فی الحال دلی آنے سے رکنے کا عندیہ کیوں نہ دیا۔ آپ یقین کریں مجھے اچانک مسلم پرسنل بورڈ کی میٹنگ میں شمولیت کا فون ملا، اور میں اپنے دفتر کو بھی اطلاع دیئے بغیر کلکتہ روانہ ہو گیا۔ اس اہم میٹنگ کی نوبت اسلیئے آگئی کہ ریاض الدین خالد نے واجپائی اور ایڈوانی کی آپسی رسہ کشی کے پس منظر میں نہ صرف یو پی بلکہ مرکزی سطح پر ایک نئی صف بندی کے لئے راستہ کھول دیا ہے اس نئی صف بندی کا ملک کی آئیندہ سیاست پر کیا اثر پڑے گا۔ اس پر مسلم بورڈ کے خدشات پیدا ہو گئے کیونکہ مسلمانوں کے بعض علما اور دانشوروں نے مسلم پرسنل لا بورڈ کی نمائندہ حیثیت اور بابری مسجد کے رول کو چیلنج کر دیا ہے، آپ کی فرمائش پر میں آپ کو ماہنامہ ''افکار'' کا وہ شمارہ بھیجدوں گا۔ جس میں آپ کے بارے میں

تفصیلی انٹرویو شائع ہوا ہے۔ چونکہ یہ پانچ سال پرانا معاملہ ہے فائل سے ڈھونڈ نکالنے میں کچھ وقت لگ سکے گا۔ فکر نہ کریں۔

یہ جان کر تسلی ہوئی آپ اپنا کام خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں۔ آپ نے لکھا ہے آپ ایک ویکلی اخبار کا اجرا کر رہے ہیں۔ یہ اخبار کب تک منظر عام پر آئے گا۔ نام کیا ہوگا۔ کیا اس کی ڈکلیریشن مل گئی ہے۔ آپ کے اخبار کے لئے ہمارا تعاون برابر رہے گا۔

میں ایک بار اور اس بات پر معذرت کر رہا ہوں۔ میں نے آپ کو دہلی آنے کا پروگرام ملتوی رکھنے کی اطلاع فراہم نہیں کی۔

اپنی صحت کا خیال رکھیں۔ اللہ حافظ۔

مخلص

سید قاسم رسول الیاس

Bismillah

مکرمی شبنم قیوم صاحب - مدیر اعلیٰ قومی وقار

السلام علیکم ورحمۃ اللہ - مزاج گرامی !

تمہید:۔

مکرمی شبنم قیوم صاحب۔ مدیر اعلیٰ قومی وقار

السلام علیکم ورحمۃ اللہ، مزاج گرامی!

ہم نے اپنا ذاتی اخبار ویکلی قومی وقار ایک مشن کے طور پر سن ۲۰۰۳ء میں شائع کیا۔ یہ اخبار ہر ہفتے کلر میں شائع ہوا البتہ ایک سال کے بعد اس اخبار کی اشاعت پر ایک طرح کی قدغن لگی اور ہمیں مجبوری کی حالت میں کلر کے بجائے بلیک اینڈ وایٹ میں شائع کرنا پڑا اور اس کے لئے قارئین سے ایک معذرت نامہ شامل کرلیا۔ اور اخبار کے ماتھے پر لکھدیا۔ اخبار کا حلیہ دیکھ کر آپ چونکئے مت۔۔!

اس پر قارئین کی طرف سے ہمیں ڈھیر سارے خطوط ملے، ایک خط کا نمونہ پیش خدمت ہے۔ کئی روز سے آپ کے موقر خبار کے بارے کچھ تعثرات قلمبند کرنے کی امنگ رکھتا تھا لیکن عدیم الفرصت ہونے کی بوجہ کچھ تحریر کرنے سے قاصر رہا۔ آج کا شمارہ نظروں سے گزرتے ہی اپنے جذبات واحساسات کو قابو میں نہ رکھ پایا۔ سرورق دیکھ کر ہی جس میں آپ قارئین حضرات سے ”قومی

وقار'' کا حلیہ دیکھ کر چونکئے مت، سے مخاطب ہوئے ہیں، اس کے جواب میں عرض کرتا چلوں کہ ہمیں آپکے اخبار کے حُلیئے سے کوئی غرض نہیں۔ہم تو آپ کے قلم اور تحریر کے قدرداں ہیں۔ چاہیے آپ کا اخبار رنگین ہو یا نہ ہو ہم تو آپ کا اخبار پڑھنا کسی بھی صورت میں چھوڑیں گے نہیں اور جہاں کہیں بھی اور جس کسی محفل میں ہمیں شریک ہونے کا موقع مل پاتا ہے ہم اس موقر اخبار اور اسکے مدیر اعلیٰ کی بے باکی، مخلصی، اور تحریک نوازی کا ذکر کئے بغیر نہیں رہینگے۔ اللہ برحق کا شکر اور کرم ہے کہ جموں وکشمیر کا ہر ذی شعور اور سنجیدہ مزاج فرد آپکی بے باکی پہ فدا ہے۔آپ کے سامنے اس ضمن میں جو بھی مشکلات حائیل ہیں ہمیں اِسکا بخوبی اندازہ ہے۔ ہماری اس سرزمین میں مخلص، دیانتدار، سنجیدہ اور فکری لوگوں سے کون سا رویہ اختیار کیا جاتا ہے ہم اِس سے غافل نہیں۔

محترم مدیر اعلیٰ:۔آپکی کئی ماضی کی تحریریں جن میں ''یہ کس کا لہو ہے کون مرا'' یا ''کشمیر کا سیاسی انقلاب'' ہر ایک کشمیری جوان اور بزرگ کے ذہن میں تازہ دم ہے۔ان تحریروں سے کشمیر ے ذی شعور طبقے کو کس حد تک جھنجھوڑا اور انکی بدولت یہاں کے سیاسی سوچ میں کسی انقلاب نویت کی تبدیلی وقوہ پزیر ہوئی اُسے یہاں کا ہو فرد واقف اور گواہ ہے۔ اگر یوں کہا جائیے کہ یہ قوم کشمیر آپکی اُن کوششوں کی مرہون منت ہے تو بیجا نہ ہوگا۔ مسلہ کشمیر کے ہر ایک گوشے کو عام لوگوں میں اُجاگر کرنے میں آپکی اُن تحریر کردہ کتابوں کو کسی بھی صورت میں فراموش نہیں کیا جائیگا۔ ہماری نظر میں آپ کا یہ بلا وضع اخبار وادی کے دیگر رنگین اور زیبائیش والے اخبارات سے منفرد ہوتے ہوئے بہت ہی موثر اور معتبر ہے جو کشمیری مظلوم ومحکوم عوام کی آرزوؤں اور اُمنگوں کی حقیقی ممنوں میں ترجمانی ہے۔اور اپنا بھر پور رول ادا کر رہا ہے۔اپنی اخلاقی ذمہ

# تمہید

اپنے ذاتی ویکلی اخبار ''قومی وقار'' کی اشاعت پر قدغن لگائے جانے پر ہم نے مجبوری کی حالت میں اس اخبار کو کلر میں شائع کرانے کے بجائے بلیک اینڈ وائٹ میں شائع کرانے کا فیصلہ کرلیا، ہمارا یہ فیصلہ قبول کرلیا گیا۔ کئی احباب نے دفتر پر آکر حوصلہ دیا اور بتایا آپ کا ہمیں بے رنگ بھی پسند ہے۔ البتہ معراج الدین لکرو نے شورش کشمیری کا یہ شعر اپنی طرف سے لکھ کر نذر کیا۔

شبنم قیوم کی نذر :

خدا نے شعلہ نوائی تجھے عطا کی ہے
عوام سوئے ہوئے ہیں انہیں جگاؤں گا
غنیم نے جو کبھی ٹوکا تو پھر خدا کی قسم
قلم کو توڑ کے تلوار لے کے آؤں گا

کچھ نہیں مل پاوے گا اور وہ وقت ہوگا آپکا اور آپ جیسے مخلص، دیانتدار، سنجیدہ، فکری، بے لوس، ہمدرد اور تحریک نواز افراد، قلمکاروں صحافیوں اور قایدین کی سرخروئی کا۔

آپ اپنے اخبار کی رنگینیت کے کیوں فکر مند ہیں۔ ہمیں تو آپکا بے رنگ اخبار ہی قابل قبول ہے۔ آپ کی ڈالی ہوئی سیاہی کو ہم کسی بھی صورت میں خون جگر سے کم نہیں سمجھتے۔ صرف آپ اپنی دیانتداری، بے باکی، سنجیدہ سوچ و فکر، جذبے اور احساس کو برقرار رکھئے۔ اللہ برحق آپ کے تمام مشکل اور کٹھن راستے آسان بنا دیگا۔ انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب آپکا اخبار جموں و کشمیر کے کونے کونے میں اپنی جگہ پائے گا۔ اور آپکے بلا معاوضہ ہاکر ہونگے یہاں کے سنجیدہ فکر رکھنے والے لوگ جن میں انجینر، ڈاکٹر، اساتذہ، ٹریڈر جو آپکے اخبار کی تشہیر کرنے میں مخر محسوس کرینگے۔ آپ صرف اپنی ہمت اور لگن کا مظاہرہ کرتے رہیں۔ اللہ آپ کا مدد گار رہے گا۔

والسلام۔

خلوص کیش۔

انجینیر ابو فہیم۔ بارہمولہ کشمیر

Sender
Habibullah . Kamal
Hidayatul Islam Mosque
Osman Avenue
Quatre Bornes
MAURITIUS

محترمی.....!شبنم قیوم ۲۰۰۶-۵-۶

اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاۃ

تسلیمات:۔

کل رات آپ کا جوابی خط ملا اس پر ہم آپ کے بہت شکر گزار ہیں۔ہم نے حال ہی میں دہلی کا سفر کیا تھا وہاں جامع مسجد کے سامنے ایک دوکان سے آپ کا اخبار اور کتاب ''یہ کس کا لہو ہے کون مرا؟'' خرید لیا تھا۔وہاں سے ہم سیدھا جدہ سعودی عربیہ چلے گئے۔اور یہاں مدتوں قیام کیا،سوچا تھا جب تک جدہ میں قیام ہے آپ کا اخبار منگوا کر پڑھا جائے اور کشمیر کے حالات سے روشناس ہو جائے۔البتہ یہاں اخبار منگوانا ملتوی کیا کیونکہ سعودی سنسر بورڈ والوں کا نظام بہت ہی سخت ہے کئی کئی pages نکال لیتے ہیں کبھی تو 1/2 اخبار پھاڑ لیتے ہیں۔اب موریشش پہنچ کر آپ کا اخبار ملا اور خط بھی۔آپ نے اپنے اس خط میں اخبار کے لئے زر سالانہ چندہ کا کوئی ذکر نہیں کیا۔اور ہم مفت اخبار یا کتاب پڑھنا معیوب سمجھتے ہیں آپکے قلم کا دلدادہ ہوں۔

اسلئے جولائی کے آخر تک آپ کے لئے دس ہزار روپیہ کا ڈرافٹ بنا کر روانہ کروں گا (انشاء اللہ) کیونکہ ۳۰ جولائی کو میرا ایک کشمیری دوست کشمیر واپس جانے والا ہے ان کے ہاتھ سے ڈرافٹ اور خط بھیجوں گا۔ مجھے امید ہے میری طرف سے آپ کے قلم کے لئے یہ رقم کافی ہے اگر کافی نہ ہو تو مجھے بتائے تاکہ میں یہ کمی پوری کرسکوں۔ ایک اور ڈرافٹ کے ذریعے ۔ میرے ساتھ رابطہ میں رہیں تو مشکور رہوں گا۔

آپ کا خیر اندیش

# تمہید

اپنے ذاتی ویکلی اخبار ''قومی وقار'' کی اشاعت پر قدغن لگائے جانے پر ہم نے مجبوری کی حالت میں اس اخبار کو کلر میں شائع کرانے کے بجائے بلیک اینڈ وائٹ میں شائع کرانے کا فیصلہ کر لیا، ہمارا یہ فیصلہ قبول کر لیا گیا۔ کئی احباب نے دفتر پر آ کر حوصلہ دیا اور بتایا آپ کا ہمیں بے رنگ بھی پسند ہے۔ البتہ معراج الدین ککرو نے شورش کشمیری کا یہ شعر اپنی طرف سے لکھ کر نذر کیا۔

شبنم قیوم کی نذر :

خدا نے شعلہ نوائی تجھے عطا کی ہے
عوام سوئے ہوئے ہیں انہیں جگاؤں گا
غنیم نے جو کبھی ٹوکا تو پھر خدا کی قسم
قلم کو توڑ کے تلوار لے کے آجونگا

# ماہنامہ مستقبل

۱۲۔۹۔۲۰۰۶

مکرمی! شبنم قیوم

تسلیم و رضا۔۔۔

ہم کو یہ جانکاری ملی آپ یورپ کے ۱۵ روزہ دورے کے بعد بہ عافیت کشمیر واپس پہنچ گئے ہیں۔ برسلز میں ہمارے ساتھ آپ کی چند ملاقاتیں ایک یادگار رہیں گی، آپ کا مشن یقیناً قابل داد ہے اور ہمیں آپ کی ہمت جرأت اور بیباکی کا اعتراف ہے، ہم تو بس دعا کر سکتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے مشن میں کامیاب کر سکے۔

آپ نے ہم سے وعدہ کیا تھا آپ کا حال ہمارے ''مستقبل'' کے ساتھ قایم رہے گا۔ اپنی تازہ نگارشات ہمارے جدیدے کے لئے روانہ کریں گے ہم نے آپ کا ناول ''انسان اور کتے'' قسط وار شائع کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے البتہ ہم اس کا عنوان ''ایک کتے کی سر گزشت'' میں تبدیل کریں گے، کیونکہ آپ کے اس ناول کا مین کریکٹر روسی، خلائی مشن سپوتنک میں سوار لائیکا۔! نامی کتا ہے۔ جو پہلی بار خلا میں بھیجا گیا۔ اور یہ کتا واپسی پر کشمیر کی سرزمین پر اترا،

یہاں پہلی بار اس کی ملاقات ایک بھکارن سے ہوتی ہے جس کی گود میں بیمار بچہ ہے۔ یہ کتا اس خاتون سے حال واحوال دریافت کرتا ہے اور اس کی دادرسی کے لئے دردر جاتا ہے آپ نے اس کتے سے جو کام لیا ہے۔ نامور کہانی کار کرشن چند نے ایسا ہی البتہ مختلف کام گدھے سے لیا ہے کرشن چند نے اس ناول کا نام ''ایک گدھے کی سرگزشت'' رکھا ہے ۔ اس لحاظ سے آپ کے کتے کا سفر ایک کتے کی سرگزشت ، مناسب رہے گا ۔ امید ہے آپ ہماری اس تجویز کے ساتھ اتفاق کریں گے۔

ہمارے ساتھ قلمی تعاون جاری رکھیں کشمیر کے موجودہ حالات کے بارے میں بھی ہمیں آگاہ کرتے رہیں۔ اللہ ہم سب کی خیر کریں۔

نیاز کیش

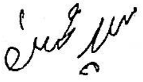

انسٹی ٹیوٹ آف پیس اینڈ ڈویلپمنٹ برسلز (INSPAD)
INSTITUTE OF PEACE AND DEVELOPMENT
E-mail: [illegible]
Website: [illegible]

۱۰ اکتوبر ۲۰۰۶ء

قابل احترام، شبنم قیوم صاحب

تسلیمات!

توقع ہے بخیر ہوں گے۔

بلجیم کی راجدھانی برسلز میں آپ سے چند ملاقاتیں یادگار ہیں۔ ہم نے آپ کو اپنی تنظیم کی کارکردگی سے پوری آگاہی دلائی تو آپ ہماری دعوت فکر عمل سے کافی متاثر ہوئے، آپ نے ہماری تنظیم کو اپنا پورا تعاون دینے کا اعادہ کیا۔ ہم نے آپ کو بتایا ہمارا یہ انسٹیچوٹ پیس اینڈ ڈیولپمنٹ ایک غیر سرکاری ادارہ ہے جو طویل عرصے سے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں، غیر انسانی قوانین ظلم جبر اور سماجی ناانصافیوں کے خلاف جدوجہد کر رہا ہے۔ اس ادارے کو بین الاقوامی شہرت کے حامل غیر سرکاری اداروں اور این جی اوز کے ساتھ مل کر کام کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔ کیونکہ ہمارے اس ادارے کو پوری دنیا سے انسانی حقوق کی جنگ لڑنے والوں کا مکمل تعاون حاصل ہے۔ اس ادارے کا پہلا دفتر اسلام آباد پاکستان میں تھا۔ اب یہ دفتر یورپی یونین کے ہیڈ

کواٹر برسلز میں منتقل ہو چکا ہے۔آپ نے ذاتی طور اس دفتر کا معائینہ کر کے ہماری حوصلہ افزائی کی، ہم نے آپ کی کتاب کشمیر میں خواتین کی بے حرمتی کا مطالعہ کر کے اسے انسانی حقوق کی بدترین خلاف ورزی مان کر اس کو اپنا ایجنڈا بنایا ہے۔آپ کی اس کتاب کا پاکستان کے اُیر مارشل ایاز خان نے kashmir out reyed کے نام سے انگریزی میں ترجمہ کر کے کشمیر انسٹیچیوٹ چاندنی چوک راولپنڈی سے شائع کرایا ہے۔ہم اس پر کام کر رہے ہیں اور اقوام عالم میں مردہ ضمیر جگا رہے ہیں۔

قیوم صاحب۔آپ نے ہم سے وعدہ کیا تھا کشمیر واپس جا کر آپ ہمیں مزید تین مسودے بھیج دیں گے۔

برسلز سے آپ کی واپسی کو دو ماہ سے بھی زیادہ ہو چکا ہے۔ابھی تک ہمیں یہ مسودے نہیں مل سکے ہیں۔

انسٹیٹیوٹ کے وائیس پرزیڈنٹ میاں عبدالرحمان اور سیکرٹری سردار جاوید سرور کی طرف سے آپ کے لئے اور آپ کی فیملی کے لئے دعا و سلام۔

خیر خواہ

امین الحق۔چیرمین (INSPAD)

بجہامہ اوڑی

۱۹ اپریل ۲۰۰۹ء

بخدمت محترم ومکرمی!

جناب شبنم قیوم صاحب

السلام علیکم:۔ مزاج گرامی۔!

ایک مدت سے صحت خراب ہے۔ اسلئے سرینگر جا کر آپ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ مہینے میں دو تین بار ملاقات عرصے سے معمول رہا ہے۔ البتہ صحت کی ناسازی نے معمولات میں رخنہ ڈالا آپ کو دیکھے بغیر من یہاں اداس، اداس ہے۔ آپ نے ہمارے دل میں جو جگہ کیا بنائی ہے ہمیں آپ سے ملے بغیر، آپ کو دیکھے بغیر اور آپ کے نیاز حاصل کئے بغیر سارا کچھ ادھورا ادھورا، اور کھویا کھویا لگتا ہے۔

ہماری وادی کشمیر کے آپ واحد غیور، غیرت مند، جرأت منداور صاف گو قلمکار ہیں۔ یقیناً یہاں آپ کا کوئی ثانی قلمکار نہیں۔ آپ نڈر اور بے باک صحافی بھی ہیں۔ جو حقیقت کے آئینے میں کھری کھری سناتے ہیں چاہے کوئی خوش ہو یا ناراض۔ یہ آپ کے نقش قدم کا کرم ہے کہ ہم نے ڈر اور خوف کا کھول اتار کر حقائق پر مبنی حالات اور واقعات لکھنے کی جرأت کی، میری بیک وقت دو نگارشات انشاءاللہ عنقریب منظر عام پر آرہی ہیں۔ انہیں آپ کی نذر کروں گا۔ ایک کتاب کا نام ''آوازِ حق'' دیا ہے اخبار ''قومی وقار'' کے لئے دو تازہ غزلیں ارسال ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے اور عزت بخشے۔ آمین!

دعا گو

حاجی فروز الدین بیگ۔ بجہامہ اوڑی

# واجب الاکرام والاحترام چیف ایڈیٹر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ربِ کائنات سے آپکی خیریت وعافیت اور عمرِ طویل کی متمنی ہوں۔ عالی جناب کی حضور میں ناچیز کا یہ دوسرا نامہ ہے۔ ہفت روزہ ''قومی وقار'' کی جتنی بھی تعریفیں کی جائے وہ کم ہے۔ یہ نامی گرامی قابل صد احترام نامہ ہمیں من الظلمات الانور کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ یہ اس سچ کو سامنے لاتا ہے۔ جو منوں مٹی کے نیچے دب چکا ہے اور اسکی روح عالمِ ارواح میں تڑپتی و سرگرداں ہے۔ بے شک یہ ایک ایسا اخبار ہے جو بالکل غیر جانبداری کے ساتھ کشمیر کے ماضی اور حال کو نئی پود کے سامنے رکھتا ہے عالی حضور کے قیمتی وقت کا خیال رکھتے ہوئے راقمہ اپنی اصل بات کی طرف آپکی توجہ مبذول کرنے کی جسارت کرتی ہے کہ اس قابل صد احترام نامہ میں ہر ماہ قارئین کے لئے Objective type Questions کے طرز پر ایک سوال نامہ ہونا چاہیے جس کا تعلق صرف کشمیر کی تاریخ وجغرافیہ سے ہو۔ آپکی ذات گرامی جس کتاب سے اس سوال نامہ کو ترتیب دے گی اس کا حوالہ دے کر قارئین بغور وفکر مطالعہ کر کے سوال نامہ کو حل کر کے ایک بحث ومباحثہ کا سلسلہ رہے گا۔ اس سے دوسروں کی سوچ اور اپروچ کا نظریہ ملے گا۔

امید ہے آپ جناب میری اس رائے کے ساتھ اتفاق کرینگے۔

دعا گو

تسلیمہ بانو

مُدیرِ اعلیٰ
اعجاز صدیقی

شاعر
بمبئی

مکرمی۔ شبنم قیوم!　　　　　　۲۲ نومبر ۲۰۱۱ء

تسلیمات!　　　　　　　　منگل ۱۰ بجے صبح

امید ہے بہ عافیت ہوں گے۔ سرینگر میں مختصر قیام کے دوران آپ سے ملاقات نہ ہوسکی، ایک کشمیری فکشن نگار ہم سے ہوٹل پر ملاقات کے لئے آئے، میں نے اُن کے ذریعے ملاقات کی خواہش کا پیام بھیجا انہوں نے واپس آکر بتایا، آپ پاکستان گئے ہیں، آپ کی واپسی کے بارے میں معلومات فراہم نہ ہوسکی،

بحرحال شاعر کا تازہ شمارہ جو یاد ''رفتگان'' کے نام۔! وقف ہے بذریعہ ڈاک روانہ کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے اس عنوان کے تحت ہم گاہے بہ گاہے ان قلمکاروں کو اُن کی زندگی اور فنکاری کو اجاگر کرتے ہیں۔ اُن مرحومین کے لئے ایک الگ گوشہ رکھتے ہیں۔ ایک طرح سے یہ ہمارے جدیدے کا خاص نمبر ہوتا ہے۔

ایک شمارہ ''یادرفتگان'' کے نام۔ ۲ کے بارے میں اپنی رائے سے ضرور نوازیں۔ ہم نے پچھلی ملاقات کے دوران آپ سے کشمیر میں ''شاعر،، کی نکاسی بڑھانے کی تجویز دی تھی۔ اس پر ابھی تک غور نہیں ہوا، سرینگر میں سکندر نیوز ایجنسی پورے ایک سال سے ادائیگی نہیں کر رہا ہے اور نہ ہی ہمارے خط کا جواب دیتا ہے۔ اس بارے میں سکندر صاحب سے ملکر ہماری یاددہانی کرائیں۔ میری طرف سے دعا وسلام قبول کریں۔

آپ کا

*Nisar Rahi*

Advocate

۲۲ جون ۲۰۱۲ء

پیارے بھائی شبنم قیوم

سلام ورحمت!

لگتا ہے کہ یہ قدرت کا ہی کارنامہ ہے کہ اللہ نے ہمیں ۱۹۶۸ء میں ملوایا۔ آپکا افسانہ ماہنامہ ''شمع'' میں شائع ہوا۔ میں نے آپکو ایک اچھی کہانی پر مبارکباد دی۔ پھر ہماری خط وکتابت اور دوستی ہوئی۔ آپ سے ملاقات کا اتنا تجسس ہوا کہ میں اپریل کے سرد مہینے میں ہی سرینگر آ گیا۔ اُن دنوں وہاں شدید سردی تھی جسے میں جھیل نہ سکا اور چند روز بعد ہی ایکدم سے بیمار پڑ گیا اور بے ہوش ہو گیا۔ آپ نے ڈاکٹر اور دوائیں لانے میں ذرا بھی تاخیر نہ کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اُن دنوں آپ نے اور گھر والوں نے میرا خیال رکھا اور تیمارداری کی۔ بڑی سادگی اور اچھی سوچ کے دن تھے وہ۔ میں آپکے اس احسان کے تلے آج تک دبا ہوا ہوں۔ آج دو سال قبل اہلیہ اور داماد کے ساتھ سرینگر آیا تو آپ نے خندہ پیشانی کے ساتھ اپنے گھر میں جگہ دی۔ اور آپ دونوں میاں بیوی،۔۔۔۔ بیٹے اور بہو نے بہت خیال رکھا۔ آپکی جانب سے ایک اور احسان آ گیا۔

اب تیسری بار آپکو زحمت میں دونگا۔ کوئی گھر میں آ کر رہے تو کچھ نہ کچھ پریشانی تو ہوتی ہی ہے۔۔۔۔ چھ جون (6-6-12) کی شام کو میری دو بہنوں اور ان کی بچیوں کے ساتھ میری سرینگر میں آمد متوقع ہے۔ بھوپال میں میری دو بہنیں ہیں (اور ایک کراچی میں ہے ) کنیز فاطمہ اور۔۔۔ فاطمہ۔ دونوں بہنوں نے کہا کہ میں انہیں کشمیر دکھالاؤں۔ تب مجھے خیال آیا کہ میں شبنم قیوم اور ان کی فیملی سے ان کے ہی شہر میں ایک بار پھر ملاقات کرسکوں گا۔ لہٰذا میں راضی ہو گیا۔ ایک احسان ایم جی اردو اکیڈمی بھوپال کے لئے تیار رکھنا۔ اب آپکو سارے رسائل میں چھا جاتا ہے۔ باقی سب ملاقات کے دوران۔

خیر اندیش

نثار راہی

# آئینہ حج مبرور

حج و عمرہ کے احکام و فرائض، آداب و شرائط، فضائل و مسائل، ارکان و مناسک، مسنون اعمال، تاریخ و آثار، مقاماتِ مقدسہ اور دیگر معلومات سے متعلق اُردو میں اب تک کی سب سے بڑی اور جامع کتاب۔ مراحلِ سفر کی درجنوں رنگین تصاویر کے ساتھ عازمینِ حج کے لیے حج رہنمائی کا ایک نہایت قیمتی اور بیش بہا تحفہ

پسند فرمودہ

داعیِ اِسلام مولانا محمد کلیم صدیقی دامت برکاتہم

تحقیق، ترتیب و تدوین

ڈاکٹر نثار احمد بٹ ترالی عفی عنہٗ

جامعة الاخلاص ترال

پندرہ روزہ
وقارِ ہند
www.viqar-e-hind.com

جنوری ۲۰۱۳ء

محبی ومکرمی..........شبنم قیوم صاحب

اسلام علیکم! کے بعد عرض ہے ہمارے ادارے نے آپ کے تاریخی ناول ''یہ کس کا لہو ہے کون مرا؟'' کو وقار ہند میں قسط وار شائع کرانے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ اس تاریخی ناول کی مقبولیت اور اس کے اندر کا مواد مدنظر رکھ کر ہم چاہتے ہیں کشمیر سے باہر رہنے والے قارئین اس سے مستفید ہوسکیں، اس تاریخی ناول کا مسلسل چالیس سال سے شائع ہونا اور اب تک اس کے دس ایڈیشن منظر عام پر آنا، ایک ریکارڈ ہے۔ آپ کا یہ اعتراف کہ اس تاریخی دستاویز کی اشاعت سے مجھے عزت شہرت اور دولت ملی ہے۔ لہٰذا ہم اس کو کشمیر تک محدود رکھنے کے بجائے پورے ملک تک لیجائیں گے، کیونکہ ہمارا ملٹی کلر میگزین پورے ملک میں مقبول ہے۔

آپ کے جواب کا انتظار رہے گا۔ شکریہ۔

(عظیم الرحمٰن)

محترم شبنم قیوم:۔

مدیر اعلیٰ ''قومی وقار!''　　　　　۱۲ مارچ ۲۰۱۳ء

تسلیمات!

آپ کا ویکلی اخبار ''قومی وقار'' گاہے بہ گاہے ڈاک سے ملتا ہے یقین جانئے مجھے ذاتی طور پر آپ کے اس جدیدے کا انتظار رہتا ہے میرا خیال ہے آپ نے اس جریدے کو تاریخی تحریکی اور سیاسی کے ساتھ سماجی اور ثقافتی زمرے میں لا کر اسے ایک مشن بنا لیا ہے آپ کے اس ویکلی جریدے میں کئی ایسے اہم مضامین ہیں۔جن کو میں نے اپنی الگ الگ فائیل میں محفوظ کر رکھا ہے۔ میں چاہتا ہوں میری فائیل میں موجودان دستاویز میں سے کچھ کچھ اپنے کاروان ادب میں جگہ دوں، اس کے لئے مجھے آپ کی طرف سے تحریری اجازت کی ضرورت ہے، اپنی رائے سے ہمیں نوازیں اور اپنی ادبی نگارشات ہمیں بھیجا کریں۔اللہ خیر کرے۔

Kausar Siddiqui
Editor "Karwan-e-Adab"
ZEB VILLA
79-A,GR/NORI,BHOPAL-462001
Phone 0755-2542731

—786—

Mob.: 9419577218

**GULISTAN-E-ADAB**

URI, KASHMIR

نذرانۂ عقیدت بحضرت جناب شبنم قیوم صاحب مدیر اعلیٰ قومی وقار

ازطرفِ حاجی فیروزالدین بیگ (بجہامہ تحصیل اوڑی)

قومی وقار کے مدیرِ اعلیٰ قوم کے معمار ہیں
پس مورخ اُور دانشور صاحبِ ایثار ہیں
بے باک اُور غیور ہیں لاکر رہنگے انقلاب
کشمیر کے ہیں ترجمان باعزت خود دار ہیں
صحافت کے میدان میں صاف گو ہے صاف دل
قوم کے مینار ہیں اُور صاحبِ وقار ہیں
ذہین اُور چالاک ہیں ادیب قلم کار ہیں
جہاد کے میدان میں قوم کے سردار ہیں
آزاد ہیں بیدار ہیں اقبالؒ کے ہیں ہم خیال
ہر مشکل گھڑی میں وہ قوم کے یارِ غار ہیں
ہندو پاک کی سازش کر رہے ہیں وہ عیاں
قوم کا جو ہے مُدعا اُسی کے طرف دار ہیں
قربان ہوں فیروز میں شبنم قیوم کے نام پر

وہ وطن کی پہچان ہیں رہنما دلدار ہیں
تاریخ کے اُوراق کی وہ زندہ تصویر ہیں
علم و ادب اُور صحافت کے رہ تاجدار ہیں
قومی وقار نے کشمیر میں اپنا مقام ہے بنا لیا
کشمیر کے لوگ اب ہوشیار اُور بیدار ہیں
قوم پر قیوم کے بہت بڑے احسان ہیں
ہر وقت وہ قوم کی خدمت کیلئے تیار ہیں
قومی وقار کا نام ادب میں ہے سربلند
دشمنوں کیلئے وہ تیز دھار تلوار ہیں
اَے وطن کے گوہر نایاب آفرین صد آفرین
ادب کے میدان میں وہ فیض کے سردار ہیں
حوصلے بلند ہیں اُور عزم بھی ہیں جوان
سیاست کے میدان میں بہت بلند کردار ہیں
قوم کے وقار کو اس نے ہے زندہ کر دیا
ظلم و ستم کے سامنے انصاف کی تلوار ہیں
اُنکی تحریر و تقریر سے ہند و پاک میں خوف مردرہ
حقوق انسانیت کیلئے وہی علم بردار ہیں
مبارک دے رہا ہے تجھے شبنم قیوم فیروز آج
ایسے ہی بہادرِ صحافی آجکل قوم کو درکار ہیں

تحریر
غلام رسول بانڈے
ہندوارہ ادیب کامل
فون9596476390

# شبنم قیوم!
# تیری حق گوئی، تیری ہمت، تیری جرأت کو میرا سلام!

شبنم قیوم بیک وقت قلمکار، ادیب، فکشن نگار، مصنف، تاریخ نویس، صحافی، مضمون نویس، کالم نگار اور ڈراما رائٹر الغرض ایک شخصیت ہرفن مولا۔۔۔!

برصغیر کا منفرد اور لاثانی حقیقت پسند تخلیق کار، اُن کی حقیقت پر مبنی تخلیقات پر نہ صرف رشک آتا ہے۔ بلکہ خطرات بڑتے ہیں خدانخواستہ انہیں گزند نہ پہنچے انہیں جان سے ہاتھ نہ دھونا پڑے۔

البتہ وہ بالکل بے فکر ہو کر لکھتے ہیں۔ انہوں نے ڈر اور خوف کو اپنے اندر ذرا سی بھی جگہ نہیں دی، یہ الگ بات ہے کہ جب ہم اُن کی سیاست، تاریخ اور تحریک سے متعلق کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو ہم اُن کے تئیں ڈر اور خوف یقیناً طاری ہو جاتا ہے۔ یہاں پر آکر مجھے یاد آجاتا ہے۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ حضور پرنور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ مجھے ایک مختصر سی نصیحت میں دین سمجھائے تاکہ مجھے دوبارہ اس بارے میں کسی سے پوچھنا نہ پڑے تو حضور پرنور محمد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ امی وابی) نے فرمایا ”جا سچ بولا کر“ یہ ایک مختصر سا جملہ جوامع الکلم کے قبیل سے ہے جو حضورؐ کے معجزانہ تکلم کا غماز ہے اس ایک جُملہ نور میں دین کی ساری حقیقت کو بیان کر کے رکھ دیا گیا ”سچ“ کی ضد جھوٹ، دجل، فریب، دھوکہ اور التباس ہے جو دین کے لئے سم قاتل کے مترادف ہے۔ سچ بولنا، سچ کہنا اور سچ لکھنا کل دین کامل کا درجہ رکھتا ہے، جہاں سچ ہوگا وہاں دین ہوگا جہاں جھوٹ ہوگا وہاں دین نہیں ہوگا میرا مشاہدہ ہے کہ جو لوگ مساجد کی اگلی صف میں بیٹھتے ہیں زور زور سے ذکر و اذکار فرماتے ہیں بلند آہنگی سے درود کا ورد فرماتے ہیں ماشاءاللہ ان کے چہرے پر رونق بہار لئے ہوتے ہیں، وعظ و تلقین فرمانے والے، مدارس کے مہتمم، سفرا، مساجد کے ائمہ و خطبا، مفتیان عظام کی کثرت ”سچ“ کے شک سے پرے ہوتے ہیں الا ماشاءاللہ ان میں نیک نفوس بھی ہیں اور باوفا بھی مگر ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ مغالطہ انگیز باتیں کرنا، کہنا اور لکھنا ہمارے صحافتی حلقہ اثر میں بھی نمایاں ہے، ہمارے قائدین، رہنما، رہبر سیاسی مفکرین بھی سچ کی صفت سے گھبراتے اور ہول کھاتے ہیں کیونکہ یہ کڑوی گولی حلق سے آسانی سے نہیں اُترتی اسی لئے کہا گیا ہے کہ سچ کڑوا ہوتا ہے بلکہ ایک مفکر شاعر نے اس کے اثر کو یوں بھی بیان کیا ہے:

جھوٹوں کی نگری میں زاہدؔ،
جو سچ بولے مارا جائے

”ابو مجاہد زاہدؔ“

حلال و حرام میں تمیز کرنا، مال حق و ناحق میں امتیاز بھرتنا اولالعزم افراد کا عمل ہوتا ہے ہر کس و ناکس دعویٰ کرنے والا اس معیار پر پورا نہیں اُترتا یہ ایک انتہائی گھمبیر صورتحال ہے جس سے ہم گزر رہے ہیں انہی حالات میں ”شبنم قیوم“ ایک

ایسے صحافی، تاریخ نویس، قلم کار، ادب نواز، مخلص، نڈر، بے باک، ''سچ گو'' کے روپ میں فی الحال ہمارے درمیان مصروف عمل ہے جس نے ''یہ کس کا لہو کون مرا'' ایک تاریخی اور سیاسی ناول لکھ کر قصر سلطانی کا قلعہ توڑ کر رکھدیا جنہوں نے ''کشمیر کا سیاسی انقلاب'' پانچ حصے لکھ کر یقیناً ایک انقلاب لایا جس انقلاب کے آثار آج بھی نمایاں ہیں انہوں نے ،،سیکس پولیوشن، کے نام سے جو تصنیف منظر عام پر لائی وہ ان کی جرأت مندی نڈرتا اور بے باکی کی ایک ایسی مثال ہے جو یقیناً لامثال ہے جو کہوں گا سچ کہوں گا، کے علاوہ ''خواتین کی بے حُرمتی''،، مفصل تاریخ وتحریک کشمیر'' مکمل پانچ جلدوں میں لکھ کر ایک اہم کارنامہ انجام دیا اور پارلیمنٹ پر حملہ کے حوالے سے بھی حقائق پر مبنی صداقت شعاری اور حق نوائی کا حق ادا کیا ہے این سعادت بزور بازونسیت تانہ بخشذ خدائے بخشند شبنم قیوم، قوم کاشمر کے ان مایہ ناز، قلم کاروں، دانشوروں، ادیبوں، صحافیوں، محققوں، تخلیق کاروں، تجزیہ نگاروں، نقادوں جہد مسلسل کے خوگر عندلیبوں،، کے ماتھے کا جھومر ہے جنہوں نے صدق گوئی، صداقت شعاری، راست گفتاری کو اپنا شعار بنایا ہے اور اس انمول درناب کے ثقل کو اپنا مشن بنالیا ہے، شبنم نام نہاد روشن خیال اور ترقی پسند ( کمیونسٹ ) فرد نہیں ہے بلکہ اس کو اپنے عقیدے، دین اور نظریہ حیات سے محبت ہے اس کی ہمت ، جرأت، بے باکی قابل داد اور قابل ستائش ہے اس مرد قلم وفکر نے ''جو کہوں گا سچ کہوں گا'' ایک ایسی روئیداد تصنیف کی ہے جو انتہائی حساس، نازک اور خطرات سے پر ماحول اور کٹھن مراحل میں معرض وجود میں لائی گئی ہے۔ کشمیر کے صحافتی حلقہ میں یہ ایک ایسا، پرشکن، سفرنامہ ہے جسکی ٹھیسیں بڑی بے درد اور قلب وجگر کو کُھرچنے اور کھودنے والی ہیں اور روئیداد کا ہولٰی بڑا صبر آزما پر صعوبت اور عشق کا بانکپن لئے ہوئے ہے یہ جنون وعشق کا ایک ایسا پر کیف مرقع ہے جسکے اندر جھانک

کرطبائع انسانی مسرت بھی محسوس کرتی ہیں اور خوف بھی اس آئینہ بے داغ کے اندر کشمیر کی محسن مملکت خداداد کا پورا شمائل ''عریاں'' نظر آتا ہے جس کے تن بدن پر کثیف چیتھڑے ''حسین تصورات'' کے درمیان تار تار اور بوسیدہ ہو چکے ہیں ''جو کہوں گا سچ کہوں گا'' شبنم قیوم کا ایسا انوکھا رپوتاژ ہے جو المیہ کشمیر کا پورا احاطہ کرتا ہے جس میں مسئلہ کشمیر کے حل کا سارا مواد موجزن ہے جو اس مسئلہ کے تعلق سے بین الاقوامی قومی، ملی، اندرونی، بیرونی، سفارتی، سطوں پر اس کا پورا ہیولیٰ بیان کرتا ہے، عسکری تحریک کے ظاہر و باطن سے پورا پردہ سرکاتا ہے اور اس معاملہ سے جڑے ہر دائرہ سے حجاب اُٹھاتا ہے اس طرح یہ ''نیلم پری'' اپنے پورے آب و تاب کے ساتھ جلوہ گری کرتی ہوئی اپنا مکمل تعارف کراتی ہے اس کا انگ انگ اور ہر رنگ منور روشن ہوتا ہے جس سے اس کا مکمل وجود اثر نمایاں ہو جاتا ہے پھر یہ مسئلہ پورے جوبن پس منظر اور پیش منظر کے ساتھ ہر ابہام کو کافور کرتا ہوا خود اپنا بیان ہو جاتا ہے۔

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی
کچھ ہماری خبر نہیں آتی

شبنم قیوم نے سچ بول کر جان کے خطرہ سے بے پرواہ ہو کر ظالم و جابر حکمرانوں کی کارستانیوں، کلہ بازیوں اور کریہہ المنظر کرداروں کو جس طرح منظر عام پر لایا ہے اس پر تیری خودی، خود داری کو لاکھوں سلام یہ ہمارے نیتا جو'' الحاق پاکستان'' پر قائد عوام، قائد انقلاب اور قائد قوم بنے ہوئے ہیں آپ نے جس تدبر فہم وفراست، ہنر ہمت وجرأت سے اس جامع زیب کو کھوجا ہے اور اس کی زرکاری کے ''ہوک،، کو جس اخلاص اور فن کاری سے (تھوڑا تصرف کے ساتھ) نمایاں کیا اور بتایا ہے بجا طور پر:۔

تو نے یہ کیا غضب کیا ''اِس'' کو بھی فاش کر دیا

یہ ہی تو ایک راز تھا سینہ کائنات میں اقبال

شبنم قیوم قوم کے اُن مایہ ناز قلم کاروں ، دانشوروں ، ادیبوں ، صحافیوں۔۔۔شاعروں، تخلیق کاروں، تجزیہ نگاروں نقادوں جہد مسلسل کے خوکر عندلیبوں !،، کے ماتھے کا جھومر ہے۔ جنہوں نے صدق گوئی صداقت شعاری راست گفتاری کو اپنا شعار بنایا ہے۔اور اس انمول دُرناب کی ثیقل کو اپنا مشن بنالیا ہے۔اللھُمَّ زدترد، اللہ اس مفت باصفا میں ایزادگی فرمائے۔آمین ثمہ آمین۔

شبنم قیوم:۔نام نہاد روشن خیال اور ترقی پسند ( کمیونسٹ ) نظریئے کے فرزنہ نہیں ہیں۔ بلکہ انہیں اپنے عقیدے، دین اور نظریہ حیات سے محبت ہے۔ان کی ہمت، جرأت، بے باکی قابل دار ہے قابل ستائیش ہے۔اس مرد ''قلم وفکر'' نے ادب، سیاست، تاریخ اور تحریک کے موضوعات پر اپنی تخلیقات منصہ شہود پر لائی ہیں۔اور جو روداد تصنیف کی ہیں وہ سب انتہائی حساس، نازک اور خطرات سے پُر ماحول اوکٹھن مراحل میں معرض وجود میں لائی گئی ہیں۔کشمیر کے صحافتی حلقوں میں یہ ایک ایسی پُرشکن۔!تخلیقات ہیں، سوانح حیات ہیں جس کی ٹھیس بڑی بے درد اور قلب وجگر کو کھرچنے اور کھودنے والی ہیں۔ ان کی تخلیقات کا ہیولیٰ بڑا آزما پُر صعوبت اور عشق کا بانکپن لئے ہوئے ہے۔ یہ جنوں وعشق کا ایک ایسا پُر کیف مرقع ہے جس کے اندر جھانک کر طبایع انسانی کی مسرت بھی محسوس کرتی ہے اور خوف بھی۔ان آشنہ بے داغ کے اندر کشمیر کی محس مملکت خداداد کا پورا شمائیل عریان نظر آتا ہے۔جس کے تن بدن پر کشیف چیتھڑے حسین تصور، کے درمیان تار تار اور بوسیدہ ہو کتابوں کے مصنف ہیں۔ان میں ایک ضخیم سفرنامہ ''جو کہوں گا سچ کہوں گا،، دم بخود کرنے والی دستاویز ہے۔ان کی ایک اور ضخیم کتاب ''کشمیر سے فلسطین تک

سیاہ دائیرہ'' کے عنوان سے ایک ایسی دستاویز ہے جس میں کشمیر اور فلسطین کے ساتھ بین الاقوامی مسائیل اجاگر کر کے یہ ثابت کر دیا ہے، شبنم قیوم عالمی سطح پر معلومات کا خزینہ ہے۔ان کی ادب، سیاست، تاریخ اور تحریک پر مختلف مضوعات میں ایسی چند کتابیں جن کے مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے وہ بڑے رازدار ہیں۔ انہوں نے بعض ایسے پوشیدہ راز اجاگر کئے ہیں۔اگر ان کے ساتھ دلیل اور ثبوت نہ ہوئے تو وہ مشکوک بن جاتے۔انہوں نے پانچ پانچ جلدوں پر مشتمل تین دستاویزی سیٹ پیش کر کے ثابت کر دیا ہے۔وہ تاریخ پر یہ طولیٰ رکھتے ہیں۔تاریخ نویسی میں انہوں نے جو ریکارڈ قائیم کیا ہے۔اس پر ہم بجز اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ مرحبا! تمہاری حق گوئی اور رموز خود کو لاکھوں سلام!

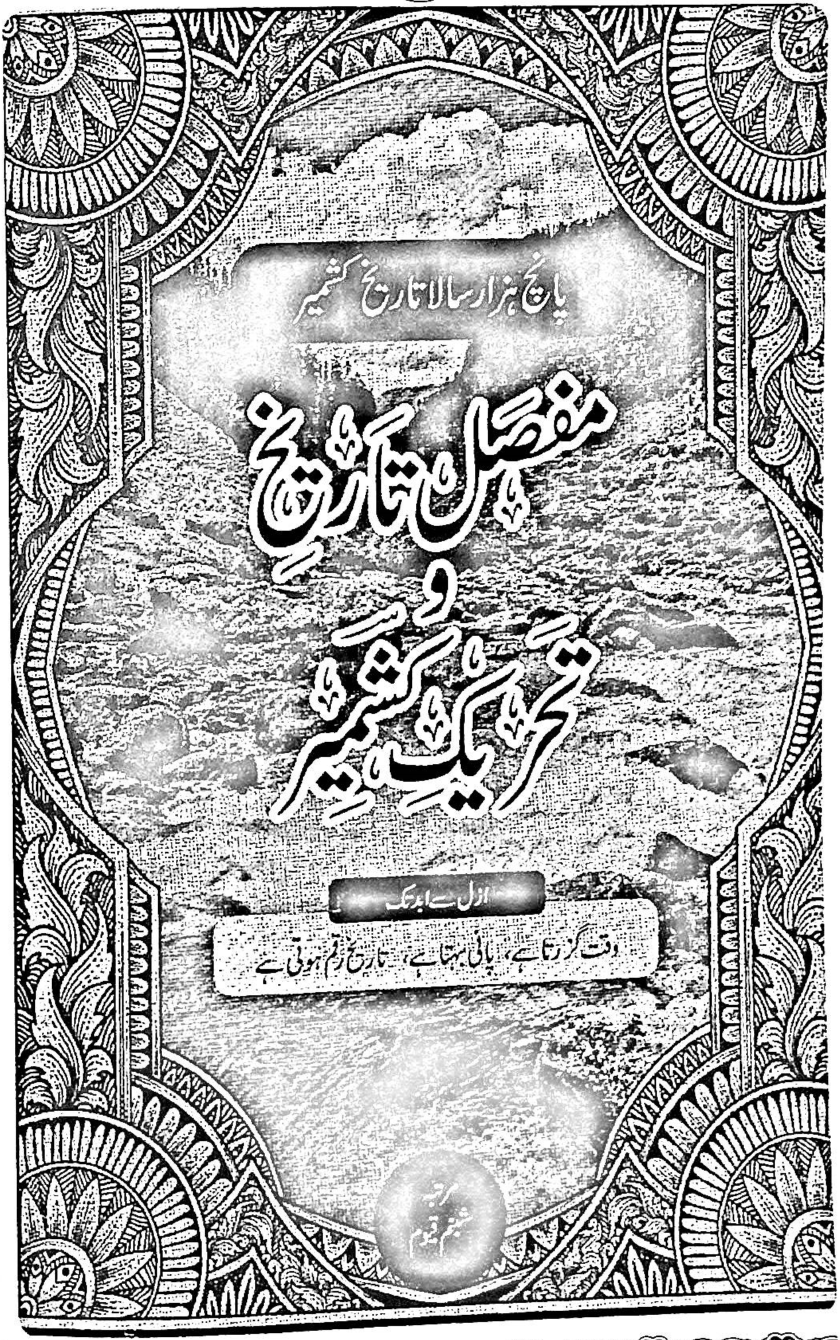
پانچ ہزار سالا تاریخ کشمیر
مفصل تاریخ
و
تحریکِ کشمیر
ازل سے ابد تک
وقت گزرتا ہے، پانی بہتا ہے، تاریخ رقم ہوتی ہے
مرتبہ
شبنم قیوم

محترمہ: نفیس بانو (خاتون صحافی)

ایڈیٹر "قیادت ہند" کانپور ۱۶/۱/ اپریل ۱۹۹۲ء

آپ کا خط اور اس کے ساتھ کشمیر کے ایک نامور مصنف شبنم قیوم کی دل آزار کتاب "کشمیر میں خواتین کی بے حرمتی!" موصول ہوئی، میں نے اسے ایک ایک ورق کھول کر دیکھا مجھے اس بات کا احساس ہے کشمیری عوام کے ساتھ بہت زیادتی ہو رہی ہے اور یہ سارا کچھ وہاں گن کلچر کے کارن ہو رہا ہے اس کا ذمہ دار جہاں نیشنل کانفرنس کا لیڈر فاروق عبداللہ ہے بلکہ کانگریس کے صدر راجیو گاندھی بھی برابر کے ذمہ دار ہیں۔ بحر حال اب اس کا ازالہ ہوگا۔ میں مسئلہ کشمیر پر کافی غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں ہم ہندوستان کے اندر کشمیریوں کو مکمل آزادی دیں گے اس کے لئے ہمارے پاس ایک فارمولہ the sky is limit ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ فارمولہ حریت قائدین قبول کرتے ہیں کہ نہیں۔

محترمہ: آپ اطمینان رکھیں ہم کشمیریوں کے ساتھ زیادتیوں کا ازالہ کریں گے۔ یہ میرا آپ سے وعدہ ہے۔

خیر خواہ

پی نرسمہا راؤ

وزیر اعظم ہند

محترمہ: نفیس بانو (خاتون صحافی)

ایڈیٹر "قیادت ہند" کانپور ۱۶/اپریل ۱۹۹۲ء

آپ کا خط اور اس کے ساتھ کشمیر کے ایک نامور مصنف شبنم قیوم کی دل آزار کتاب "کشمیر میں خواتین کی بے حرمتی!" موصول ہوئی، میں نے اسے ایک ایک ورق کھول کر دیکھا مجھے اس بات کا احساس ہے کشمیری عوام کے ساتھ بہت زیادتی ہو رہی ہے اور یہ سارا کچھ وہاں گن کلچر کے کارن ہو رہا ہے اس کا ذمہ دار جہاں نیشنل کانفرنس کا لیڈر فاروق عبداللہ ہے بلکہ کانگریس کے صدر راجیو گاندھی بھی برابر کے ذمہ دار ہیں۔ بحر حال اب اس کا ازالہ ہوگا۔ میں مسئلہ کشمیر پر کافی غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں ہم ہندوستان کے اندر کشمیریوں کو مکمل آزادی دیں گے اس کے لئے ہمارے پاس ایک فارمولہ the sky is limit ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ فارمولہ حریت قائدین قبول کرتے ہیں کہ نہیں۔

محترمہ: آپ اطمینان رکھیں ہم کشمیریوں کے ساتھ زیادتیوں کا ازالہ کریں گے۔ یہ میرا آپ سے وعدہ ہے۔

خیر خواہ

پی نرسمہا راؤ

وزیر اعظم ہند

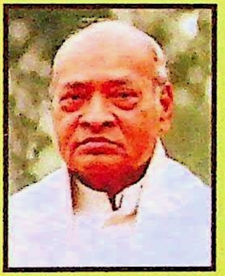

محترمہ: نفیس بانو (خاتون صحافی)

ایڈیٹر "قیادت ہند" کانپور ۱۶/اپریل ۱۹۹۲ء

آپ کا خط اور اس کے ساتھ کشمیر کے ایک نامور مصنف شبنم قیوم کی دل آزار کتاب "کشمیر میں خواتین کی بے حرمتی!" موصول ہوئی، میں نے اسے ایک ایک ورق کھول کر دیکھا مجھے اس بات کا احساس ہے کشمیری عوام کے ساتھ بہت زیادتی ہو رہی ہے اور یہ سارا کچھ وہاں گن کلچر کے کارن ہو رہا ہے اس کا ذمہ دار جہاں نیشنل کانفرنس کا لیڈر فاروق عبداللہ ہے بلکہ کانگریس کے صدر راجیو گاندھی بھی برابر کے ذمہ دار ہیں۔ بحر حال اب اس کا ازالہ ہوگا۔ میں مسئلہ کشمیر پر کافی غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں ہم ہندوستان کے اندر کشمیریوں کو مکمل آزادی دیں گے اس کے لئے ہمارے پاس ایک فارمولہ the sky is limit ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ فارمولہ حریت قائدین قبول کرتے ہیں کہ نہیں۔

محترمہ: آپ اطمینان رکھیں ہم کشمیریوں کے ساتھ زیادتیوں کا ازالہ کریں گے۔ یہ میرا آپ سے وعدہ ہے۔

خیر خواہ

پی نرسمہا راؤ

وزیر اعظم ہند

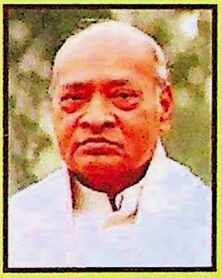

محترمہ: نفیس بانو (خاتون صحافی)

ایڈیٹر "قیادت ہند" کانپور ۱۶/اپریل ۱۹۹۲ء

آپ کا خط اور اس کے ساتھ کشمیر کے ایک نامور مصنف شبنم قیوم کی دل آزار کتاب "کشمیر میں خواتین کی بے حرمتی!" موصول ہوئی، میں نے اسے ایک ایک ورق کھول کر دیکھا مجھے اس بات کا احساس ہے کشمیری عوام کے ساتھ بہت زیادتی ہو رہی ہے اور یہ سارا کچھ وہاں گن کلچر کے کارن ہو رہا ہے اس کا ذمہ دار جہاں نیشنل کانفرنس کا لیڈر فاروق عبداللہ ہے بلکہ کانگریس کے صدر راجیو گاندھی بھی برابر کے ذمہ دار ہیں۔ بحر حال اب اس کا ازالہ ہوگا۔ میں مسئلہ کشمیر پر کافی غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں ہم ہندوستان کے اندر کشمیریوں کو مکمل آزادی دیں گے اس کے لئے ہمارے پاس ایک فارمولہ the sky is limit ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ فارمولہ حریت قائدین قبول کرتے ہیں کہ نہیں۔

محترمہ: آپ اطمینان رکھیں ہم کشمیریوں کے ساتھ زیادتیوں کا ازالہ کریں گے۔ یہ میرا آپ سے وعدہ ہے۔

خیر خواہ

پی نرسمہا راؤ

وزیر اعظم ہند